RESEARCH LIBRARY
INSTITUTE OF SINDHOLOGY
UNI: OF SINDH, JAMSHORO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

In the Name of

ALLAH

The Most Gracious

The Most Merciful

Whose Help We Solicit

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (سندھی)
کی علمی و دینی خدمات کا تنقیدی جائزہ

RESEARCH LIBRARY
INSTITUTE OF SINDHOLOGY
UNI: OF SINDH, JAMSHORO.
104867
19-10-2000

مقالہ برائے

پی ایچ ڈی

مقالہ نگار:۔ محمد اسلم کھوکھر

نگراں:۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتا صاحب
پروفیسر ایمرٹس شعبہ اسلامک کلچر و تقابل ادیان
سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ۔

معاون نگراں:۔ جناب پروفیسر عبدالستار انصاری صاحب
شعبہ مسلم ہسٹری سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ۔

شعبہ اسلامک کلچر و تقابل ادیان
سندھ یونیورسٹی جامشورو
سنہ ۱۴۱۷ / ۱۹۹۶ء

Certificate

Certified that Mr. M. Aslam Khokhar S/o M. Akbar has carried out research on the topic

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (سندھی) کی علمی و دینی خدمات کا تنقیدی جائزہ

Under our supervision and that his work is original and distinct and his dissertation is worthy of presentation to the University of Sindh for award of degree of Ph. D in Islamic Culture

Supervisior Guide :

Professor Dr Abdul Wahid J. Halepota Professor Emeritus Department of Comparativ e Religion and Islamic Culture University of Sindh Jamshoro.

Co- Guide: Dr. Abdul Sattar Ansari Professor Department of Muslim History University of Sindh Jamshoro

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ برائے پی ایچ ڈی

مجوزہ عنوان

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (سندھی) کی علمی و دینی خدمات کا تنقیدی جائزہ

سکالر

محمد اسلم کھوکھر فارغ التحصیل شہادہ العالیہ (وفاق المدارس - ملتان)

ایم ۔اے اسلامیات (اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور)

آرمی ایجوکیشن کور خطیب 63 پنجاب ایل - اے ٹی بٹالین حیدر آباد چھاونی سندھ

زیر نگرانی

گائیڈ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتا صاحب پروفیسر ایمرطس شعبہ اسلامی کلچر و تقابل ادیان سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ

کو گائیڈ جناب ڈاکٹر عبدالستار انصاری صاحب پروفیسر شعبہ اسلامی تاریخ سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ

Sindh University Jamshoro.

اظہار تشکر:۔

اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے تحقیقی مقالہ لکھنے کی سعادت عطا فرمائی ۔ میں اس ضمن میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی صورت میں اس مقالہ کی تکمیل تک پورا پورا تعاون کیا اور ہر وقت میرے معاون و مددگار ثابت ہوئے ۔ بالخصوص اپنے نگران صاحبان محترم جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ صاحب پروفیسر شعبہ اسلامک کلچر و تقابل ادیان سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ اور محترم جناب ڈاکٹر عبدالستار انصاری صاحب پروفیسر شعبہ مسلم ہسٹری سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ہر موقع پر اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے مقالہ کی تکمیل کا سبب بنے۔

اس کے ساتھ ساتھ شعبہ اسلامک کلچر و تقابل ادیان کے چئیرمین پروفیسر عبدالرزاق میمن صاحب اور پروفیسر عزیزہ چناڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز سندھ یونیورسٹی جامشورو کا مشکور ہوں جنہوں نے میرے ساتھ ہر معاملہ میں پورا پورا تعاون فرمایا ۔ اس کے علاوہ اس مقالہ کی تیاری میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے کتابوں کی فراہمی میں میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جس کے بغیر اس کام میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ۔ ان حضرات میں سر فہرست ہمارے محترم محمد شفیع بروھی صاحب اسسٹنٹ لائبریرین علامہ آئی آئی قاضی لائبریری جامع سندھ ہیں، جن کا میں خصوصی طور پر شکر گزار ہوں ۔

اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے اور دینی و دنیاوی ترقی سے نوازے آمین !

احقر

محمد اسلم کھوکھر

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر

۱۔ ابتدائیہ و تعارف ۱
۲۔ برصغیر پاک و ہند کا تاریخی پس منظر ۵
۳۔ حوالہ جات و حواشی متعلقہ ابتدائیہ و تعارف ۱۱

باب اول

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے حالات زندگی

الف۔ ولادت باسعادت ۱۳
ب۔ آباء واجداد ۱۳
ج۔ تعلیم و تربیت ۱۴
۱۔ ابتدائی تعلیم ۱۴
۲۔ حضرت لاہوری حضرت مولانا عبدالحق کی خدمت میں ۱۵
۳۔ اعلی تعلیم اور مولانا عبیداللہ سندھی کی آغوش میں ۱۶
۱۷۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت ۱۷
۷۔ گھوٹھہ پیر جھنڈو میں مدرسہ دارلرشاد کا قیام ۱۸
۷۱۔ حضرت لاہوری کی دستار بندی ۱۸

د۔ حضرت لاہوری کے اساتذہ و شیوخ ۱۹

i۔ حضرت مولانا عبدالحق آف گوجرانوالہ ۲۰
ii۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی ۲۰
iii۔ حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی ۲۶
iv۔ حضرت مولانا عبداللہ لغاری ۳۰

ذ۔ شیوخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۳

i۔ سلطان العارفین خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۳
ii۔ حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ۳۶

ر۔ حضرت لاہوری کی شادی ۳۹

i۔ پہلی شادی ۳۹
ii۔ دوسری شادی ۴۰

ز۔ اولاد

i۔ ننھے میاں جناب حسن ۴۱
ii۔ محترمہ مکرمہ عائشہ بی بی ۴۱
iii۔ مولانا حافظ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۲
iv۔ جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ ۴۳
v۔ مریم بی بی ۴۵
vi۔ عبیداللہ صاحب ۴۵

vii- فاطمہ بی بی ۴۶

viii- رقیہ بی بی ۴۶

ix- فاطمہ بی بی ۴۶

x- الحاج حافظ مولانا حمید اللہ صاحب ۴۶

س- حضرت شیخ التفسیر کا لاہور میں

مستقل قیام اور وفات ۴۸

i- زندگی کے آخری ایام ۵۰

ii- سفر آخرت ۵۱

iii- مزار مبارک سے خوشبو کا آنا ۵۲

iv- اخبارات و مجلات کے تعزیتی نوٹ ۵۳

v- شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پھول ہائے عقیدت ۵۴

ص- حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کردار و سیرت ۵۵

i- لباس ۵۶

ii- شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا طعام ۵۷

iii- حلم ۵۸

iv- کمال بے نفسی ۵۸

v- جود و سخا ۵۹

vi- انسانی ہمدردی ۵۹

Sindh University Jamshoro.

vii- عبادت ۶۰
viii- حق گوئی میں کمال جرأت و بے باکی ۶۰
ix- بدعات و خرافات سے نفرت ۶۱
x- تنقید و تردید میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاط معتدل رویہ ۶۱
حوالہ و حواشی متعلقہ باب اول ۶۳

باب دوئم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا

علمی و روحانی مقام ۸۷

الف۔ خلفاء مجاز ۸۹
۱۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۹
۲۔ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۸۹
۳۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۹۰
۴۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ۹۳
۵۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری ۹۴
۶۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور ۹۷
۷۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب ۹۸
۸۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب ہزاروی ۹۸
۹۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب ۹۹
۱۰۔ حضرت مولانا عرض محمد صاحب کوئٹہ ۱۰۲

۱۱۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری آف سرگودھا	۱۰۳
۱۲۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب آف سکھر	۱۰۵
۱۳۔ حضرت مولانا گل محمد ایرانی	۱۰۸
۱۴۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب آف خانیوال	۱۰۸
۱۵۔ حضرت مولانا قاضی عبدالطیف صاحب (جہلم)	۱۰۹
۱۶۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب	۱۱۱
۱۷۔ حضرت مولانا قاری عبدالکریم صاحب	۱۱۲
۱۸۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کھیڑہ گھروٹ ضلع سرگودھا	۱۱۲
۱۹۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب	۱۱۴
۲۰۔ حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی سندھی	۱۱۴
۲۱۔ حضرت مولانا حاجی میر محمد جونگل سندھ	۱۱۲
۲۲۔ حضرت مولانا رفیق الحق صاحب	۱۱۸
۲۳۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب	۱۲۰
۲۴۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب سندھی	۱۲۱
۲۵۔ حضرت مولانا دوست محمد کبیر والوی ضلع خانیوال	۱۲۲
۲۶۔ حضرت مولانا عبداللہ شیخ سندھی	۱۲۳
ب۔ تلامذہ	۱۲۵
۱۔ علامہ علاء الدین صدیقی سابق رئیس الجامعہ پنجاب	۱۲۷
۲۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ہزاروی	۱۲۷
۳۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی	۱۲۸

۴۔ ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ہزاروی ۱۲۹

۵۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور ۱۲۹

۶۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ خلف اکبر شیخ التفسیر ۱۲۹

۷۔ شیخ بشیر احمد لدھیانوی ۱۳۰

۸۔ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری ۱۳۰

۹۔ ڈاکٹر میاں سعید اللہ جان ۱۳۱

۱۰۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ساہیوال ۱۳۱

۱۱۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن ۱۳۱

۱۲۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری ۱۳۲

۱۳۔ حضرت مولانا محمد مدنی سندھی ۱۳۲

۱۴۔ حضرت مولانا محمد شعیب ہزاروی ۱۳۳

۱۵۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب تھریچانی ۱۳۳

۱۶۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب خانیوال ۱۳۳

۱۷۔ حضرت مولانا حافظ نثار احمد سندھی ۱۳۴

۱۸۔ حضرت مولانا امیر محمد لاشاری سندھی ۱۳۵

۱۹۔ حضرت مولانا سید علامہ عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی ۱۳۵

۲۰۔ حضرت مولانا عبدالقادر پھنور سندھی ۱۳۶

۲۱۔ حضرت مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک ۱۳۷

۲۲۔ حضرت مولانا خوش محمد میوخانی ۱۳۸

۲۳۔ دیگر تلامذہ کے اسماء گرامی ۱۳۹

ج۔ تصنیفات شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی اجمالی فہرست ۱۳۳
حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب دوئم ۱۳۷

حصہ اول علمی خدمات

باب سوئم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

کی خدمات علوم قرآن میں

۱۔ فضائل علم ۱۶۴
۲۔ قرآن کا لغوی و اصطلاحی مفہوم ۱۶۷
۳۔ نزول قرآن ۱۶۷
۴۔ فضائل قرآن ۱۶۸
۷۔ درس قرآن کی ابتداء ۱۷۰

الف۔ درس عام ۱۷۱
۱۔ درس عام کی کیفیت ۱۷۲

ب۔ حضرت لاہوری کے درس کے مرکزی مضامین ۱۷۲
۱۔ عقیدہ توحید کی وضاحت ۱۷۲
۲۔ دوسرا مرکزی مضمون تذکرہ مشائخ ۱۷۳

(iii) تیسرا مرکزی مضمون (جہاد)	۱۶۳
ت۔ درس خاص	۱۶۳
ج۔ درس قرآن (خواتین کیلئے)	۱۶۳
د۔ درس قرآن و حدیث نو عمر بچوں کیلئے	۱۶۵
ذ۔ دورہ تفسیر	۱۶۶
ر۔ تفسیر قرآن عزیز	۱۶۸
فہرست مضامین قرآنیہ	۱۸۱
أ- کتاب العقائد	۱۸۱
زز- ابواب الرسالت	۱۸۱
ززز- تقدیر الٰہی	۱۸۲
سا- ابواب القیامۃ	۱۸۳
سا - کتاب الطہارت	۱۸۳
زسا - کتاب الصلوۃ	۱۸۳
شیخ التفسیر کی تفسیری خدمات	۱۸۴
پہلی خصوصیت	۱۸۴
دوسری خصوصیت	۱۸۵
تیسری خصوصیت	۱۸۶
چوتھی خصوصیت	۱۸۸
پانچویں خصوصیت	۱۸۹

چھٹی خصوصیت ۱۹۰

علمائے کرام سے استناد ۱۹۵

۱۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶

۲۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷

۳۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷

۴۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸

مختلف سورتوں کی تفسیر ۱۹۹

۱۔ سورہ قریش ۱۹۹

۲۔ سورہ کوثر ۲۰۲

۳۔ سورہ فلق و ناس ۲۰۳

۴۔ سورہ عصر ۲۰۳

۵۔ سورہ علق ۲۰۵

ز۔ علوم قرآن میں مختلف رسائل ۲۰۷

۱۔ رسالہ ضرورہ القرآن ۲۰۷

۲۔ رسالہ مقصد قرآن ۲۱۳

حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب سوئم ۲۲۱

باب چہارم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

کی خدمات علوم حدیث میں	۲۳۲
ا۔ حدیث کے لغوی معنی	۲۳۲
۲۔ حدیث کے اصطلاحی معنی	۲۳۲
۳۔ ضرورت و اہمیت حدیث	۲۳۳
۴۔ تدوین حدیث	۲۳۴
الف ۔ عہد نبوی میں کتابت حدیث	۲۳۵
ب۔ صحابہ کرام اور تدوین حدیث	۲۳۶
ج۔ دور تابعین و تبع تابعین	۲۳۷
د۔ دروس حدیث و اشاعت حدیث	۲۳۹
i۔ درس مشکوۃ المصابح	۲۳۹
ii۔ درس مسلم شریف	۲۴۰
iii۔ حجتہ اللہ البالغہ کا درس	۲۴۱
iv۔ رسالہ ہفت روزہ خدام الدین	۲۴۱
v۔ خطبہ جمعہ	۲۴۳
vi۔ مجلس ذکر	۲۴۴
vii۔ نو عمر بچوں کے لئے درس حدیث	۲۴۵
viii۔ پرچہ ششماہی امتحان مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور	۲۴۵
ix۔ نتیجہ درس حدیث	۲۴۷

ز۔ علم حدیث میں رسائل ۲۴۹

۱۔ گلدستہ صد احادیث نبوی ﷺ ۲۴۹

۲۔ خلاصہ مشکوٰۃ المصابیح ۲۵۱

۳۔ مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب ۲۵۸

حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب چہارم ۲۶۱

باب پنجم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات

علوم فقہ میں ۲۶۸

الف۔ فقہ کے لغوی معنی ۲۶۸

ب۔ فقہ کے اصطلاحی معنی ۲۶۹

ج۔ غرض و غایت ۲۷۰

د۔ فقہ کے ماخذ ۲۷۱

۱۔ قرآن ۲۷۱

۲۔ حدیث ۲۷۱

۳۔ اجماع ۲۷۱

۴۔ قیاس ۲۷۲

ر۔ تاریخ فقہ اسلامی ۲۷۴

س۔ فقہ کی ضرورت و اہمیت اور فضیلت ۲۷۵

ص۔ فقہ میں مختلف رسائل ۲۷۸

۱۔ اصلی حنفیت ۲۷۸

۲۔ فلسفہ زکوٰۃ ۲۸۳

۳۔ احکام شب برات ۲۸۳

۴۔ شہادت النحارير علی حرمت المزامیر یعنی باجوں کی حرمت از روئے شریعت ۲۸۵

۵۔ رسالہ مال میراث میں حکم شریعت و اختیار رواج کی سزا ۲۸۷

حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب پنجم ۲۹۰

باب ششم

شیخ التفسیر کی خدمات علوم تصوف میں ۲۹۵

۱۔ تاریخ تصوف اور لغوی مفہوم ۲۹۵

۲۔ اسلامی تصوف ۲۹۸

۳۔ اسلامی تصوف کی حقیقت ۲۹۹

۴۔ تصوف کی ضرورت و اہمیت ۳۰۰

الیف۔ علماء و اکابرین کی تصوف سے متعلق آراء ۳۰۲

۱۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۲

۲۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۲

iii- علی ہجویری رحمہ ۳۰۳
iv- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ ۳۰۳
v- مفتی محمد شفیع رحمہ ۳۰۴
vi- مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ ۳۰۴
vii- شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ ۳۰۴
viii- علامہ ابن جوزی ۳۰۸
ix- ابن تیمیہ ۳۰۹
x- ابن قیم ۳۱۰

ب- حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور تصوف ۳۱۸
i- حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ کا سلسلہ طریقت ۳۱۹
ii- حضرت مولانا احمد علی کا واقعہ بیعت ۳۱۹
iii- خلافت ۳۱۹
iv- طریقہ بیعت ۳۲۰
v- حضرت لاہوری کے خلفاء مجاز ۳۲۵
vi- حضرت مولانا احمد علی کی عمومی تعلیمات ۳۲۷
vii- مجلس ذکر کا اہتمام ۳۲۸
viii- تربیت گاہ کا منصوبہ ۳۳۰

ج- تصوف کے سلسلہ میں رسائل کی تصنیف و تالیف ۳۳۱
i- شرح اسماء اللہ الحسنیٰ ۳۳۱

Sindh University Jamshoro.

ف۔ پیر اور مرید کے فرائض ۳۳۴
حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب ششم ۳۳۸

باب ہفتم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

کی خدمات دیگر علوم میں ۳۵۶
الف۔ علم الکلام ۳۵۹
ب۔ علم العقائد ۳۶۰
ج۔ فلسفہ و اخلاق ۳۶۰
د۔ فلسفہ میں رسائل ۳۶۱
i۔ فلسفہ عید قربان ۳۶۱
ii۔ فلسفہ نماز ۳۶۲
iii۔ فلسفہ روزہ ۳۶۳
iv۔ فلسفہ زکوۃ ۳۶۵
ذ۔ علم تاریخ ۳۶۶
ر۔ علم الاقتصاد اور سیاست ۳۶۶
ز۔ فنی اور عسکری تعلیم و تربیت ۳۷۱
حوالہ جات و حواشی متعلقہ باب ہفتم ۳۷۵

ابتدائیہ و تعارف

1- ابتدائیہ و تعارف

برصغیر کی تاریخ میں انیسویں صدی کا نصف آخر مسلمانوں کے لئے من حیث القوم بڑا ہی پر آشوب دور تھا انگریز مسلمانوں کے نام و نشان تک مٹا دینے پر تلا ہوا تھا علمائے کرام کو چن چن کر سزائے موت دی گئی بڑے بڑے صلحاء امت تختہ دار پر لٹکائے گئے حق پرستوں کو ذلیل و خوار کیا گیا اور دینی اداروں کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی غرض انگریز کی حکمت عملی یہ تھی کہ برصغیر کے مسلمان ایک فعال اور زندہ قوم کی حیثیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں اور ان کے دلوں میں وہ اسلامی روح اور ایمانی تڑپ باقی نہ رہے جس کے بل بوتے پر وہ ایک ہزار سال تک اس برصغیر پر حکومت کرتے رہے تھے مسلمان قوم بے حسی اور بے تعلقی کا شکار تھی خواص کی ایک بڑی تعداد جن میں علمائے کرام پیش پیش تھے انگریز کے بیداد ظلم و ستم کا تختہ مشق بن چکی تھی اور جو بچ گئے وہ خاموشی اوز عزلت نشینی ہی میں عافیت دیکھ رہے تھے (۱)

ان پر آشوب حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے چند جری اور نڈر بندوں نے اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھ کر اس شمع توحید کو جو ہزار سال سے اس ظلمت کدہ کفر کو اپنی ضیاء باریوں سے منور کر رہی تھی بجھنے نہ دیا ان حضرات میں شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ 'شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ' محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 'شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ 'سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں.

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی سید العارفین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی سندھی ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ان نایاب افراد میں سے تھے جو اپنی ذات میں ایک ادارہ اور ایک تحریک ہوتے ہیں اس قسم کے عبقری انسان جہاں بیٹھ جائیں وہیں جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیتے ہیں اور سوز دروں سے ایک نئی دنیا بسا لیتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے مسلمانوں کی اس وقت رہنمائی فرمائی جب مسلمانوں پر انگریزوں کا تسلط تھا سیاسی حالات کی ابتری کے ساتھ ساتھ مذہبی لحاظ سے بھی انتہائی کمزور تھے دین اسلام کی تعلیمات سے

دور غیر اسلامی طور طریقے اور بالخصوص ہندوانہ رسومات کو دین سمجھ کر اپنی زندگی کا حصہ بنا چکے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے نازک حالات میں ہر محاذ پر مسلمانوں کے ہر طبقے کے لئے اپنی زبان و قلم اور مسلسل مواعظ حسنہ کے ذریعہ سے رہنمائی فرمائی۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا شبہ اور بلا مبالغہ آیت من آیات اللہ ایک مجدد اور ایک مصلح انسان کہا جاسکتا ہے جن کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے جو ظاہری اور باطنی کمالات کے مجموعہ تھے اور جو اخلاق محمدی ﷺ کے جامع نمونہ تھے.

خدائی قانون ہے کہ جب مسلمان اس حد تک دین سے بے پرواہ اور غافل ہوجائیں کہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے گلشن اسلام پر کفر کی برق پاشیاں دیکھیں اور وہ ٹس سے مس نہ ہوں تو اللہ تعالی ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا جو دین کے سچے خادم ہوں گے ارشاد باری تعالی ہے!

وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (۲)

ترجمہ

اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمھاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمھاری طرح کے نہیں ہوں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اسلامی تعلیمات کو حرز جان بنائے رکھا اللہ تعالی انھیں اپنی رحمتوں سے نوازتا رہا لیکن جب انہوں نے اس مقصد سے منہ موڑ لیا جس کے لئے اللہ تعالی نے انہیں منتخب فرمایا تھا تو اس نے اس مقصد کے لئے چنگیز اور (۳) ہلاکو کی اولاد کو مسلمان کردیا جو پانچ سو سال تک خادم الاسلام اور خادم الحرمین رہی یہ سنت اللہ برصغیر میں بھی کار فرما ہوئی عین اس وقت جبکہ انگریزی حکومت کا عروج تھا غیر مسلموں کا تو کیا کہنا اکثر مسلمان انہیں اپنا آقائے نعمت سمجھ رہے تھے اللہ تعالی نے پنجاب جیسے انگریز پرست صوبے کے دو ملحقہ اضلاع (گوجرانوالہ اور سیالکوٹ) کے ایک ہی خاندان کے دو غیر مسلم گھرانوں کو دولت اسلام سے نواز کر اپنے دین کی خدمت ان کی اولاد سے

لی۔

میری مراد امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ (قصبہ جلال بلگن گوجرانوالہ) اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (قصبہ چیانوالی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ) سے ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان میں دو مایہ ناز شاگرد تھے اور ان کے طرز تعلیم اور مسلک تفسیر کے حامل و امین اور اس میں ان کے صحیح جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب فاروقی تھے (۴)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ وہ ذات بابرکات ہیں جنہوں نے لاہور جیسے شہر میں بیٹھ کر تقریباً نصف صدی قرآنی تعلیمات، شاہ ولی اللہ اور مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار کی اشاعت کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدارس عربیہ کے فضلاء کے لئے صرف اڑھائی تین ماہ کا نصاب بنایا تھا اور جو ان مدارس کی تعطیل کے زمانہ میں ان سے استفادہ کے لئے آتے تھے یہ درس قرآن ہندوستان کے دور دراز گوشوں تک پہنچ گیا جس سے لوگوں کو تصحیح عقائد، اصلاح رسوم، ربط آیات القرآن کا بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

یہ درحقیقت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے تقوی، روحانیت، اخلاص، اور ایثار کی برکت تھی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں درس قرآن کے عمومی رواج اور لوگوں میں اس کی مقبولیت کا سہرا انہی کے سر ہے یہی درس قرآن اور طرز تفسیر قرآن ہے جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان کا مرکزی نقطہ ہے محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد (۵) ہالیپوتہ صاحب فرماتے ہیں کہ!

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی جس حیثیت کا میں نے سب سے زیادہ اثر قبول کیا وہ ایک مفسر قرآن کی حیثیت ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تفسیر پر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تفسیر کا اثر نمایاں ہے (۶)

حد تو یہ ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث کے اختتام پر جب فارغ

التحصیل علماء کو دستار فضیلت بند ہوا تے تو فرمایا کرتے تھے کہ!

"علم کی تحصیل آپ نے آٹھ سال دیوبند میں رہ کر کی لیکن تکمیل آپ کی لاہور جاکر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ تفسیر میں ہوگی" (۷)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ممتاز رکن موتمر عالم اسلامی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے یوں گویا ہیں کہ!

"میری زندگی میں وہ بڑا مبارک دن اور بڑی سعید گھڑی تھی جب مولانا احمد علی صاحب لاہوری امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے نیاز حاصل ہوا میری زندگی کے دو بڑے موڑ ہیں جہاں سے زندگی نے نیا راستہ (جہاں تک خیال ہے بہتر اور مبارک راستہ) اختیار کیا پہلا موڑ جب مولانا احمد علی صاحب سے تعلق پیدا ہوا دوسرا موڑ اس وقت پیش آیا جب خدا نے مولانا محمد الیاس صاحب (بانی تبلیغی جماعت) کے پاس پہنچایا اگر مولانا احمد علی صاحب سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یا بری بہرحال موجودہ زندگی سے بہت مختلف ہوتی اور شاید اس میں ادب و تاریخ اور تصنیف و تالیف کے سوا کوئی ذوق اور رجحان نہ پایا جاتا خدا شناسی اور خدا رسی ' راہ یابی اور راست روی تو بڑی چیزیں ہیں ' مولانا کی صحبت میں کم از کم خدا طلبی کا ذوق خدا کے نام کی حلاوت اور مردان خدا کی محبت ' اپنی کمی اور اصلاح و تکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا ' اور ہم عامیوں کیلئے یہی بڑی دولت و نعمت ہے ' بلکہ بعض حقیقت شناسوں کے نزدیک یہی اصل دولت ہے (۸)

غرض مولانا احمد علی لاہوری تحریک آزادی ہند ' تحریک خلافت ' تحریک ہجرت کابل ' تحریک جہاد کشمیر اور علمائے حق کی ہر تحریک سے وابستہ رہے ۔ جمعیت علمائے ہند میں کام کرتے رہے تقسیم پاک و ہند کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ وابستہ ہوئے تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا سیاسی اور دینی کاموں کے سلسلے میں فرنگی دور حکومت میں اور بعد میں بھی کئی بار قید و بند ہوئی اور سخت شدائد و ابتلاء کا مقابلہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ سیاسی و دینی خدمات کا بھی ایک دور نمایاں ہے۔
مگر اس سے قبل کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل ذکر کیا جائے ' ضروری ہے کہ ہم اس وقت
کے برصغیر کے سیاسی حالات' مذہبی حالات اور تاریخی پس منظر کا ذکر کریں!

۲۔ برصغیر پاک و ہند کا تاریخی پس منظر

جنوبی ایشیاء کے برصغیر میں مسلمان قوم کی ابتداء تقریبا اس سال ہوگئی تھی جس سال مکہ مکرمہ میں
انسانیت کے سب سے بڑے علمبردار اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے کوہ صفا پر جاکر اہل مکہ کو اللہ کا
پیغام سنایا تھا برصغیر میں ساحل مالا بار پر عربوں کی آبادیاں اسلام سے پہلے ہی موجود تھیں۔
جب انہیں صفا کے واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے لبیک کہا اور عرب سے آنے والے دوسرے تاجروں
سے حالات دریافت کرکے اسلامی اخلاق اور اصلاحی معاشرے کی بنیاد ڈالی اس طرح جنوبی ایشیاء میں
ساحل مالا بار وہ مقام ہے جہاں پہلی مرتبہ برصغیر کے مسلمانوں کی تہذیب نے جنم لیا اور پرورش پائی۔
ساحل مالا بار میں پہنچنے والی تہذیب کا دوسرا دور ۷۱۲ عیسوی میں محمد بن قاسم (المتوفی ۷۱۷ء) کے
ہاتھوں دیبل کے فتح کرنے سے شروع ہوتا ہے بہت سے لوگوں نے اسلامی اصولوں سے متاثر ہوکر
اسلام قبول کیا۔
محمد بن قاسم کے جانے کے بعد اس علاقے میں کئی صدیوں تک خاموشی طاری رہی اور ساحل مالا بار اور
اسلام کی تعلیمات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تحریک آہستہ آہستہ پروان چڑھتی رہی
تقریبا تین صدیوں کے بعد جنوبی ایشیاء میں ایک دفعہ پھر ہلچل پیدا ہوگئی جب محمود غزنوی (۹۷۱-۱۰۲۰)
نے برصغیر پر حملہ کیا محمود غزنوی نے سترہ حملے کیئے آخری حملہ سومنات کے قلعہ پر تھا آخر کار قلعہ فتح
ہوگیا لیکن محمود غزنوی نے باقاعدہ طور پر اسلامی حکومت قائم نہیں کی پوری ایک صدی کے بعد اس
تہذیب کا چوتھا دور شروع ہوتا ہے یہ دور محمد غوری کا تھا وہ باقاعدہ اسلامی حکومت کا قیام چاہتا تھا لیکن

یہ اعزاز قطب الدین ایبک کو حاصل ہوا جس نے دہلی میں پہلی مسلم حکومت کا قیام عمل میں لایا اس کے بعد غوری کے سالاروں کا ایک گروپ جو یہاں مستقل طور پر رہ گیا تھا یکے بعد دیگرے دہلی کا حکمران بنا التمش اور بلبن کے دور حکومت میں اس کی سرحدوں کو خلیج بنگال تک پھیلایا اور اسی دور میں مغربی ایشیاء میں ایک فوجی طوفان برپا ہوا شمالی علاقوں سے تاتاریوں نے انسانیت کا قتل عام شروع کردیا تھا اس طرح ہر طرف افراتفری کا عالم پیدا ہوگیا۔

مغربی ایشیا کے لوگوں کے لئے دہلی کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہ رہی اور یہ لوگ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں یہاں پہنچنا شروع ہوگئے ان آنے والوں میں تاجر، شاعر، فلسفی، اعلیٰ منتظم، اور عالم شامل تھے کچھ حضرات اسلام کے علمبردار تھے جو مسلمانوں کے معاشرے میں دینی خصوصیات پیدا کرنا چاہتے تھے جو قرون اولی کے مسلمانوں میں موجود تھیں یہ حضرات صوفیائے کرام تھے قطب الدین ایبک کے دور میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں موجود تھے ان کے علاوہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اس طرح سینکڑوں صوفیاء ان کے مرید اور ان کے ساتھی جنوبی ایشیاء کے برصغیر کے کونے کونے میں پھیل گئے۔

اس طرح تصوف کے چاروں سلسلوں (۹) کے لوگ بھی یہاں آئے۔

بد قسمتی سے جب سلاطین دہلی کا اقتدار زوال پذیر ہونے لگا تو اسی زمانے میں ہندو مسلم صوفیاء کے خیالات کے اشتراک سے ایک نئی مذہبی تحریک نے جنم لیا جسے عرف عام میں بھگتی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہندو مفکرین پوری پوری کوشش کرنے لگے کہ وہ کسی نہ کسی محاذ پر مسلمانوں کو شکست دے کر رہیں گے اس تحریک کے اثر سے اشاعت اسلام میں سستی اور رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ اکبر کے دور میں ہندوؤں کی اور بھی حوصلہ افزائی ہوئی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دور اکبری میں ہندوؤں کی مراعات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

"اکبر نے استحکام سلطنت کے لئے راجپوت راجاؤں (ہندوؤں) کے ساتھ رشتے ناطے کئے اور ان کو

اعلیٰ ترین مناصب پر مقرر کیا اور ان کا پورا اعتماد حاصل کرنے اور ان کو شیرو شکر کرنے کے لئے بہت سے ایسے کام کئے جو اس کے پیشرو سلاطین نے ابھی تک نہیں کئے تھے مثلاً ذبح گاؤ کی ممانعت ' آفتاب کے رخ بیٹھ کر جھروکا درشن ' داڑھی منڈوانا ' ہندو رانیوں کے ساتھ مل کر تمام ہندوانہ رسوم میں حصہ لینا اکبر کی ایک بیوی راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوان داس کی بہن تھی (۱۰)

اس طرح ہندو اپنی من مانی کرنے لگے اور دربار اکبری میں ایک خاص مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے ان حالات میں شیخ احمد سرہندی (۱۵۶۴ ـ ۱۶۲۴)المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے احیائے اسلام کی تحریک کا آغاز کیا حضرت مجدد الف ثانی کے دور میں مسلمانوں میں دو قسم کی خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں ایک تو حکومت اپنی من مانی کرتی اور حکومت وقت نے ہندو مذہب اور دین اسلام میں کوئی فرق نہ سمجھا اور ایک نئے مذہب "دین الٰہی" کی بنیاد رکھی تو دوسری طرف نام نہاد صوفیاء کا غلط طرز عمل تھا ان صوفیاء نے اپنی مرضی سے شریعت کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ایک شریعت اور دوسرا طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سخت مخالفت کی اور ثابت کیا کہ اسلام میں اس قسم کی کوئی تقسیم نہیں ہے ـ حکومت وقت کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا مسلم تہذیب کو اپنی اصل میں برقرار رکھا (۱۱)

مغل حکمرانوں میں محی الدین اورنگزیب عالمگیر (۱۶۱۸ ـ ۱۷۰۷) وہ آخری طاقتور حکمران تھے جنھوں نے تقریباً ۵۰ سال تک ہندوستان پر حکومت کی (۱۲) اور بہت سی اسلامی اصلاحات نافذ کیں جن کا تذکرہ پروفیسر محمد رضا خان اس طرح کرتے ہیں کہ!

محی الدین اورنگزیب عالمگیر ارادہ کا پکا شریعت کا پابند اور زاہدانہ زندگی گزارنے کا عادی تھا عدل و انصاف میں لاثانی تھا سورت کے انگریزی سوداگر اسے عدل وانصاف کا سمندر کہتے تھے ـ اورنگزیب عالمگیر نے اپنے دور حکومت میں عالموں اور قاضیوں کی رہنمائی کے لئے فتاوی عالمگیری مرتب کروایا جو اس وقت تمام ممالک اسلامیہ میں فقہ کی مستند کتاب سمجھی جاتی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام قسم کے غیر شرعی ٹیکس جن کی تعداد تقریباً ۸۰ کے قریب تھی معاف کردیئے ہر قسم کا ناچ ' گانا ' بھانڈوں ' اور

شاعروں کی تنخواہیں بند کردیں اور طالبعلموں اور عالموں کے وظائف مقرر کیے (۱۳)

غرض آپ نے تمام غیر شرعی قوانین کو منسوخ کرکے اسلامی قوانین کا نفاذ کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مغل سلطنت کا زوال شروع ہوگیا اور صرف ۱۵ سال کے قلیل عرصہ میں دس کٹھ پتلی حکمران آئے جو کبھی تو انگریزوں کی سازشوں کا شکار ہوئے کبھی ہندؤں کا اور کبھی عیش و عشرت کا شکار ہوئے انہی حالات میں مسلم قومیت کو ختم کرنے کے لئے ہندؤوں نے ایک تحریک کا آغاز کیا جسے ہندو مورخین کی پہلی منظم " ہندو نیشنلسٹ موومنٹ " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے شروع کی اس تحریک کی سربراہی جنوبی ہندوستان کے علاقے مہاراشٹر کا ایک مرہٹہ شیواجی کررہا تھا مرہٹے جب بھی موقع پاتے مسلمانوں اور ان کی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھا کر میدان میں آجاتے تھے مسلمان ان کے سامنے بے بس تھے مسلمان اسلامی روح سے بیگانہ ہوگئے تھے اور ناامیدی کا دور دورہ تھا ان پر آشوب حالات میں دہلی کے ایک گھرانے میں ایک بچے نے جنم لیا جس کا نام(۱۴) عظیم الدین(۱۷۰۳ء۔ ۱۷۶۲) رکھا گیا جو بعد میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے لقب سے مشہور ہوئے ان حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی جس کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال یوں بیان فرماتے ہیں "شاہ ولی اللہ وہ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا کرنے کی ضرورت محسوس کی"(۱۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سب سے پہلا کام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا چنانچہ آپ نے تبلیغ کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مسلمانوں میں معاشرتی برائیاں بہت زیادہ تھیں چنانچہ ایک موقعہ پر انہوں نے کہا کہ!

"کچھ رسم و رواج نے تمھاری زندگیوں کو ناممکن بنا دیا ہے تم غیر ضروری مواقع پر دولت کو بے دریغ خرچ کرتے ہو اور بھاری سود پر قرضہ لیتے ہو تم طلاق کو بری چیز سمجھتے ہو لیکن بیوہ سے شادی کرتے ہوئے کتراتے ہو نہ تم اللہ کا شکر بجالاتے ہو اور نہ ہی رمضان میں روزے رکھتے ہو تم اپنے وقت کو

غیر معیاری چیزوں اور کاموں پر ضائع کرتے ہو(۱۶)
ان الفاظ سے مسلمانوں کی حالت زار کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ وہ کن کن برائیوں میں مبتلا تھے شاہ ولی اللہ کی وفات (۱۷۶۲) کے بعد آپ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا دیا اس کے بعد سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے تحریک جہاد شروع کی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی اصولوں کو اپناتے ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو یوں لکھا کہ!
اسلام قبول کرلو یا جزیہ ادا کرو ورنہ پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ(۱۷)
آخر سید احمد رحمۃ اللہ علیہ بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہوگئے اور سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی طرف سے چلائی گئی اس تحریک کو بدقسمتی سے "وہابی" تحریک کا نام دیا گیا۔
۱۸۶۷ عیسوی میں مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱۸۳۱۔ ۱۸۷۹) نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی جس کا بنیادی مقصد معاشرہ کو شرک و بدعات سے پاک کرنا لوگوں کو توحید وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینا اور سلطنت عثمانیہ کے ساتھ مل کر انگریز کو ہندوستان سے نکالنا تھا(۱۸)
۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کا ذمہ دار صرف اور صرف مسلمانوں کو ٹھہرایا گیا تھا انگریز اور ہندو مل کر مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنے کے درپے تھے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کا وہ زمانہ ہے کہ جو بلا بھی آسمان سے نازل ہوتی وہ مسلمانوں پر گرتی انگریز نے اس عرصہ کے دوران مسلمانوں کو کمزور و رسوا کرنے کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا سارے طریقے استعمال کیئے گئے نوجوانوں کا قتل عام، عورتوں کو بیوہ ، بچوں کو یتیم کیا گیا انگریز کی گولی کی قیمت مسلمان کی جان سے زیادہ تصور کی جاتی تھی مسلمانوں کو ہر عہدے سے ہٹادیا گیا زمینیں چھین لی گئیں مسلمان کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہوتا اسے صرف چپڑاسی کی آسامی پر درخواست دینے کا حق حاصل تھا غرضیکہ مسلمان قوم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا.
ان حالات میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۶ء میں جنم لیتے ہیں ہوش سنبھالتے ہی علم دین کے حصول کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں تعلیم سے فراغت ملی تو

آ

انگریز سامراج کی حکومت راستے میں دیوار بنی کھڑی تھی جسے توڑنے کے لئے عزم و ہمت ایثار و قربانی کی ضرورت تھی چنانچہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس اسلحہ سے لیس ہو کر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی (۱۸۷۲ـ۱۹۴۴) اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۵۱ـ۱۹۲۰) کی کمان میں آزادی وطن اور عزت دین کے لئے میدان کارزار میں اتر آئے راستے میں پہاڑ آئے تو انہیں روندھ ڈالا سمندر آئے تو وہ پایاب تھے جیل خانوں کی تو کوئی حقیقت نہ تھی پھانسی بھی اگر ملتی تو حیات جاوداں ہو کر ملتی چنانچہ اس مقالہ میں اسی مجدد اور بزرگ کی علمی و دینی خدمات کا تنقیدی جائزہ خلق خدا کی رہنمائی و ہدایت کے لئے پیش کرنا مقصود ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اسے قبول و منظور فرمائے۔

حوالجات و حواشی

۱۔ عبدالحمید "مرد مومن" فیروز سنز لاہور اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۱۵

۲۔ سورہ محمد آیت ۔ ۳۸ پ ۲۶ ۔

۳۔ چنگیز خان کے چار بیٹے تھے نام یہ ہیں جوجی ' چغتائی ' روکتائی اور تولوی (تولی) چغتائی کا پڑپوتا برق اور اس کا بیٹا دواء ۶۹۱ ھ بمطابق ۱۲۹۱ء تا ۷۰۶ھ بمطابق ۱۳۰۶ء چینیوں کی مدد سے قایدو سے جنگ کرتے رہے ۔ اور بالآخر اس کی سلطنت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے اس کے بھائی ترمہ شیرین نے اسلام قبول کرلیا اور رفتہ رفتہ پورے خاندان کو دائرہ اسلام میں داخل کرلیا اس طرح تولوی (تولی) کا پوتا ایلخا خان بن ہولاگو (ہلاکو) بھی بمعہ پورے خاندان کے ۶۹۵ ھ بمطابق ۱۲۹۵ء کے مسلمان ہوگیا (سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" شاہکار بک فاؤنڈیشن حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی (ت۔ن) ص ۷۱۹)

۴۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی "پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۔ ۱۸ فکیل پرنٹنگ پریس کراچی ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق کیم ستمبر ۱۹۷۲ء جلد اول ص ۱۳۷

۵۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوٹہ صاحب کا حضرت مولانا عبیداللہ سندھی ؒ کے مایہ ناز شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔

۶۔ ہفت روزہ "خدام الدین" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۳۰ مارچ ۱۹۷۹ء ص ۱۱ (ید بیضا اور امام الاولیاء حضرت لاہوری ؒ نمبر کی تقریب سے ڈاکٹر صاحب کا خطاب مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۷۹ء)

۷۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۳۶۔

۸۔ مولانا سید ابوالحسن ندوی "پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق کیم ستمبر ۱۹۷۲ء جلد ۔ا ص ۱۳۴

۹۔ تصوف کے چاروں سلسلے یہ ہیں ۔ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، اور سہروردیہ ۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔

۱۰۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی" تاریخ دعوت وعزیمت "مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۔۱۸ شکیل پرنٹنگ پریس ۲۶ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء حصہ چہارم ص ۱۰۱

۱۱۔ سید اصغر علی شاہ " تحریک پاکستان اور اس کا پس منظر" نیو بک پیلس اردو بازار لاہور (ت۔ن) ص ۱۴

۱۲۔ سید قاسم محمود " شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا" شاہکار بک فونڈیشن کراچی اے ۔ اینڈ ایس پریس حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی اپریل ۱۹۹۳ء ص ۱۸۹۔

۱۳۔ پروفیسر محمد رضا خان "تاریخ مسلمانان عالم " علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور منظور پریس لاہور (ت۔ن) ص ۷۳۵۔۷۳۶

۱۴۔ سید قاسم محمود" اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۱۷۷۔

۱۵۔ سید اصغر علی شاہ "تحریک پاکستان اور اس کا پس منظر" ص ۱۸۔

۱۶۔ سید اصغر علی شاہ "تحریک پاکستان اور اس کا پس منظر" ص ۱۸۔

۱۷۔ سید اصغر علی شاہ " تحریک پاکستان اور اس کاپس منظر ص" ۱۸۔

۱۸۔ سید اصغر علی شاہ " تحریک پاکستان اور اس کاپس منظر ص" ۱۸۔

Sindh University Jamshoro.

باب اول

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے حالات زندگی

الف ۔ ولادت باسعادت

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ جلال بلگن (۱) میں ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۸۸۶ء (۲) کو جمعۃ الاولی کے دن ایک مقدس گھرانے میں شیخ حبیب اللہ کے ہاں پیدا ہوئے یہ قصبہ راولپنڈی سے لاہور آنے والی بڑی سڑک پر گکھڑ سے ۴ میل مشرق میں واقع ہے۔

ب۔ آباء و اجداد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین حسن سیرت کی ایک زندہ و جاوید تصویر تھے شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی ان کی سرشت میں سمائی ہوئی تھی خصوصاً صوم و صلواۃ کا ذوق و انہماک ان کے خمیر میں داخل تھا۔

پاک باز فطرت والدین جب کسی بچے کو اپنی عارفانہ نگاہوں اور نصف شب کی دعاؤں میں پرورش دیتے ہیں تو اس بچے کی زندگی اپنے ماحول میں ایک روحانی انقلاب بپا کر سکتی ہے اس کے حسن کردار سے افراد کی نجات کا مسئلہ وابستہ ہوتا ہے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا اسم گرامی شیخ حبیب اللہ تھا جو کہ سکھ (۳) مذہب سے مسلمان ہوئے تھے اور سلسلہ چشتیہ (۴) میں بیعت تھے شیخ حبیب اللہ نہایت متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے اللہ تعالی نے آپ کی شادی (۵) بھی ایک دین دار اور مذہبی گھرانے میں کروا دی موصوف خود تو نو مسلم تھے لیکن اہلیہ محترمہ پیدائشی مسلمان تھیں دونوں دین دار اور ذاکر شاغل تھے یاد الہی اور عبادت گذاری میں دونوں میاں بیوی برابر کے شریک تھے.

جناب حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ 'صاحب اولاد تھے آپ کو اللہ تعالی نے چار بیٹے عطا فرمائے سب سے بڑے صاحبزادے کا اسم گرامی احمد علی رکھا گیا (جو کہ میرے موضوع تحقیق ہیں) دوسرے حافظ محمد علی صاحب جو کہ یاغستان میں قیام پذیر تھے اور کئی سال تک وہیں رہے اور اب فوت ہو چکے ہیں تیسرے مولانا عزیز احمد صاحب جو کراچی میں قیام پذیر تھے چوتھے اور سب سے چھوٹے حکیم (۶) رشید

احمد صاحب تھے جو زبدۃ الحکماء کی اعزازی ڈگری سے سرفراز تھے اور طبیہ کالج لاہور میں بطور پروفیسر کافی عرصہ اپنی خدمات انجام دی ہیں۔

ج۔ تعلیم و تربیت

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر خداوند قدوس نے بیٹا عطا فرمایا تو اسے خدمت دین کے لئے وقف کردیں گے جیسا کہ حضرت عمران کی بیوی اور حضرت مریم علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت حنا(۷) نے جناب باری تعالیٰ میں منت مانی تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے!

از قالت امرأت عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم(۸)

ترجمہ

جب عمران کی عورت نے کہا اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد کر کے میں نے تیری نذر کیا سو تو مجھ سے قبول فرما بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو احمد علی کی شکل میں بیٹا عطا فرمایا تو والدین نے حسب وعدہ بچے کو دین کی تعلیم کے لئے وقف کردیا اور اس کو دینی تعلیم دلوائی۔

ا۔ ابتدائی تعلیم

دستور کے مطابق حضرت لاہوری نے ناظرہ قرآن اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا اس کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سکول میں داخل کروایا گیا یہ سکول کوٹ سعداللہ میں تھا جو قصبہ جلال بلگن سے ۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صبح کو گھر سے چلے جاتے اور شام کو گھر واپس لوٹ آتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب کا ذریعہ معاش تجارت تھا غیر مسلم رشتے دار ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے تعاون نہ کرتے تھے بلکہ تنگ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نے جلال بلگن سے باہو چک ہجرت کی (۹) یہ

گاؤں اول الذکر مقام سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے باہو چک آنے کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو قریبی سکول جو قصبہ تکونڈی کھجور والی میں تھا داخل کروایا گیا اس سکول سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچویں جماعت تک تعلیم پائی (۱۰) تکونڈی کھجور والی قصبہ باہوچک سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۱۱۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالحق کی خدمت میں

پرائمری پاس کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا عبدالحق کے حوالے کیا گیا کیونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اگر اس ذات بابرکات نے بچہ عطا فرمایا تو اسے دین کے لئے وقف کردیں گے لہٰذا وعدہ کا وقت آگیا تھا کہ اسے پورا کیا جائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سکول میں داخل کروانے کا مقصد صرف اردو لکھنا اور پڑھنا تھا مولانا عبدالحق شیخ حبیب اللہ کے مخلص ترین احباب میں سے تھے اور تکونڈی کھجور والی کے رہنے والے تھے مگر ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شہر کی جامع مسجد میں امام و خطیب تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد مولانا عبدالحق کا بے حد احترام کرتے تھے اسی طرح مولانا عبدالحق بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بیٹوں جیسا تصور کرتے تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد کہ میرے استاد مشفق مجھ کو اپنے بیٹوں کی طرح اپنے گھر پر رکھا کرتے تھے اس زندگی کی ایک جامع مگر مختصر تصویر ضرور پیش کرتا ہے ہر جگہ ایسا ہی ہوا ہے اگر ہم خود اپنی اولاد میں بھی فرمانبرداری کے آثار نہ پائیں تو ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور شاگردوں میں سے کسی میں خدمت کا مادہ دیکھیں تو اس سے محبت سے پیش آتے ہیں یہی معاملہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا تھا مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ چند ماہ مولانا عبدالحق کے پاس رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائی فارسی اور صرف و نحو وغیرہ پڑھی (۱۱)

iii- اعلیٰ تعلیم اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی مولانا عبدالحق کے پاس چند ہی ماہ گزارے تھے کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر سیالکوٹ قصبہ چیانوالی میں اپنی والدہ (۱۲) ماجدہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے والد حبیب اللہ کے مسلمان ہونے اور ان کا جو دین اسلام کے ساتھ شغف تھا اس کا تذکرہ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور خود ہی حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر باہو چک پہنچ گئیں تاکہ مولانا سندھی جناب حبیب اللہ سے ملاقات کر سکیں حضرت سندھی نے جب حبیب اللہ صاحب سے ملاقات کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سندھی کی آغوش میں دے دیا اور فرمایا کہ یہ بچہ میں نے دین کے لئے وقف کیا ہے اسے قبول کیجئے جسے مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے بخوشی قبول کر لیا حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ساتھ لے کر سندھ چلے آئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ابھی صرف ۹ برس کے تھے کہ والد ماجد شیخ حبیب اللہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے قریبی تعلق کی وجہ سے حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لاہوری کی والدہ کا نکاح حضرت سندھی سے کردیا اس طرح مولانا سندھی گویا آپ کے سوتیلے والد بن گئے چنانچہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے دوسرے تینوں بھائی بھی بچپن ہی سے مولانا سندھی کے زیر تربیت آگئے مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ فوت ہو چکی تھیں دوسرا نکاح محض تکمیل سنت اور تکمیل ارشاد مرشد تھا اس عقد ثانی سے مولانا سندھی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی بہت جلد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بھی اپنے رب حقیقی سے جاملیں چنانچہ کم سنی میں ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ والد کے بعد والدہ کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بہت پر مشقت اور تکلیف دہ تھا مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سخت مزاج تھے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت کام میں مصروف رکھتے یہاں تک کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ سے ملنے کی بھی اجازت ہفتہ میں صرف ایک بار تھی (۱۳) جنگل سے لکڑیاں کاٹنا، گھر کا پانی بھرنا، مولانا سندھی اور اپنے تینوں بھائیوں کے کپڑے دھونا بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرائض میں داخل تھا اور یہ سلسلہ خدمت قیام دہلی اور نظارۃ المعارف

میں تدریس کے ابتدائی زمانہ تک جاری رہا زمانہ تعلیم میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صبرو شکر بے نفسی اور قناعت پسندی کا یہ حال تھا کہ آٹھ سال تک ایک روٹی کھا کر گزارا کرتے رہے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے دو روٹیاں آتیں تھیں ایک حضرت سندھی خود کھا لیتے اور ایک حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیتے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن تھا طبیعت سیر نہ ہوتی تھی لیکن پھر بھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے جب بھوک ستاتی تو جنگل میں جا کر کیکر کی پھلیاں اور جنگلی بیر کھا کر پیٹ بھر لیتے (۱۴)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بامشقت زندگی دراصل آنے والی زندگی کے لئے مجاہدانہ تربیت تھی جس کے نتیجہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری زندگی میں بھی باوجود علالت، پیرانہ سالی اور نقاہت کے ان تھک اور مسلسل خدمت دین اور اشاعت قرآن حکیم کا فریضہ انجام دینے ہی میں اپنا ذہنی اور قلبی سکون سمجھا (۱۵)

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ سب آسان ہوگئیں

۱۷۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت

ریاست بھاولپور کے مشائخ میں سے حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند مقام کے مالک تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر امروٹ شریف کے دوران جب دین پور شریف پہنچے تو حضرت دین پوری نے ازراہ شفقت آپ کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے اللہ کے نام کی تلقین کی یہ غالباً ۱۸۹۵ (۱۶) کی بات ہے اس طرح تعلیم کتاب اللہ اور تزکیہ نفس باطن دونوں ساتھ ساتھ شروع ہوئے دین پور سے ہوتے ہوئے آپ امروٹ شریف پہنچے اور پھر امروٹ شریف سے گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد (۱۷) میں منتقل ہوگئے.

۷۔ گوٹھ پیر جھنڈا میں مدرسہ دار لرشاد (۱۸) کا قیام

حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ بڑے متوکل اور فنافی اللہ بزرگ تھے اگر رزق کا کوئی سبب خود ہو جاتا تو بہتر ورنہ دو دو وقت فاقہ کی نوبت آجاتی آپ کی خانقاہ صفہ کا نمونہ تھی روحانی فیض کے متلاشیوں کے لئے تو وہ بہت بڑا دارالعلوم تھا مگر علوم ظاہری کی تدریس و تکمیل کے لئے جن اسباب کی ضرورت تھی وہ وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اس طرف توجہ فرماتے تھے کیونکہ ان کا مسلک استغناء اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ لوگوں سے چندہ مانگیں ادھر مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن کے شاگرد رشید اور فیض یافتہ تھے ان کا مسلک یہ تھا کہ علماء حق کی ایک ایسی انقلابی جماعت پیدا کی جائے جو انگریز کی لادینیت کا مقابلہ اسی طرح کرے جس طرح مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر کی لادینیت (۱۹) کا کیا تھا اس کے لئے دارالعلوم کا قیام ناگزیر تھا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صوبہ سندھ ضلع حیدر آباد واقع گوٹھ پیر جھنڈا تشریف لائے گوٹھ پیر جھنڈا کے سجادہ نشین پیر پگاڑو (۲۰) کے چچا زاد بھائی تھے مولانا عبیداللہ سندھی نے سجادہ نشین گوٹھ پیر جھنڈا حضرت پیر رشد اللہ صاحب کے سامنے اپنی تجویز پیش کی تو انہوں نے نہ صرف اس کو منظور فرمایا بلکہ ہر طرح کی امداد کا یقین بھی دلایا چنانچہ ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۱ء کو مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے پاس بلالیا اور یہاں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ سال کے عرصہ میں درس نظامی کی تکمیل کر لی (۲۱)

۷۱۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نے درس نظامی کی تکمیل بھی مدرسہ دار لرشاد ہی میں کی اور دستار بندی بھی اسی مدرسہ سے ۱۳۲۶ھ کے آخر ۱۳۲۷ھ کے شروع میں بمطابق ۱۹۰۸ء میں ہوئی دستار بندی کرانے والے مشہور محدث شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی رحمۃ اللہ علیہ تھے اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دار لرشاد کے اولین فارغ التحصیل علماء میں ہوتا ہے حافظ اکبر شاہ صاحب اپنی کتاب اکابر علمائے دیوبند

RESEARCH LIBRARY
INSTITUTE OF SINDHOLOGY
UNI: OF SINDH, JAMSHORO.

کے صفحہ ۲۲۸ پر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا سن دستار بندی ۱۹۲۷ء لکھتے ہیں جو کہ غلط ہے کیونکہ مدرسہ دار لرشاد کی ۱۹۰۱ء میں تو بنیاد رکھی جاتی ہے اور فورا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس میں داخلہ لیتے ہیں چھ سال تکمیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی ۱۹۰۸ء (۲۲) میں ہوتی ہے۔

د - حضرت لاہوری کے اساتذہ و شیوخ

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ و شیوخ جہاں ایک طرف آسمان رشدو ہدایت کے آفتاب و ماہتاب تھے وہاں خدمت خلق جہاد فی سبیل اللہ حق گوئی و بے باکی اور تاریخ حریت کے بھی درخشندہ ستارے تھے توجہ الی الحق اور خدمت خلق کے ساتھ ساتھ ایک قدم بھی شریعت و سنت کے خلاف نہ اٹھتا تھا ایک لمحہ یاد خداوندی سے خالی نہ جاتا تھا پھر توجہ الی الخلق کا یہ عالم تھا کہ بندگان الٰہی کو انگریزی سامراج کے ظلم کی چکی میں پستا ہوا دیکھا تو پوری قوت سے اس کے خلاف آواز اٹھائی ذکر الٰہی اور محبت رسول کی تلقین کی تو دلوں کی دنیا بدل کر رکھ دی اور سامراج کے مذموم ارادوں اور انسانیت سوز مظالم پر زبان کھولی تو کمزوروں میں حریت و آزادی کی تڑپ پیدا کردی حضرت لاہوری کے اساتذہ و شیوخ میں سے اکثر نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نہایت اہم رول ادا کیا۔

ایک بچے کی تربیت کی ذمہ داری سب سے پہلے اس کی ماں پر عائد ہوتی ہے اور ماں کی گود ہی سب سے پہلی درس گاہ بنتی ہے اسی اصول فطرت کے تحت حضرت لاہوری کو ماں کی شاگردی کا اعزاز حاصل ہوا آپ نے ناظرہ قرآن اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا اور پھر باقاعدہ عربی تعلیم حاصل کرنے کی طرف رجوع کیا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی کثیر تعداد ہے کچھ تو وہ ہیں جن سے آپ نے پانچویں جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کی اور کچھ سے ظاہری علوم دینیہ اور کچھ سے روحانی فیض حاصل کیا مگر یہاں صرف اہم شخصیات کا ذکر کیا جائے گا۔

RESEARCH LIBRARY
INSTITUTE OF SINDHOLOGY
UNI: OF SINDH, JAMSHORO.
104867
19-10-2000

i۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ آف گوجرانوالہ

مولانا عبدالحق تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے موضع تلونڈی کھجور والی میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے ابھی چھوٹی عمر ہی کے تھے کہ شیخ حبیب اللہ (والد محترم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) اور جناب سیٹھی کے والد محترم کے ساتھ مسلمان ہوگئے اسلام قبول کرنے کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے ڈاکٹر کیپٹن نعیم سالک صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بچپن میں اسلام قبول کرلیا جس کی وجہ سے گھر والے اور برادری والے تنگ کرنے لگے تو آپ تلونڈی کھجوروالی سے ہجرت کر کے بھاولپور چلے گئے دینی تعلیم حاصل کی اور واپس آکر گوجرانوالہ کی جامع مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے اس کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کیا جس میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے چند ماہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی کی کتب پڑھیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے محمد ابراہیم اور محمد اسماعیل تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں تقریبا پچاس سال تک امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے آخر یہ مرد مجاھد ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گوجرانوالہ کلاں کے مشہور قبرستان (۲۳) میں دفن کیا گیا۔

ii۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ آزادی کے کسی طالب علم اور فلسفہ ولی اللھی کے کسی قاری سے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت ان کی تعلیمات و افکار یا سیاسی خدمات پوشیدہ نہیں ہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریک حریت کے اس نامور انقلابی مولوی کے زریں کارنامے بے مثال قربانیاں اور عظیم خدمات تاریخ و تحقیق کے ذریعے واضح ہوکر کھل کر اور نکھر کر سامنے آتی جارہی ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ اگر ایک طرف علوم قرآنی کے ماہر فلسفہ ولی اللھی اور اس کے فکر و نظر کے علمبردار تھے تو دوسری طرف ایک مفکر سیاست دان اور جدوجہد آزادی کے مرد مجاہد تھے یہ عظیم مفکر اور انقلابی لیڈر بروز جمعہ قبل صبح ۱۲ محرم ۱۲۸۹ھ بمطابق ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء کو چیانوالی (۲۴) تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ایک سکھ

خاندان میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام رام سنگھ (۲۵) دادا کا نام جسپت اور پڑدادا کا نام گلاب رائے تھا حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے چار ماہ قبل آپ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک بہن (جس کا نام جیونی تھا) تھی جو کہ آپ سے بڑی تھی بچپن کے عالم میں ہی اسلام قبول کرلیا جس کے بارے میں حضرت مولانا عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ!

۱۸۸۴ میں مجھے سکول کے ایک آریہ سماج لڑکے کے ہاتھ سے تحفۃ الہند ملی میں اس کے مسلسل مطالعہ میں مصروف رہا اور بالتدریج اسلام کی صداقت پر یقین بڑھتا گیا ہمارے قریب کے پرائمری سکول (کوٹلہ مغلاں) سے چند ہندو دوست بھی مل گئے جو میری تحفۃ الہند کے گرویدہ تھے انہیں کے توسط سے مجھے مولانا اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان ملی(۲۶) اس کے مطالعہ پر اسلامی توحید اور شرک اچھی طرح سمجھ میں آگیا اس کے بعد مولوی محمد صاحب (لکھوکی) کی کتاب احوال الاخرہ (پنجابی) ایک مولوی صاحب سے ملی اب میں نے نماز سیکھ لی اور اپنا نام تحفۃ الہند کے مصنف کے نام پر عبیداللہ خود تجویز کیا احوال الاخرہ کا باربار مطالعہ اور تحفۃ الہند کا وہ حصہ جس میں نو مسلموں کے حالات لکھے ہیں یہی دو چیزیں ہیں جو جلدی اظہار اسلام کا باعث بنیں ورنہ اصل ارادہ یہ تھا کہ جب کسی ہائی سکول میں اگلے سال تعلیم کے لئے جاؤں گا تو اس وقت اظہار اسلام کروں گا آخر میں ۱۵ اگست ۱۸۸۷ء کو توکل علی اللہ گھر سے نکل کھڑا ہوا میرے ساتھ کوٹلہ مغلاں کا ایک رفیق عبدالقادر بھی تھا ہم دونوں عربی مدرسہ کے ایک طالب علم کے ساتھ کوٹلہ رحم شاہ ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۷ء کو میری سنت تطہیر ہوئی اس کے چند روز بعد جب میرے رشتہ دار تعاقب کرنے لگے تو میں سندھ کی طرف روانہ ہوگیا عربی، صرف و نحو کی کتابیں میں نے راستہ میں اسی طالبعلم سے پڑھنا شروع کردی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ پہنچ کر سیدالعارفین رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد صدیق بھرچونڈی رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی (۲۷) ان کو اپنا دینی باپ بنا لیا اور طریقہ قادریہ راشدیہ میں ان سے بیعت بھی کی علوم ظاہری کے حصول کی خاطر اجازت طلب کی تو سیدالعارفین رحمۃ اللہ علیہ نے دعاؤں اور نیک خواہشات کے ساتھ رخصت

فرمایا بھرچونڈی شریف سے دین پور تشریف لائے حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر استوار ہوا ابتدائی عربی کتب مولانا عبدالقادر مرحوم سے پڑھیں یہاں سے مولانا سندھی دیوبند چلے گئے صفر ۱۳۰۶ھ کو دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا پانچ ماہ میں قطبی تک منطق کے رسائل متفرق اساتذہ سے پڑھے شرح جامی مولانا حکیم محمد حسن سے پڑھی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد حسن صاحب کے مدرسہ کانپور میں چلے گئے بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند ماہ مدرسہ عالیہ رام پور میں رہ کر مولانا ناظرالدین صاحب سے کچھ کتابیں پڑھیں پھر صفر ۱۳۰۷ھ کو دوبارہ دارالعلوم دیوبند میں چلے آئے تین ماہ مولانا حافظ احمد صاحب سے پڑھا اس کے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ، تلویح، مطول شرح عقائد اور مسلم الثبوت پڑھیں امتحان دیکر امتیازی نمبروں میں کامیابی حاصل کی جس پر مولانا سید احمد صاحب دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات کو بہت سراہا اور فرمایا کہ اگر مولانا عبیداللہ کو کتابیں مل گئیں تو شاہ عبدالعزیز ثانی ہوگا (۲۸)

شوال ۱۳۰۷ھ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی اور دورہ حدیث میں شریک ہوئے جامع ترمذی حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور سنن ابوداود مولانا رشید احمد گنگوہی سے گنگوہ میں پڑھی (۲۹) اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم مکمل ہوئی اور ۱۸۹۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوکر سندھ پہنچ گئے سندھ آمد سے ۱۰ دن قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مرشد حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے تھے۔ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سرپرستی میں لے لیا اور اسلامیہ اسکول سکھر کے ایک استاد محمد عظیم خان یوسف زئی کی لڑکی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح کرادیا جس کے بطن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ان میں ایک کا نکاح حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) سے ہوا اور دوسری کا عقد حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ فوت ہوئیں تو حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا نکاح شیخ حبیب اللہ صاحب کی بیوہ (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ) سے کردیا مگر یہ بی بی صاحبہ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہوگئیں۔

۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۷ء میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبند طلب فرمایا اور علمی کام کے

ساتھ ساتھ سیاسی کام کرنے کی ہدایت فرمائی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند سے سیاسی پروگرام لے کر دوبارہ سندھ آگئے اور اب امروٹ شریف کی بجائے گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد میں اپنے عملی کام کا آغاز کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دار لرشاد(۳۱) کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا اور سات سال تک اس میں اعلیٰ سر براہ و نگران کے طور پر کام کرتے رہے سندھ کے قادری راشدی بزرگان کو تحریک شیخ الہند سے وابستہ کرنے کے لئے انتھک جدوجہد فرمائی حضرت شیخ الہند کو سندھ لے آئے اور کام سے متعارف کروایا ۱۳۷۷ھ میں حضرت شیخ الہند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ طلب فرمایا اور مفصل حالات سن کر دیوبند میں رہ کر کام کرنے کے لئے حکم دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ سندھ کا تعلق بھی قائم رہے گا(۳۲)

اس کے بعد ۱۳۲۷ھ میں شیخ الہند کے حکم سے جمعیۃ الانصار قائم فرمائی اس میں چار سال تک کام کیا۔ اس کے بعد دہلی چلے گئے اور ۱۳۳۱ھ میں نظارۃ المعارف قائم کیا اس کی سرپرستی میں حضرت شیخ الہند کے ساتھ حکیم اجمل خان صاحب اور نواب وقار الملک ایک ہی طرح پر شریک تھے مولانا ابوالکلام آزاد مولانا محمد علی جوہر اور ڈاکٹر انصاری صاحب کے ساتھ تعلقات استوار ہوئے اس عرصہ میں سندھ سے بھی روحانی اور سیاسی روابط رہے جماعت مجاہدین کی تحریک جہاد کے بعد مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دیوبند اور سندھ کے مراکز کو تقریباً ایک صدی کے بعد دوبارہ آپس میں جوڑا اور آپ کی شخصیت نے ان دونوں مراکز کے درمیان ایک واسطہ کا کام دیا گویا آپ اس سلسلے کی ایک مضبوط کڑی بن گئے تھے۔

۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۵ء (۳۳) میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کابل کی طرف ہجرت کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے خفیہ راستوں کو اپنایا کہ سی آئی ڈی کو مکمل ایک سال تک پتہ نہ چل سکا کہ عبیداللہ کہاں گئے ہیں مولانا مرحوم نے ۲۵ سال وطن سے باہر رہ کر آزادی وطن اور اتحاد عالم اسلام کے لئے کام کیا تحریک ریشمی رومال میں جدوجہد آزادی کا مکمل پلان تیار کیا' افغانستان کے تعاون سے انگریزوں کے خلاف جنگیں لڑیں' قبائلی گوریلا تحریکوں کو منظم کیا کابل میں بیٹھ کر پاک و ہند کی اندرونی تحریکوں کی راہنمائی بھی کرتے رہے' یہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کا نتیجہ تھا کہ حکومت

برطانیہ افغانستان کی آزادی کے لئے مجبور ہوگئی چنانچہ آزادی کے صلح نامہ پر دیگر شرائط کے ساتھ ایک شرط یہ بھی حکومت برطانیہ کی طرف سے پیش کی گئی تھی کہ عبیداللہ کو افغانستان سے نکال دیا جائے اسی موقع پر ایک انگریز سیاست دان نے کہا تھا کہ یہ فتح افغانستان کی نہیں یہ عبیداللہ کی فتح ہے (۳۴)

حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ مارچ ۱۹۳۹ء میں طویل جلا وطنی کے بعد وطن واپس آئے اور اپنے ساتھ مشاہدات و تجربات کے ساتھ عملی پروگرام بھی لائے مگر یہاں کی تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی پورا ملک اور قوم رجعت و قدامت کا شکار تھی مولانا جدید تعلیم معاشرت سائنس اور ٹیکنالوجی کی باتیں کرتے تھے مذہب کے ساتھ ساتھ معاش و اقتصادیات کو اولیت دیتے اور صنعت و حرفت اور زراعت میں مشینری کی اہمیت پر زور دیتے مگر یہاں عباپوشوں اور مذہبی اجارہ داروں کے علاوہ عوام کو بیوقوف بنانے والے رہنماؤں کو یہ باتیں ناگوار گزرتیں مولانا قرآن کو ایک حقیقت مانتے تھے مگر مذہبی ناخداؤں کے نزدیک وہ صرف ایک مقدس کتاب تھی جسے چوما اور آنکھوں پر رکھا جاسکتا تھا یا تبرکاً پڑھا جاتا تھا پوری قوم روایات و خرافات میں کھو گئی تھی مولانا اگر مستقبل کی بات کرتے تھے تو عوام ان سے پچھلی صدی کی باتیں سننے کے مشتاق ہوتے نتیجہ وہی ہوا جو ہمیشہ عبقریوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے چنانچہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ملحد، بے دین، کمیونسٹ، دیوانہ وفاتر العقل تک کہا گیا لیکن مولانا اپنی دھن کے پکے تھے وہ زندگی کے آخری لمحوں تک اپنے خیالات و تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے مکمل جدوجہد کرتے رہے اور اپنا پیغام ملک کے تعلیم یافتہ اور روشن دماغ نوجوانوں تک پہنچانے کی سعی کرتے رہے۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کے پوزے پورے میں انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی پوری زندگی انگریزی سامراج کے خلاف کام کرتے رہے مسلمانوں کی آزادی کے متمنی تھے جہاں تک کہ زندگی کے آخری ایام میں بھی یہ جذبہ آزادی اور انگریز دشمنی سرد نہیں پڑا حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد مولانا عزیزاللہ تحصیل پنوعاقل ضلع سکھر حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی آخری ایام کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ میں (عزیز اللہ) اور محمد آمین خان سابق ممبر سندھ اسمبلی حضرت سندھی کے ساتھ سید آباد سندھ سے خان پور کے لئے ریل گاڑی پر

سوار ہوئے (یہ واقعہ اگست ۱۹۴۴ء کا ہے اور حضرت سندھی ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کو انتقال فرماگئے)
جس ڈبہ میں ہم سوار ہوئے اس میں انگریز بھی تھے حضرت سندھی سخت بیمار تھے غشی پر غشی آرہی تھی جب ہوش آتا تو مجھے (عزیز اللہ کو) فرماتے کہ انگریز کو ادھر سے نکال دو کیونکہ میں اصل اشارہ سمجھ نہ سکا تو میں نے جو انگریز ہمارے ڈبہ میں سوار تھے ان سے کہا کہ آپ ادھر سے کسی اور ڈبہ میں چلے جائیں وہ نہ مانے میں نے حضرت سندھی سے گزارش کی کہ حضرت انگریز تو ادھر سے نہیں نکل سکتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ میں آکر میری ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا کہ تم بلوچ ہوکر بھی انگریز کو یہاں سے نہیں نکال سکتے بعد میں فرمانے لگے کہ عزیز اللہ داڑھی پکڑنے کی میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں چند دنوں کے بعد ۲۲ اگست ۱۹۴۴ کو حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے اور ۱۹۴۷ء کو جب انگریز اس برصغیر سے نکل گیا تو محمد آمین خان صاحب نے مجھے (عزیز اللہ کو) خط لکھا کہ حضرت سندھی جو ہمیں کہتے تھے کہ یہاں سے انگریز کو نکال دو اشارہ اس طرف تھا کہ اس کو برصغیر سے نکال دو مگر اس وقت ہم نہ سمجھ سکے (۳۵)
پروفیسر ڈاکٹر جناب عبدالواحد ہالیپوتہ (شاگرد رشید حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے مؤلف کو دوران ملاقات بارہا فرمایا کہ!

اگر مولانا عبیداللہ سندھی نہ ہوتے تو پاکستان معرض وجود میں نہ آتا یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت سندھی کی چلائی ہوئی تحریک آزادی ہند ہی کے نتیجہ میں پاکستان بنا اگر تحریک ریشمی رومال فورا کامیاب ہوجاتی تو پاکستان ۱۹۴۷ء میں نہیں بلکہ ۱۹۱۶ء ہی میں بن جاتا آخر انگریز نے اپنے سب سے بڑے دشمن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے ایک بدبخت شاگرد کے ہاتھوں زہر دلادیا اور آنکھوں میں پسا ہوا سیسہ ڈلوادیا گیا جس سے آخر میں ظاہری آنکھیں بے نور ہوگئیں تھی اور زہر بھی اپنا اثر دکھاتا رہا اسی تکلیف سے ملک و ملت کا یہ عظیم فرزند بطل حریت امام انقلاب ۲۲ اگست (۳۶) ۱۹۴۴ء کو بمقام دین پور ضلع خان پور بحالت صوم اپنے خالق حقیقی سے جاملے آپ کا مزار مبارک (۳۷) حضرت دین پوری کے مرقد مبارک کے قریب ہے۔

۱۱۱- حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۸ھ بمطابق ۱۸۵۱ء کو بریلی میں پیدا ہوئے کیونکہ ان ایام میں آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحب بریلی میں انسپکٹر مدارس تھے وہ ایک جید عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ اور باکمال بزرگ تھے حضرت شیخ الہند کا سلسلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے (۳۸)

آپ کی تعلیم کا آغاز چھ سال کی عمر میں ہوا قرآن مجید کا کچھ حصہ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا عبداللطیف سے پڑھیں ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ قدوری تہذیب وغیرہ پڑھ رہے تھے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند میں ایک مدرسہ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو قائم کیا اس مدرسہ کا آغاز مشہور مسجد چھتہ میں ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مدرسہ کے پہلے طالبعلم تھے ۱۲۸۴ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کنز، مختصر معانی کا امتحان دیا آئندہ سال مشکواۃ ہدایہ پڑھیں اور ۱۲۸۶ھ میں کتب صحاح ستہ کی تکمیل کی اور فارغ التحصیل ہوئے ۱۹ ذیقعد ۱۲۹۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دستار فضیلت باندھی گئی حدیث میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے علاوہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی سے بھی اجازت حاصل کی۔

حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ جامع شریعت اور طریقت تھے حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ بقول حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علم کا کٹھلا تھے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ العالم تھے مولانا عاشق علی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت و طریقت کا بادشاہ کہتے تھے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو علم شریعت اور طریقت کا ناپید کنار سمندر کہتے تھے (۳۹)

مولانا محمود الحسن ابھی فارغ التحصیل بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۲۸۸ھ میں دارلعلوم دیوبند کا معین مدرس بنادیا گیا تھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ابتدائی تعلیم پڑھانے کا کام کیا گیا لیکن رفتہ رفتہ

آپ کی علمی استعداد اور ذہانت ظاہر ہونے لگی اور اوپر کی کتابیں بھی پڑھانے کے مواقع ملتے گئے ۱۲۹۳ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترمذی شریف، مشکواۃ شریف اور ہدایہ وغیرہ کی تدریس دینا شروع کی پھر ۱۲۹۵ھ میں مسلم شریف اور بخاری شریف بھی پڑھانے لگے آپ کا حلقہ درس نہایت مہذب اور شائستہ ہوتا تھا دوسرے مدارس کے فارغ شدہ اور بڑے بڑے ذہین طالبعلم نہایت مودب طریقہ سے حاضر خدمت رہتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کمال عزت و وقار سے درس دیتے حلقہ درس دیکھ کر سلف صالحین و اکابر محدثین کے حلقہ تحدیث کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا الحاصل آپ نے چالیس سال تک مسلسل دارلعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا اور زمانہ اسیری مالٹا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی درس دیا اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تدریس چوالیس سال سے زائد ہوتا ہے اس عرصہ میں اطراف و اکناف عالم میں آپ کے تلامذہ پھیل گئے جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر گئی ہے آپ کے ممتاز تلامذہ میں مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمان عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، اور مولانا عبدالسمیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشاہیر علم و فضل شامل ہیں (۴۰)

بہر حال آپ کا مقام بہت بلند ہے اور آپ شروع ہی سے نیک فطرت بزرگ تھے اس کے ساتھ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور صحبت اور مولانا رشید احمد گنگوہی کی توجہات نے روحانیت کے عرش پر آپ کو بٹھادیا تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے کمالات علمیہ و روحانیہ سے خوش ہوکر دستار خلافت اور اجازت نامہ عنایت فرمایا اور پھر دربار رشیدی سے بھی آپ کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی اور حاصل یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شریعت، طریقت اور روحانیت کے مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ مجمع البحار تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اکثر تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف اور مطالعہ کتب میں مصروف رہتے لیکن وظائف ذکر و مراقبہ اور صلوات الیل پر بھی ہر حالت سفرو حضرحتی کہ مالٹا کی طوفانی برف باری میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا (۴۱)

حضرت مولانا محمود الحسن ؒ کی سیاسی خدمات بھی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں شروع کی گئی تحریک آزادی کے مشن کو آپ ؒ نے کافی آگے بڑھایا آپ ؒ نے تحریک کا مرکز کابل کو بنایا اور آپ کی تحریک ریشمی رومال کے نام سے مشہور ہے آپ ؒ بھی کئی دوسرے مسلم اکابرین کی طرح عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظم کرکے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے لیکن اپنوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے انگریزوں کے خلاف یہ تحریک بھی کامیاب نہ ہوسکی لیکن اس نے ہندوپاک کے مسلمانوں میں بیداری کی نئی روح پھونک دی۔ اس سلسلے میں آپ ۱۳۳۳ھ میں حجاز مقدس کا سفر کیا ۱۳۳۴ھ تک وہاں رہے ۱۳۳۵ھ کے آغاز میں آپ ؒ کو گرفتار کرکے مالٹا پہنچا دیا گیا ۱۳۳۸ھ کو وہاں سے رہا ہوئے اور ہندوستان پہنچے ان دنوں ہندوستان میں تحریک خلافت کا زور تھا آپ ؒ نے عمر کی زیادتی نقاہت اور بیماری کے باوجود بھرپور حصہ لیا(۴۲)

حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی ؒ مالٹا کی اسیری کے دوران ہی بیمار ہوگئے تھے وطن واپسی پر بھی صحت بحال نہ ہوسکی بیماری کے باوجود تحریک خلافت میں آپکی بھرپور جدوجہد اور مشقت سے صحت پر کافی اثر پڑا اور ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو دیوبند میں رحلت فرمائی آپ ؒ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آمین (۴۳)

جناب محمد سلیمان منصوری پوری صاحب مصنف ایشیا کا عظیم انقلابی لیڈر مولانا محمود حسن ؒ تحریک شیخ السندی ؒ یعنی تحریک ریشمی رومال کے مجاہدین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

۱۸۵۷ء کے جہاد حریت میں اگرچہ سفید فام انگریز اس اعتبار سے فتح مند ہوا تھا کہ اس کی ظالم فوجوں نے بے شمار بچوں کو یتیم کردیا تھا ہزارہا عورتوں کو بیوہ بنادیا تھا لاتعداد خاندانوں کو تہس نہس کردیا تھا لاکھوں افراد کو اپنی خونی سنگینوں کے تلے روند ڈالا تھا۔

جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ لوگوں نے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان بچانے کے لئے انگریزوں کی کاسہ لیسی کا طریقہ اپنا لیا تھا مادر وطن کے ہر مرد وزن پیر و جوان کمزور اور قوی کے دل اور دماغ میں ظالم فرنگیوں کے خوف سے اس قدر پر تھے کہ ان کو اللہ کے قہر کا خوف بھی اس قدر نہ تھا

آزادی کا نام لینا خود کشی کے مترادف خیال کیا جانے لگا تھا لیکن ان چنگیزی مظالم کے باوجود انگریز اس جماعت حقانی کے قلوب سے شعلہ ہائے حریت نہ نکال سکا تھا جس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں قائدانہ رول ادا کیا تھا جو جماعت ان بوریہ نشین درویشوں پر مشتمل تھی۔ جو محض رضائے خداوندی اور حفاظت شریعت بیضا کی خاطر اپنے وطن سے ظالم انگریز کو نکالنے کا عزم مصمم کر چکے تھے جن کے رگ و پے میں آزادی کا خون دوڑتا تھا جو استقامت کے پتلے تھے توکل علی اللہ جن کا سرمایا تھا صبر علی المصائب جن کی فطرت تھی جن کا سر بارگاہ ایزدی کے سوا کہیں خم نہ ہو سکا تھا جس جماعت کی قیادت اگر ایک طرف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف باللہ کر رہے تھے تو دوسری طرف حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی جیسے مجاہد ربانی اور آئمہ یزدانی اس کے سپہ سالار تھے اس جماعت حقہ کے مخلص ارکان رات میں بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہو کر مالک ملک سے دعائیں کرتے (۴۴) اور دن میں زبان حال سے اپنی ہمت و جرات کا اظہار اس طرح کرتے کہ!

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا(۴۵)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ پر محمد سلمان منصور پوری تحریک شیخ الہند کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عام طور سے یہ بات مشہور ہے کہ تحریک شیخ الہند تحریک "ریشمی رومال" اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ کر سکی لیکن کیا حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل تحریر کو سامنے رکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ تحریک ناکام ہوگئی ملاحظہ فرمائیں!

یہاں ایک خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ شکست کیسے کھا گئے ہم اپنی پرانی ذہنیت سے اس شبہ سے بہت متاثر رہے اور رو کر کسی کو دو چار جلی کٹی سنا کر اپنا جی ٹھنڈا کر لیتے تھے مگر دوران سیاحت جب ہمیں یورپ کی انقلابی تحریکوں کا مطالعہ کا موقعہ ملا تو یہ اصول سمجھ میں آیا کہ ایک اعلیٰ انقلاب کے لئے متعدد بار شکست کھانا چنداں بعید نہیں خود اسلام کی ابتدائی تاریخ میں باہمی خانہ جنگیاں پیدا ہوتی رہیں یہ چیز اصل میں انقلابی تحریک کے لوازم میں سے ہے اس کے بعد ہم مطمئن ہو گئے کہ اگر

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریک شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جن کی تحریک کا ایک جز تھی کی تحریک ایک بار شکست کھا گئی تو یہ حقیقت میں تحریک کی شکست نہیں ہے اس کے بعد ہم نے اپنے دیوبندی اساتذہ کے کام کو شاہ صاحب کی تحریک کا دوسرا دور قرار دیا اس دوسرے دور کو ہم مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ختم کرتے ہیں اس دور میں بھی تحریک شکست کھا چکی ہے مگر وہ اپنے نتیجہ میں تیسرے دور کے لئے مبادی تیار کر گئی ہے اور میں اسی امید پر زندہ ہوں اور مجھے اس تحریک کی آخری کامیابی میں کسی قسم کا شبہ و تردد دامن گیر نہیں (۳۶)

اس کے بعد محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ!

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ یقین واقعہ بن کر سامنے آیا اور ۱۹۴۷ء میں ہندوستان برصغیر آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوگیا اور یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوگیا جسکو اس مرد مجاہد محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۷۰ سال پہلے دیکھا تھا(۴۷)

iv ۔ حضرت مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ اس طرح ہے

عبداللہ بن نہال بن محمد خان بن رستم خان بن فتح محمد خان لغاری آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۱ء میں بمقام داد لغاری تحصیل میرپور ماتھیلا سندھ میں پیدا ہوئے اپنے پھوپھی زاد بھائی مولوی محمد یعقوب سے صرف کی کچھ کتابیں پڑھیں اس کے بعد نوشہرہ فیروز مین قاضی محمد عالم ، قاضی عبدالرزاق ، قاضی عبدالحفیظ اور مولوی فیض الکریم کے یہاں تعلیم حاصل کی اور سندھ کے مشہور حکیم شمس الدین احمد صاحب کے چچا مولوی عبدالکریم بن مولوی محمد عثمان (جو حافظ حدیث تھے اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے) سے تعلیم پائی پھر موقع ملا تو مقام ڈبھرہ کے قریب مخدوم غلام محمد بن مخدوم حبیب اللہ سے مستفیض ہوئے اسی مقام کے قریب ایک گاؤں "تگون" ہے وہاں ایک صوفی اور مشہور خطاط مولوی عبدالقدوس تھے ان سے بھی فیض حاصل کیا پھر کراچی میں مولانا محمد صادق کے والد مولانا عبداللہ سے

بھی کچھ کتابیں پڑھیں اس کے بعد ٹھٹھا کے مشہور عالم مولانا محمد علی مرحوم کے بعض شاگردوں سے بھی استفادہ کیا اور گھر واپس آئے تو مولوی محمد امین ناراض ہوئے کہ تم نے سیرو سیاحت میں وقت ضائع کیا ہے اب ملتان جاو چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان کے مشہور محدث مولانا سلطان محمود کے پاس ایک سال تک علم حدیث حاصل کرتے رہے پھر بھاولپور میں مولانا عبدالرشید صاحب سے تعلیم حاصل کی اور کچھ دن مولوی محمد عاقل سے بھی مستفیض ہوئے پھر مولوی الٰہی بخش لانگاہ منطقی عمرپوری سے حدیث فقہ اور منطق کی آخری کتابیں پڑھیں اور سلسلہ تعلیم ختم ہوا وطن واپس آئے تو ۱۸۹۸ بمطابق ۱۳۱۶ھ میں شادی ہوئی (۴۸) اس کے بعد امروٹ ضلع سکھر سندھ میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان کی انقلابی سیاست میں رفیق کار بن گئے مولانا کے نظریات کی نشرو اشاعت کے لئے امروٹ میں ایک مدرسہ اور ایک پریس بھی قائم کیا اور ایک رسالہ ہدایت الاخوان جاری کیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہی گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبیداللہ سندھی نے وہاں کے پیر حضرت مولانا رشد اللہ صاحب کی حمایت سے ایک مدرسہ دارالرشاد قائم کیا مولانا عبداللہ اس کے مہتمم مقرر ہوئے اس طرح وہاں ان دونوں بزرگوں مولانا سندھی اور مولانا عبداللہ لغاری کو سات سال تک طلبہ میں ذہنی بیداری پیدا کرنے کا موقع ملا حضرت مولانا محمد حسن عباسی مدظلہ خلیفہ مجاز مولانا احمد علی لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ اسی عرصہ میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبداللہ لغاری سے علم دین حاصل کیا(۴۹)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے گوٹھ پیر جھنڈا ہی سے مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو اور کراچی سے مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبند سے طلب فرمایا اور سیاسی زندگی میں عملی حصہ لینے کی دعوت دی اس وقت حضرت مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے آپ بھی متاثر ہوکر واپس آئے اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے کے مطابق ۱۹۱۴ء تک مدرسہ دارالرشاد پیر گوٹھ جھنڈا کا انتظام سنبھالتے رہے لیکن ۱۹۱۵ء میں مولانا سندھی اس مدرسے میں تشریف لائے اور کابل چلنے کا مشورہ دیا چنانچہ ۱۹۱۵ء میں حضرت عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کابل چلے گئے اور مولانا عبیداللہ سندھی کے رفیق

کار اور معتمد خاص بن کر رہے (۵۰)

تقریبا دو سال بعد مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہاتھ اپنے خصوصی خطوط بھیجے کہ آپ ہندوستان میں مولانا محمد علی، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خان وغیرہ کو پہنچا دیں نیز یہ کہ دین پور، امروٹ اور پیر جھنڈا والے بزرگوں سے ایک عبارت پر جو کہ ان کو قلم بند کرادی تھی دستخط لے کر انگریزوں کے خلاف جہاد کی اجازت لیں مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کام کئے اور اجازتیں لے کر سردار عبدالرزاق (میزان العلماء) کو کابل روانہ کردیں

تحریک ریشمی رومال کے افشاء پر چند رفقاء کے ساتھ گرفتار کئے گئے جو بعد میں مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان پر رہا کردئے گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسال تک لاہور پٹھان کوٹ، دین پور اور کراچی وغیرہ کی جیلوں میں نظربند رہے اور پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر رہا کردیئے گئے اور جب انگریزوں کے خلاف امیر امان اللہ والی کابل برسرپیکار ہوئے تو مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے گھر میں نظر بند کردیا گیا کیونکہ اس جنگ کے محرک مولانا عبیداللہ سندھی ہی تھے جن کے یہ رفیق تھے.

۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۹۲۶ء میں مولانا عبیداللہ سندھی مکہ معظمہ پہنچے بعد میں مولانا عبداللہ لغاری بھی سندھ سے ان کی خدمت میں جا پہنچے مولانا سندھی نے تفسیر قرآن علوم اسلامیہ اور فلسفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو تقریریں کیں وہ سب مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ نے قلم بند کیں (۵۱) بلکہ جتنی کتابیں مولانا سندھی کے افکار اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفے سے متعلق شائع ہوئی ہیں ان سب کا مواد درحقیقت مولانا عبداللہ لغاری ہی کا جمع کردہ تھا ۱۹۳۹ء میں جب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ واپس وطن تشریف لارہے تھے تو بعض انتظامات کی خاطر مولانا عبداللہ لغاری ان کے آنے سے پہلے سندھ پہنچ گئے اور ان کے آخری دم تک ساتھ رہے مولانا عبیداللہ سندھی کی وفات ۱۹۴۴ء کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ یونیورسٹی کے بعض استادوں اور شاگردوں کو قرآن مجید کی تفسیر و حکمت سمجھانے کے لئے یونیورسٹی میں ڈاکٹر بلوچ صاحب اور ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ صاحب کے یہاں قیام کیا.

اس طرح کچھ عرصہ تک آپ قرآن مجید اور فلسفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم دیتے رہے،بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے سندھ یونیورسٹی کے ایم اے کے طلبہ کو تفسیر پڑھانے کے لئے معلم (۵۲) مقرر ہوئے لیکن جلد ہی اچانک ۱۳ ستمبر ۱۹۵۸ء کو پیشاب بند ہوگیا اور اس وجہ سے ۱۵ ستمبر ۱۹۵۸ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سول ہسپتال حیدر آباد سندھ میں داخل کروایا گیا ۱۷ ستمبر بروز چہار شنبہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپریشن ہوا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ صحت مند نہ ہوسکے اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ شب پنجشنبہ ۴ ربیع الاول ۱۳۷۸ بمطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۵۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے اسی دن شام کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سانگھڑ سندھ میں دفن کردیا گیا(۵۳)

ذ۔ شیوخ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں شیوخ روحانی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں دنیائے تصوف کے مہر و ماہ اور اپنے اپنے مقام پر نقطہ کمال پر تھے یہ دونوں اولیائے عظام اور اقطاب زماں ایک ہی سرچشمہ علم و معرفت سید العارفین محمد صدیق صاحب (بھرچونڈی شریف) کے فیض یافتہ تھے اور انہی سے خلافت ملی تھی حضرت دین پوری کے متوسلین امروٹ اور حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین دین پور شریف فیوض و برکات حاصل کرنے بلا جھجک جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی کو بھی دونوں نے اپنے فیوض و برکات سے نوازا اور دونوں بزرگوں نے ہی سلسلہ قادریہ میں خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی نظروں میں ہی محبوب تھے (۵۴) اب دونوں حضرات کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

ا) سلطان العارفین خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۴۲ھ کو جناب نور محمد صاحب موضع عالماں ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں حاصل کی پھر مولانا فقیر اللہ سے شرح جامی تک کتب درسیہ پڑھیں اس کے بعد ذاتی مطالعہ سے قرآن و سنت میں ادراک حاصل کیا

آپ کے والد محترم بڑے نیک سیرت بزرگ تھے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد

محترم نور محمد صاحب نے فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مستقل طور پر حجاز مقدس میں رہنے کا ارادہ کیا چنانچہ ۱۲۵۸ھ بمطابق ۴۲-۱۸۴۳ء میں افراد کنبہ کو لے کر ہجرت کے لئے چل پڑے مگر راستے ہی میں ٹبی کورائیاں میں بیمار ہوکر فوت ہوگئے اپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے محنت مزدوری کر کے یتیم بچوں کی پرورش کی (۵۵) خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بلوچ قبیلے سے تھا لیکن جاہلانہ قبائلی تقسیم آپ کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی یہ خاندان قبیلے اور گروہ تو صرف جان پہچان کے لئے اللہ تعالی نے بنائے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

یایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر(۵۶)

ترجمہ

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائیں ہیں (صرف اس لئے) تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبائلی تقسیم سے ہٹ کر اپنی بہن کا رشتہ بلوچوں کی بجائے ایک کمہار سے کردیا اس وقت آپ ٹبی کورائیاں میں مقیم تھے آپ کی برادری نے اس بات کو سخت ناگوار تصور کیا اور آپ کے بہنوئی اور اس کے شیرخوار بچے کو قتل کردیا وقت کے ہاتوں مجبور ہوکر آپ نے ٹبی کورائیاں کو چھوڑ کر بستی گھوٹیہ میں ہجرت کی اور پھر ۱۸۷۶ء بمطابق ۱۲۹۳ھ کو دین پور "ضلع خانپور" میں تشریف لائے (۵۷) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریبا ۳۶ کے قریب تھی بیعت کا تعلق حافظ محمد صدیق بھرچونڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا بیعت کے بعد طبیعت ذکر الہی کی طرف زیادہ مائل ہوگئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبع جمالی تھی ہر معاملہ میں راضی برضا تھے صبر و تحمل و بردباری کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے دشمنوں کے خلاف بھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے بلکہ الٹا انہیں اپنی محبت و شفقت سے نوازتے روحانی اعتبار سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بہت بلند ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے کہ!

میرے دونوں مریدوں (خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ) کا درجہ نظام الدین اولیاء سے کم نہیں اور یہ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں (۵۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریک آزادی ہند کے عظیم رہنما تھے تحریک ریشمی رومال میں شرکت کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور چھ ماہ تک جالندھر میں مولانا عبدالقادر دین پوری کے ساتھ جیل کاٹی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۲ء بمطابق ۴۱-۱۳۴۰ھ ء اپنے مرشد حافظ محمد صدیق اور سید محمد راشد (مرشد حافظ محمد صدیق بھرچونڈی) کے نام پر دین پور میں ایک مدرسہ صدیقیہ راشدیہ قائم کیا جو آجتک دینی خدمات انجام دے رہا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ میں مولانا عبدالقادر دین پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبداللہ لغاری رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد رشید مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا غلام صدیق جامی پوری ' مولانا عبدالرزاق ' اور مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء و مدرسین نے تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیئے ہیں حضرت مولانا غلام محمد دین پوری سے خلق کثیر نے استفادہ کیا آپ کے بار خلافت کو حسب ذیل بزرگوں نے اٹھایا

۱۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت مولانا عبدالهادی رحمۃ اللہ علیہ دین پوری

خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دوشادیاں کیں اللہ تعالی نے بہت سی اولاد سے نوازا مگر سلسلہ نسل تین صاجزادوں سے چلا ان میں سے پہلی اہلیہ سے دو صاجزادے مولانا عبدالهادی رحمۃ اللہ علیہ اور میاں رشید احمد صاحب تھے دوسری اہلیہ مولانا عبیداللہ سندھی کی بیٹی) سے ایک صاجزادے میاں ظہیرالحق صاحب ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۹۲۳ء میں فریضہ حج ادا کیا ۱۹۳۶ء (۵۹) میں آپ نے وفات پائی اور نماز جنازہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بھاولپور نے پڑھائی (۶۰) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار (۶۱) دین پور ضلع خانپور میں ہے۔

۱۱۔ حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ

ابوالحسن حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے ہیں آپ غالباً ۱۸۵۹ء کو گوٹھ دیوانی (۶۲)(ضلع خیرپومیرس سندھ) میں سید عبدالقادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مولانا عبدالقادر پھنواری پنو عاقل ضلع سکھر کے پاس چلے گئے اور تمام ظاہری علوم کی تکمیل کی. شرعی و عصری تعلیم سے فارغ ہوکر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے تو خوش قسمتی سے سید العارفین حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں پہنچ گئے (۶۳)

حضور مرشد کی نگاہ کیمیا اثر سے آپ تھوڑی مدت میں ہی کندن بن کر نکلے مرشد کے حکم پر امروٹ شریف تحصیل گڑھی یاسین میں مستقل قیام فرماکر خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور ایک غیر معروف مقام کو اپنے نام کی نسبت عطا کر کے عزت و شہرت دوام عطا کردی ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ کے ایک بہت بڑے عالم دین اور بزرگ کامل تھے سندھی زبان کے قادرالکلام شاعر بھی تھے پریت ناموں اور سورہ یسین کا منظوم سندھی ترجمہ کے علاوہ آپ نے قرآن مجید کا سندھی ترجمہ بھی کیاتھا جو عوام و خواص میں بہت مقبول ہے آج تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اس قرآن مجید کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں چھ ایڈیشن شائع کروائے تھے (۶۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں بہت اونچے مقام ولایت پر فائز تھے روحانی نظام میں جس قدر اصحاب خدمت مجذوب اور اولیاء اللہ تھے ان کا مختلف مقامات میں تعین اور تبادلہ آپ ہی فرمایا کرتے تھے اسی لئے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبع جلالی تھی انگریز کے عہد میں بلا لائسنس بندوقیں اور اسلحہ رکھا کرتے تھے جہاد کی غرض سے گھوڑے پال رکھتے تھے گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی عملی تفسیر تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے

واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (۶۵)

ترجمہ

اور ان (دشمنوں) سے لڑنے کے لئے جو کچھ سپاہیانہ قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کرسکو سو تیار رکھو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف اپنے حصہ کو دارالاسلام اور تمام ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے تھے آپ نہایت نڈر اور جری مجاہد تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی ایک مثال یہاں درج کی جاتی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ زندگی میں انگریز حکومت سکھر بیراج سے ایک نہر نکال کر مغرب کی طرف لے جانا چاہتے تھی آپ کے گاؤں امروٹ شریف کے جنوب کی جانب تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی کچی مسجد تھی (٦٦) اور وہ نہر کے منہ کے سامنے آرہی تھی حکومت وقت نے فیصلہ کیا کہ مسجد کو گرادیا جائے جس وقت سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ حکومت ہند (انگریزی سامراج) کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص (٦٧)

ترجمہ

بے شک اللہ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

کئی دنوں تک حکومت ہند سے مذاکرات ہوتے رہے اور حکومت وقت نے پوری قوت خرچ کر ڈالی مسجد کا فوٹو لے کر اخبارات میں دیا اور واویلا کیا کہ تاج محمود امروٹی ایسے خواہ مخواہ ہمارے راستے میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں جس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا آخر کار حکومت وقت کو اس مرد مجاہد کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے اور نہر کو مسجد کی ایک طرف سے گزارا (٦٨)۔ یہ مسجد آج بھی (٦٩) سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ جہاد کی عظیم ترین نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کیا بلکہ جاہل مسلمانوں کے خلاف بھی جہاد کیا (٧٠)

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدرسہ بھی قائم فرمایا جس میں درجہ حفظ تک تعلیم دی جانے لگی مگر حضرت

مولانا عبیداللہ سندھی کی دارالعلوم دیوبند کی فراغت اور امروٹ شریف میں تشریف آوری کے بعد ایک عظیم دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی جس میں تمام علوم پڑھائے جانے لگے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پریس بھی قائم کیا جس میں قرآن مجید مترجم سندھی ایک رسالہ ماہوار ہدایت الاخوان جاری کیا جو بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر بند کرنا پڑا (۷۱)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں مولانا تاج محمد امروٹی پر جلال اور جذبہ جہاد غالب تھا کرامات جلیلہ کا ان سے ظہور ہوا کئی بار انگریزوں کو چیلنج دیا اور ان کے مقابلہ میں آگئے حکومت نے شورش عام کے خطرہ سے کنارہ کشی کی (۷۲)

حامی عبیدی دینپوری حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت امروٹی میں فاروقی رضی اللہ عنہ جلالت کے آثار پائے جاتے تھے آپ سے خرق عادات و کرامات بہت مشہور ہیں ایک دفعہ انگریز کلکٹر آپ سے ملنے کے لئے آیا باتوں باتوں میں وہ آپ کی جہاد کی تیاری پرانے زمانے کے اسلحہ اور بے سروسامانی کے متعلق طنزیہ بات کہہ گیا اس پر آپ جلال میں آگئے خادم سے فرمایا کہ جاکر لنگر کے پیازوں کی کوٹھڑی میں سے ایک پیاز لے آو وہ پیاز لے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چاقو کھول کر پیاز کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر انگریز کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ جاکر کوٹھڑی میں دیکھو وہ وہاں گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوٹھڑی میں پڑا ہوا پیازوں کا تمام ڈھیر دو دو ٹکڑے ہوا پڑا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کلکٹر صاحب فقیروں کو اللہ تعالی نے یہ طاقت دی ہے کہ آپ لوگوں کی گردنیں اسی طرح اتار دیں (۷۳) .

ایک دفعہ جوش میں آکر فرمایا کہ کئی بار ایسا ارادہ کیا کہ قیصر بکنگھم میں جاکر جارج پنجم کی گردن مروڑ دوں مگر مشیت ایزدی نہ تھی حجاب مانع آجاتا رہا (۷۴)

حامی عبیدی دین پوری تحریک شیخ الہند کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انگریزی سامراج کی سی آئی ڈی کی رپورٹ ہے کہ !

شاید یہی مولوی تاج محمد (محمود) ساکن امروٹ سکھر سندھ ہیں سندھ میں دوسرے نمبر پر اس کا زبردست اثر ہے جو صرف مولوی ہمایوں کے اثر سے کم وہ کھڈہ کراچی کے مولوی محمد صادق کا دوست ہے جو اب

نظر بند ہے خیال ہے کہ اس نے مولوی عبیداللہ کے فرار افغانستان میں اس کی مدد کی تھی اس کے ہزاروں پیرو ہیں جن میں بڑے بڑے زمیندار پلیڈر اور سرکاری ملازمین شامل ہیں جنود ربانیہ کی فہرست میں لیفٹیننٹ جنرل ہے (۷۵)

غرض مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ایک مفسر قرآن ولی کامل عظیم مبلغ اسلام اور عظیم مجاہد تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا اور آپ کے مریدین کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات کو خلافت سے بھی نوازا تھا جن میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ بانیجی شریف

۳۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھریجانی شریف

۴۔ حضرت مولانا حماد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہالیجی شریف (۷۶)

آخر یہ عظیم مذہبی روحانی اور سیاسی لیڈر اسلام کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے ۳ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ بمطابق ۵ نومبر ۱۹۲۹ء کو رات ایک بجے اس دنیا سے رخصت ہوگئے (۷۷) انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کا مزار امروٹ شریف میں ہے (۷۸)

ر۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی شادی

نکاح صرف صحت و سرور ہی کا نام نہیں بلکہ بقائے نسل انسانی کا بھی ضامن ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اسی سنت انبیاء پر عمل کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں۔

ا۔ پہلی شادی

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے اپنی آغوش محبت میں لے لیا تھا اور

حضرت لاہوری ابھی بچے ہی تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا جس کی وجہ سے حضرت لاہوری کی تمام تر ذمہ داریاں حضرت سندھی کے کندھوں پر تھیں حضرت سندھی آپ سے حد درجہ کی محبت کرتے تھے ابھی آپ طالبعلمی ہی کے دور سے گذر رہے تھے کہ حضرت سندھی ؒ نے اپنی پہلی اہلیہ سے اپنی صاحبزادی مریم بی بی کا نکاح آپ سے کردیا (۷۹) لیکن ایک سال ہی کے بعد آپ کی اہلیہ مریم بی بی فوت ہوگئیں اور آپ کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ حسن بھی آٹھویں دن اس دار فانی سے رخصت ہوگیا آپ کی اس اہلیہ محترمہ اور ننھے حسن کو گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد کے قبرستان میں دفن کیا گیا اسی قبرستان میں حضرت سندھی ؒ کی دوسری اہلیہ اور حضرت لاہوری ؒ کی والدہ محترمہ بھی مدفون ہیں ۔

ii۔ دوسری شادی

پہلی اہلیہ مریم بی بی کی وفات کے بعد بے شمار رشتے آئے مگر حضرت سندھی ؒ کو پسند نہ آئے انہی دنوں چکوال کے مولانا ابو احمد صاحب (۸۰) نے حضرت سندھی ؒ کو لکھا کہ وہ اپنی لڑکی کا(۸۱) رشتہ حضرت لاہوری ؒ سے کرنا چاہتے ہیں حضرت سندھی ؒ نے اس رشتہ کو پسند فرمایا اور محرم الحرام ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ کے مبارک ہاتھوں رسم نکاح خوانی انجام پائی اور اس بیوی سے آپ ؒ صاحب اولاد تھے۔

ز۔ اولاد

اولاد کا وجود والدین کے لئے امیدوں کا سہارا ہوتا ہے نبوت سے لے کر ولایت تک اور ولایت سے لے کر عام انسانوں کے گروہ تک کسی بھی شخص کا دل اولاد کی طلب سے خالی نہیں چونکہ یہ ایک فطری جذبہ ہے لہذا اس کی حفاظت و صیانت کا کام ایک اہم فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے اولاد کی تمنا لے کر جینا اور خدا تعالیٰ سے اس ثمر روح افزا کی خواہش کرنا کوئی سفلہ و حقیر عمل نہیں ہے کیونکہ قرآنی شواہد سے

پتہ چلتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے پروردگارعالم کے حضور میں اپنی ضعیفی و نقاہت اور دین حقہ کی وراثت کی حفاظت کا مسئلہ یوں پیش کیا.

اے پروردگار مجھ کو اپنی رحمت سے ایک لڑکا عطا فرما جو میرے دین اور آل یعقوب کے دین کا سچا جانشین و محافظ ہو اے میرے پروردگار وہ بچہ تیرا مقبول و محبوب بندہ ہو .

یقینا یہ فطری جذبہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے اندر بھی موجزن تھا اللہ تعالی نے آپ کو اولاد سے نوازا اور آپ کا صحیح جانشین بنایا کہ اس مادیت کے دور میں اسلام اس گھرانے میں اپنے عملی رنگ میں نظر آتا ہے

چنانچہ جب قدرت خداوندی کے فیصلے کے مطابق ازدواجی زندگی کا یہ مقدس امتزاج ظہور میں آیاتو پروردگار عالم کی فیاضیوں نے اس گھر کو اپنی رحمتوں کا نشیمن بنالیا۔

ا۔ ننھے میاں جناب حسن

جناب حسن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ مریم بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے پیدائش کے آٹھ دن بعد رحلت فرما گئے اور آپ کو گوٹھ پیر جھنڈا کے قبرستان (۸۲) میں دفن کیا گیا

ii۔ محترمہ مکرمہ عائشہ بی بی

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی اہلیہ کی وفات کے ایک سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ابواحمد چکوالی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی اللہ تعالی نے اس کے بطن سے پہلے بیٹی عطا کی جس کا نام عائشہ بی بی رکھا گیا عائشہ بی بی نے اپنی مریم صفت والدہ ماجدہ کا دودھ پیا اور چند وقت باپ کی شفقت بھری نگاہوں میں رہ کر پرورش پائی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نکاح مولانا نور اللہ صاحب سے کردیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح کے وقت مولانا نور اللہ صاحب سے فقط یہ الفاظ کہے بیٹا علماء کرام کی اس جماعت میں باجماعت نماز پڑھنے والوں میں آپ اول نمبر پر آئے ہیں لہٰذا میں اپنی لخت جگر آپ کے عقد میں دیتا

ہوں .

اللہ اللہ ایک درویش صورت سادہ پوش طالب علم کو اپنی دامادی میں قبول کیا جارہا ہے مگر اس کے حسب و نسب ذریعہ معاش اور رہائشی مکان کا ذکر تک بھی نہیں ہوتا ہے احیائے سنت کا یہ زریں نقشہ اور کتاب اللہ کی تعلیم کا یہ احترام کتنے لوگ ہیں جن کو نی زمانہ حاصل ہے عائشہ بی بی ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء بروز اتوار رحلت فرما گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میانی (۸۳) شریف لاہور کے قبرستان میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے تقریباً ۱۵ گز کے فاصلے پر دفن کیا گیا۔

iii۔ مولانا حافظ حبیب اللہ

مولانا حافظ حبیب اللہ عائشہ بی بی کے بعد شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ۱۹۱۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے حافظ مہتاب الدین صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا ساتھ ساتھ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھتے رہے بعد ازاں دار العلوم دیوبند میں مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں فی سبیل اللہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ۱۶ ذیقعد ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حرمین شریفین کا قصد کیا اور پھر تا حیات ان سے جدا نہ ہوئے (۸۴)

سید ابوالحسن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

مولانا حبیب اللہ صاحب تقریباً ۲۵ سال سے حرمین شریفین مین مقیم تھے اس عرصہ میں وہ کبھی وہاں سے باہر نہیں گئے ابتداء کے دس بارہ سال مدینہ طیبہ میں گزارے اور بہت پابندی سے مسجد نبوی میں اپنے والد ماجد کے طرز پر درس قرآن دیا بعض مجبوریوں کی بناء پر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کرلی وہیں جان جان آفرین کے سپرد کردی اس پورے قیام میں ریاضت شاقہ طویل مدت تک مسلسل روزے اور تقلیل طعام و منام کا معمول رہا پوری زندگی تجرد و انقطاع میں گزاری آخر میں یکسوئی اور خلوت پسندی کا اتنا غلبہ تھا کہ چند دن احباب و خدام کے سوا جن سے خاص مناسبت اور اتحاد ذوق تھا کسی سے ملنا پسند نہیں فرماتے تھے ذکر کا بڑا غلبہ تھا اور زندگی بالکل زہد و قناعت بلکہ مجاہدہ کی تھی آخر میں کسی

سے خدمت لینا اور علاج معالجہ بھی گوارہ نہیں تھا علالت کے آخری دنوں میں ایک دوست نے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ بھائی میں نے باری تعالی سے رجوع کیا علاج بے سود ہے بس دعا کرو۔ آگے سید ابوالحسن علی ندوی صاحب محبی حکیم معراج الحسن صاحب مقیم مکہ کے ایک مکتوب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ!

تین دن پہلے بے چینی بہت بڑھی ہوئی تھی فرمایا جمعہ تک انتظار کرو انشاء اللہ جمعہ تک بالکل تندرست ہوجاوں گا بس دعا کرتے رہو انتقال سے چند منٹ پہلے دیوار سے سہارا لے کر بیٹھ گئے اور فرمایا الحمد للہ اللہ نے میرا کام بنادیا کلمہ شریف پڑھا اور رخصت ہوگئے (۸۵)

ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

۹ جمادی الاخر ۱۳۹۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ء کو عصر سے ذرا پہلے قرآن پاک پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے اسی رات بیت اللہ شریف میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت المعلی میں دفن کئے گئے (۸۶) ڈاکٹر صاحب نے ابوالحسن علی ندوی والی عبارت بھی نقل کی ہے۔

۱۷۔ جانشین حضرت شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ صاحب

حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ بمطابق جون ۱۹۲۴ء کو حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی قرآن مجید والدہ ماجدہ سے پڑھا پھر مولانا قاری عبدالکریم صاحب کو آپ کا اتالیق مقرر کیا گیا جنہیں دارالعلوم دیوبند سے حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کے ذریعہ منگوایا گیا تھا اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، دار لرشاد گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ پھر دارلعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۶ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورہ حدیث کی تکمیل کی (۸۷)

تعلیم کے بعد آپ نے ۱۹۴۶ء میں اپنے والدین کے ساتھ حج بیت اللہ کیا بعد میں بھی آپ نے متعدد بار حج کیا کچھ عرصہ آپ جامعہ ملیہ دہلی میں زیر تعلیم رہے لیکن زیادہ دیر یہاں بعض ناگزیر حالات کی وجہ

سے قیام نہ ہوسکا۔ دہلی سے واپسی پر حضرت سندھی کے محب صادق اور فکری و عملی دوست مولانا محمد صادق ؒ کے مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں مولانا حافظ حبیب اللہ ؒ کے ساتھ تقریباً پانچ سال پڑھایا اور معاشی ضرورتوں کے لئے کچھ وقت تجارت میں بھی صرف ہوتا رہا۔

آپ کے برادر اکبر مولانا حبیب اللہ اسی اثنا میں حرمین شریفین چلے گئے تو آپ کو واپس لاہور آنا پڑا دس سال تک مصری شاہ رحیم روڈ کی مسجد میں آپ ؒ نے درس قرآن مجید بھی دیا(۸۸)

۱۹۵۱ء میں ۲۲ نکات مرتب کرنے والے علماء کے اجلاس میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ خادم کی حیثیت سے وہاں موجود رہے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور ۱۹۵۶ء میں جمعیت العلمائے اسلام کی تنظیم نو کے بعد اس میں باقاعدہ شرکت کی۔

حضرت لاہوری ؒ کے سانحہ ارتحال ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کے بعد آپ انجمن خدام الدین کے امیر اور حضرت لاہوری کے جانشین مقرر ہوئے (۸۹) نیز جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان کے نائب امیر مقرر کئے گئے جبکہ امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی تھے ۱۹۶۴ء میں صدر ایوب اور مس فاطمہ کے بالمقابل جمعیت کے صدارتی امیدوار مقرر ہوئے لیکن حکومتی دھاندلی کے سبب الیکشن نہ لڑا جاسکا (۹۰) ۱۹۶۸ء میں جمعیت علماء اسلام کا حلقہ ادھر مشرقی پاکستان تک پھیلا تو مغربی پاکستان کے امیر منتخب کئے گئے (۹۱)

اسی سال ایوب خان کے خلاف جمعیت کی ملک گیر تحریک کے ہراول دستہ کے طور پر لاہور میں سب سے زیادہ تشدد کا نماز کے دوران نشانہ آپ بنے جس پر صدر پاکستان محمد ایوب خان نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں معافی مانگی (۹۲) اس تشدد سے ملک کو جدوجہد کا نیا راستہ نصیب ہوا ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء کو آپ ؒ نے تشدد کے ذمہ دار پولیس افسروں کو ہائی کورٹ میں معاف کردیا اور فرمایا اہل حق کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا کرتے۔

۱۹۷۰ء میں لاہور میں جمعیت کے فقید المثال کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ آپ ؒ ہی تھے اور لاہور سے قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ بھی لیا مگر کامیاب نہ ہوسکے ۱۹۷۳ء میں بحالی جمہوریت کے لئے متحدہ محاذ پنجاب کے آپ صدر منتخب ہوئے اسی دوران آپ کو گرفتار کیا گیا اور ننکانہ میں نظر بند رکھا گیا

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے ضمن میں پہلا باقاعدہ کل جماعتی اجلاس آپ نے لاہور میں بلایا اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس عمل کی تشکیل مرکز خدام الدین ہی میں ہوئی اسی سال آپ امن کونسل پاکستان کے صدر کی حیثیت سے روس رومانیہ بلغاریہ وغیرہ گئے اور عالمی امن کانفرنس میں اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کیا آپ کی ایمان پرور تقریر سن کر تنظیم آزادی فلسطین کے سربراہ جناب یاسر عرفات نے بڑھ کر آپ کو گلے لگایا۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ آخری سانسوں تک انجمن خدام الدین کی امارت وجمعیت علماء اسلام کی قیادت و سیادت کے علاوہ ہفت روزہ خدام الدین و ترجمان اسلام کی نگرانی و سرپرستی دورہ تفسیر کے اسباق خطبہ جمعہ ومجالس ذکر کے انعقاد میں مشغول رہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۲۳ سال تک اپنے مرشد والد گرامی کی مسند دعوت و ارشاد پر کما حقہ رونق افروز رہنے کے بعد ۹ شعبان ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء کو جبکہ وہ دورہ تفسیر کے علماء کو پڑھانے کی تیاریوں میں مشغول تھے کہ پیغام اجل آپہنچا اور وہ ہمیشہ کے لئے بہشت بریں میں جا آباد ہوئے اور میانی شریف لاہور میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کئے گئے (۹۳) نماز جنازہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی (۹۴)

۷۔ مریم بی بی

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بیٹی کا نام اپنی پہلی اہلیہ کے نام پر رکھا جو فوت ہو چکی ہیں۔

۷۱۔ عبیداللہ صاحب

ایک صاحبزادے جو حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے تھے ان کا نام بھی عبیداللہ ہی تھا یہ بھی فوت ہو چکے ہیں (۹۵)

vii۔ فاطمہ بی بی

ایک صاجزادی جن کا نام فاطمہ بی بی تھا تپ دق کے باعث فوت ہوگئی تھیں ۔

viii۔ رقیہ بی بی

اپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ لخت جگر بھی فوت ہوچکی ہیں ۔

ix۔ فاطمہ بی بی

یہ اپنے بھائی بہنوں سے چھوٹی تھیں اور اوائل عمر ہی میں وفات پاگئیں ۔

x۔ الحاج حافظ مولانا حمیداللہ صاحب

مولانا حمید اللہ صاحب ۱۹۲۸ء کو شیخ التفسیر کے گھر پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے تقریبا ڈیڑھ سال چھوٹے تھے ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے پڑھا قرآن مجید حافظ مہتاب الدین صاحب کی دروازہ والوں سے حفظ کیا چھٹی جماعت کے دوران ہی مولانا عبیداللہ انور کے ساتھ ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے دورہ حدیث کی کتب پڑھیں مگرابھی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ ملک تقسیم ہوگیا اس طرح آپ پاکستان واپس آگئے پہلے دارالعلوم خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا مگر ادھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل نہ لگا پھر جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لے کر مولانا ضیاء الحق صاحب اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی۔

آپ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تکمیل اسباق پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا فراغت کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مصری شاہ لاہور اور فاروق گنج کی مساجد کی ذمہ داری سونپی جن میں آپ درس قرآن دیتے اور نماز جمعہ بھی یکے بعد دیگرے پڑھاتے رہے مگر جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیاتو آپ جامعہ شیرانوالہ گیٹ میں درس قرآن دیتے رہے اور مولانا عبیداللہ انور کی عدم موجودگی میں مجلس ذکر اور جمعہ کا خطبہ بھی دیتے رہے

آپ کی دنیا سے بے رغبتی حد کو پہنچی ہوئی تھی ہر سال بمع اہل و عیال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے جذبہ جہاد آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ کے پاس کئی بندوقیں اور پستول تھے روزانہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقع قبرستان میانی شریف پیدل تشریف لے جاتے اور عصر کی نماز وہیں ادا کرتے(۹۶)

شادی ماموں کے ہاں چکوال میں ہوئی ان سے آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں لڑکوں کے اسمائے گرامی سعید اللہ حلیم اللہ اور حبیب اللہ ہیں آپ کو شوگر کی تکلیف تھی اس کے باوجود بھی صبح کے درس کا کبھی ناغہ نہ کیا جب تکلیف بڑھی تو آپ کو زبردستی ہسپتال لے جایا گیا وہاں پر آپ کو چارپائی پر ہی نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی آپ کو چارپائی پر نماز پڑھنا اچھا معلوم نہ ہوا نیچے فرش پر نماز ادا کی نماز ادا کر کے واپس چارپائی پر جانے ہی لگے تھے کہ وہیں انتقال فرما گئے یہ رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ تھی اور مغرب و عشاء کا درمیانی وقت تھا ایمبولینس کے ذریعہ آپ کو گھر لایا گیا حضرت مولانا عبیداللہ کسی جلسہ سے واپس گھر تشریف لائے تو ایمبولینس گھر کے دروازے پر کھڑی دیکھی مگر انہیں شبہ نہ ہوا مگر گھر کے اندر جا کر معلوم ہوا کہ مولانا حافظ حمیداللہ کا انتقال ہوگیا ہے(۹۷)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ۲۰ نومبر ۱۹۷۰ء کے ہفت روزہ خدام الدین میں ایک تعزیتی نوٹ لکھا گیا جو درج ذیل ہے۔

قارئین خدام الدین نہایت دکھ کے ساتھ یہ خبر پڑھیں گے کہ حضرت لاہوری کے فرزند حضرت مولانا حمیداللہ جو تقریباً ایک ماہ سے میو ہسپتال میں بعارضہ ذیابیطس زیر علاج تھے آج بروز بدھ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ ۸ بجے رات وفات پاگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون موصوف حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر عمل پیرا رہے جامع مسجد شیرانوالہ میں درس قرآن اور مدرسہ قاسم العلوم میں بعد نماز مغرب سکول و کالج کے زیر تعلیم اور فارغ التحصیل تشنگان تفسیر قرآن کی پیاس بجھاتے رہے نیز جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی میں وعظ و تبلیغ و مجلس ذکر وغیرہ کے فرائض انجام دیتے رہے قدرت نے غضب کی فراست، اٹل ارادہ اور انتہاء استغناء کی دولت سے

سرفراز فرما رکھا تھا حافظ صاحب کی بے وقت رحلت حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جانکاہ صدمے سے کم نہیں حضرت کی ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے ادارہ خدام الدین حضرت مولانا عبیداللہ انور اور ان کے جملہ متوسلین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور اللہ کے حضور دست بدعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے آمین (۹۸)

س۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور میں مستقل قیام اور وفات

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ایک مجاہد اسلام امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی کے ہاتھوں ہوئی تھی جس کی وجہ سے حضرت لاہوری ایک مبلغ اسلام مفسر قرآن، عظیم روحانی پیشوا کے ساتھ ساتھ ایک مجاہد حریت بھی تھی آپ نے ہر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کا مقصد غلبہ اسلام ہو اور انگریزی سامراج سے آزادی حاصل کرنا ہو جب ۱۹۱۶ء میں تحریک ریشمی رومال کا راز فاش ہوگیا تو حکومت ہند نے تحریک کے سرکردہ لیڈروں کو پکڑنا شروع کیا بغاوت کے الزام میں آپ کو بھی پکڑا گیا اور مختلف مقامات پر آپ کو پھیراتے ہوئے راہو جیل سے لاہور سینٹرل جیل میں لایا گیا لاہور میں آپ کو سی آئی ڈی کے ایک افسر کے سامنے پیش کیا گیا جس نے کہا کہ آپ کو حکومت وقت سندھ یا دہلی بھیجنے پر تیار نہیں ہے اگر آپ ایک سال کے لئے دو ضامن ایک ایک ہزار روپے کے بطور ضمانت پیش کردیں تو گورنمنٹ آپ کو لاہور رہنے کی اجازت دے دے گی دو ضمانتی بھی آپ سندھ یا دہلی سے نہیں لاسکتے حکومت جانتی تھی کہ دہلی اور سندھ میں آپ کا کافی اثر ورسوخ ہے وہ ایسے مقام پر رکھنا چاہتی تھی جہاں آپ کو کوئی جاننے والا نہ ہو اور آپ کی ذات سے انہیں کوئی خطرہ وغیرہ بھی نہ ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پنجاب میں تو مجھے کوئی جانتا بھی نہیں ہے مگر افسران وہاں (سندھ اور دہلی) کے ضامن لینے کے لئے تیار نہ ہوئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کافی غور و فکر کیا تو آپ کے ذہن میں قاضی حافظ ضیاء الدین صاحب کا نام یاد آیا قاضی ضیاء الدین صاحب آپ کی ضمانت دینے پر تیار ہوگئے دوسرے ضامن کے لئے قاضی صاحب نے خود ہی ملک لال خان صاحب کا

نام تجویز کیا ملک صاحب نے بھی اسے سعادت سمجھا پولیس نے قاضی صاحب اور ملک صاحب کی ضمانت پر ایک ایک ہزار کی بجائے پانچ پانچ سو روپے پر آپ کو رہا کردیا(۹۹) جب آپ کو لاہور میں پابند کیا گیا تو آپ نے اپنے اہل و عیال کو بھی لاہور بلا لیا جو ان دنوں نواب شاہ سندھ میں مقیم تھے۔

اس طرح ۱۹۱۷ء میں آپ نے مستقل طور پر لاہور میں اپنی اقامت اختیار کی اور فوراً درس قرآن شروع کردیا جن حالات میں حضرت لاہوری نے لاہور میں آکر ڈیرا جمایا ان کا تذکرہ جانباز مرزا ان الفاظ میں کرتے ہیں!

کہ نیکی جیسے جیسے اٹھتی جارہی ہے برائی کے سائے اسی قدر تیزی سے پھیل رہے ہیں زمانہ ہر روز نئے بت تراش رہا ہے ہر ساعت تہذیب نو کے روشن ہونے والے چراغ اندھیروں کو جنم دے رہے ہیں ہر صبح طلوع ہونے والا سورج اپنے ساتھ برائی کے سینکڑوں جلوے لے کر طلوع ہوتا دکھائی دے رہا ہے ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ان لوگوں کی تلاش ہے جن کے سینے نور خداوندی سے روشن اور چہرے اسلام کی واضح تصویر ہوتے ہیں جن کے قدم اٹھتے تو نیکی پر پھیلا دیتی ' کائنات کا نظام جن کی نیک تمناؤں کے سامنے قطار باندھے کھڑا رہتا انکی ہلکی سی صدا فلک میں ارتعاش پیدا کردیتی نہ جانے وہ حضرات کہاں چلے گئے کوئی ہے جو انہیں ڈھونڈ لائے کہ حالات کو ان کی ضرورت ہے حضرت مولانا احمد علی لاہوری بھی اسی قطار کے لوگوں میں شمار ہوتے تھے جنھوں نے وقت کو اپنی صف میں لاکر زندگی کے ایسے راستے سمجھائے کہ اس کا ہر مسافر صراط مستقیم کی راہ پر چل نکلا برائی آپ سے خود راستہ چھوڑتی چلی گئی یہی وہ لوگ تھے جنہیں نیکی کا سنگ میل کہا جاسکتا ہے (۱۰۰)

جب ۱۹۱۷ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہور آئے تو مسلمانوں کے دل زنگ آلود ہوچکے تھے ان کے ایمانوں سے مندر کے گھڑیالوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں کفر کے رسم و رواج انہیں احکام خداوندی سے دور لے گئے تھے غیر ملکی غلامی کا طوق ان کی گردنوں کو بوجھل کئے ہوا تھا کہ اپنے خالق حقیقی سے بغاوت کرچکے تھے۔

انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ یہ مرد درویش لاہور کے ایک گوشے میں آن بیٹھا گو راستہ ہموار نہیں تھا تاہم

وہ کفر کی اندھیوں میں ایمان کا دیا لے کر نکلا پھر نہ آندھیاں اسے بجھا سکیں اور نہ فرنگی کا تشدد اس لو کو مدھم کر سکا وہ جس راہ سے گزرا یخ بستہ دلوں میں ایمان کی حرارت پیدا کرتا چلا گیا(۱۰۱)

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

ا۔ زندگی کے آخری آیام

جس پاکیزہ انسان کی ساری زندگی دین حق کی اشاعت خلق اللہ کی خدمت عبادت الٰہی اور شب بیداری کرتے ہوئے گزری اس کی صحت جسمانی درست رہنا مشکل ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں فالج اور شوگر جیسے امراض میں مبتلا ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت کا چہرہ مبارک نورانی تھا ٹانگوں کو ہاتھ لگانے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی بچے کی ٹانگیں ہیں مگر جب دربار خداوندی میں قیام کا وقت آتا تو نوجوان بھی آپ کا مقابلہ نہ کر سکتے اکثر اوقات نوافل بھی کھڑے ہو کر ادا کرتے مرض آہستہ آہستہ بڑھتا رہا مگر اس کی زیادتی نے لقاء رب کے عاشق کو پریشان نہیں کیا بلکہ اور تازہ دم کر دیا اکثر فرمایا کرتے تھے کہ!

میں نے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا تھا وہ مجھے دیا گیا میں اس سے راضی ہوں جب بلائے میں حاضر ہوں۔

کئی سالوں سے کھدر کا کفن سلوا کر رکھا ہوا تھا اور قبر کے لئے جگہ بھی اپنے پیسوں سے خرید لی تھی اور صاحبزادہ صاحب اور حاجی دین محمد صاحب کو بتادی تھی جب آخری عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو ارشاد فرمایا!

میں ۲۰ جولائی بروز جمعرات صبح کے وقت عمرہ کرنے مکہ معظمہ جارہا ہوں ۲۱ جولائی کو جمعہ کراچی انشاء اللہ پڑھوں گا حکومت نے مجھے اجازت دے دی ہے میں پہلے سے جانے والا تھا مگر اچانک میری ایڑی میں سخت درد ہونا شروع ہوگیا جس کی وجہ سے میں چار دن تک چل پھر نہ سکا اور جو ٹکٹ خریدا تھا واپس کر دیا موت کا علم نہیں کہ کب آئے پانچ سال ہوگئے ہیں میں نے درزی کو بلا کر اپنے کفن کو تیار کرالیا ہے ہر وقت موت کے لئے تیار ہوں اگر مکہ معظمہ میں فوت ہوگیا تو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ

میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی یا قبرپرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا اور گمراہ نہ ہونا بلکہ کسی متبع سنت اور اصلاح یافتہ عالم کی صحبت اختیار کرنا یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سارے مولوی اور پیر ہدایت یافتہ نہیں ہوتے بلکہ اکثر گمراہ ہوتے ہیں (۱۰۲)

حضرت نے آخری دنوں میں جو خطبہ دیا اس میں آپ کے وصال کی اطلاع کی جھلک صاف نظر آتی تھی آپ نے جنوری اور فروری ۱۹۶۲ء میں آنے والے اکثر خدام و مریدین سے ایسے کلمات فرمائے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ لقاء رب کے لئے پابہ رکاب ہیں۔

۱۱۔ سفر آخرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۲۳ فروری بروز جمعتہ المبارک ۱۰ بجے صبح اپنے مکان سے حسب معمول مسجد لائن والی میں خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لائے حضرت ایک عرصہ سے علیل اور نحیف ہونے لگے باعث گھر سے مسجد تک کار یا تانگہ میں تشریف لایا کرتے تھے مگر اس دن آپ نے اپنے صاحبزادہ مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے کہا سواری لانے کی ضرورت نہیں مولانا عبیداللہ انور کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے حضرت شیخ وقت کو جوانی کی سی تیز رفتاری کے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہوتے دیکھا۔

مولانا عبیداللہ انور صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حجرہ میں چھوڑ کر خود کسی اور جگہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے چلے گئے پونے بارہ بجے حضرت شیخ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا حمیداللہ صاحب لباس تبدیل کرانے کے لئے حضرت کی خدمت میں آئے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی پیٹ میں درد تھا اور متلی وغیرہ کی شکایت تھی چنانچہ حضرت کی ناسازئ طبع کے پیش نظر مولانا حافظ حمیداللہ ہی کو جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمانا پڑا نماز کے فوراً بعد ڈاکٹر کیپٹن چوہدری صاحب جو حضرت کے عشاق تھے انہوں نے طبی امداد پہنچائی اور کار کے ذریعے آپ کو گھر لے گئے شام تک انہوں نے تین انجکشن لگائے لیکن حالت نہ سنبھل سکی وہ متعدد ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرتے رہے شام کو مشہور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب بھی تشریف لائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا لیکن اللہ کی حکمت اس کے برعکس تھی یہ بات خاص طور پر قابل

ذکر ہے کہ حضرت نے مغرب تک کی تمام نمازیں ہوش کی حالت میں ادا کیں اگرچہ بیہوشی بھی طاری ہوتی رہی مگر خدا کی شان کہ نماز کے وقت ہوش آہی جاتا تھا(۱۰۳)

بالآخر وہ وقت آگیا کہ نصف صدی کا پر مشقت اور طویل مجاہدہ کا سفر طے کرنے والا اپنی آخری آرام گاہ پر پہنچے اور اپنی محنت و وفاداری کا انعام پائے ۱۳۸۱ھ کے رمضان المبارک کی ۱۸ تاریخ بمطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء کو حاضری کا پیغام آگیا اور عشاء میں بحالت سجدہ انتقال ہوا(۱۰۴) اور خادم قرآن قرآن کے نازل کرنے والے کے جوار رحمت میں پہنچ گیا جنازہ میں لوگوں کے پروانہ وار ہجوم اور اجتماع عظیم کا وہ منظر تھا جو لاہور کے سے عظیم شہر نے مدت دراز سے نہیں دیکھا تھا اور شاید پھر مدت دراز تک نہ دیکھے غروب آفتاب کے ساتھ تبلیغ و اشاعت دین کا یہ آفتاب بھی لوگوں کی نگاہوں سے او جھل اور خاک کے پردہ میں نہاں ہوگیا اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمیوں نے وہیں افطار کیا اور بادیدہ نم واپس آئے

مولانا جب لاہور آئے یا لائے گئے تو تن تنہا تھے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کا آغاز کیا تھا لیکن جب اس شہر کو داغ مفارقت دیا تو ہزاروں سوگوار ان کے فراق میں اشکبار تھے (۱۰۵)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور شہر کے مشہور ترین قبرستان میانی صاحب (۱۰۶) میں دفن کیا گیا۔

۱۱۱۔ مزار مبارک سے خوشبو کا آنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد انور (قصبہ خار تنگ علاقہ سمرقند) سے خوشبو کا آنا متواتر ہے آج تقریباً تیرہ سو سال سے وہاں کی معطر فضاء زائرین کے ایمان کو تازہ کر رہی ہے خداوند قدوس نے اپنی رحمت کا اظہار امام الاولیا حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی آرام گاہ پر بھی فرمایا لاکھوں انسانوں نے اس خوشبو کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ تجزیہ اور تجربہ کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ واقعی مولانا کی قبر اور اس کے اردگرد سے خوشبو آتی ہے (۱۰۷) اس میں تعجب کی بات نہیں ہے قرآن کریم نے موت کے فوراً بعد انسانی حیات قبر کو بیان کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے!

فاماان کان من المقربین فروح وریحان وجنت نعیم
واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم(۱۰۸)

ترجمہ

پھر (جب قیامت آئے گی) اگر وہ مقربین میں سے ہے تو اس کے لئے راحت اور خوشبوئیں اور عیش کے باغ ہیں اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے تو کھولتا ہوا پانی مہمانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حضرتہ من حضر النیران(۱۰۹)

ترجمہ

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ بن جاتا ہے اور یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گڑھا بن جاتا ہے۔

قبر کا جنت کے باغوں میں سے باغ بن جانا یقینی ہے جیسا کہ حدیث بالا سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا مشاہدہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر نور سے ہوا ہے جس وجود پاک نے تقریباً اسی سال خداوند قدوس کی اطاعت میں گذارے جو تزکیہ نفس کے اس بلند مقام پر فائز ہوا جس کی مثال اس کے معاصروں میں نہ مل سکے اس کی تربت سے خوشبو کا آنا کوئی تعجب کی بات نہیں (۱۱۰)

۱۷۔ اخبارات و مجلّات کے تعزیتی نوٹ

یوں تو شائد ہی کوئی اخبار یا رسالہ ہو جس نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پہ پھول ہائے عقیدت پیش نہ کئے ہوں مثلاً روزنامہ امروز ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء روز نامہ نوائے وقت ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء روز نامہ آفاق ۲۴ فروری ۱۹۶۲ء ماہنامہ دارلفرقان لاہور اپریل ۱۹۶۲ء ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور ۲ مارچ ۱۹۶۲ء روز نامہ کوہستان لاہور ۲۵ فروری ۱۹۶۲ء وغیرہ مگر اس وقت طوالت کے خوف سے صرف کوہستان لاہور ۲۵ فروری ۱۹۶۲ء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

روزنامہ کوہستان لاہور

کوہستان لاہور نے ایک عالم باعمل کی موت کے عنوان سے درج ذیل مضمون شائع کیا!

انجمن خدام الدین کے امیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی کا انتقال ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے مرحوم ایک جید عالم انتھک مجاہد اور عظیم المرتبت مبلغ تھے آپ کی زندگی فقرو درویشی تبلیغ و اشاعت دین اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے مختلف دائروں میں گزری یہ اعزاز انہی کو حاصل ہے کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساڑھے چار ہزار مستند علماء نے آپ سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی ہے تیرہ مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کی اور سات مرتبہ جنگ آزادی کے سلسلے میں قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کیں

ان کی ذات سے بلا شبہ اشاعت و تبلیغ دین کا ایک طویل دور عبارت ہے اور ان کی موت سے ملک کے دینی اور تبلیغی حلقوں میں ایک ایسا خلاء پیدا ہوگیا ہے جو کبھی پر نہیں ہوسکے گا اللہ تعالی مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (!!!)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر کثیر التعداد شعراء نے نذرانہ عقیدت بھی پیش کیا جہاں صرف علامہ انور صابری صاحب کا ذکر کیا جاتا ہے

۷۔ شیخ التفسیر کے مزار پر پھول ہائے عقیدت

یہ فضاء اللہ کی رحمت میں ڈھلتی جائے گی
خاک مرقد سے تیری خوشبو نکلتی جائے گی
جو تیرے الفاظ سے روشن ہوئی تھی دہر میں
آندھیوں میں بھی تیری وہ شمع جلتی جائے گی
ہر نظر کو کیف تیرے دم سے ملتا جائے گا
روح تیرے سایہ ایمان میں پلتی جائے گی

جس زمین کو تو نے سینچا ہے خود اپنے خون سے
وہ زمین تفسیر کا سونا اگلتی جائے گی
ذہن سے تا عمر جاسکتا نہیں تیرا خیال
یاد تیری حشر تک دل میں مچلتی جائے گی
ربط باہم کے مبلغ ! تیرے فیض روح سے
ہندو پاکستان کی دنیا بدلتی جائے گی
حق پرستوں کو محمد ﷺ سے جو ورثے میں ملی
گردن باطل پہ وہ تلوار چلتی جائے گی(۱۱۲)

ص - حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کردار و سیرت

کسی مسلمان کی سیرت کو پرکھنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ اس کی سیرت کس حد تک سنت رسول ﷺ کے مطابق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ(۱۱۳)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتباع سنت کے ایسے ایسے نظائر پیش کئے کہ جن کی مثال اور زمانوں میں بہت کم ملتی ہے وہ حضرات ارشاد رسول اللہ ﷺ کو ارشاد خداوند قدوس یقین کرتے تھے ادھر لب مصطفیٰ ﷺ میں خفیف سی جنبش پیدا ہوئی ادھر تسلیم و انقیاد کے لئے گردنیں جھک گئیں ہر صحابی اطاعت رسول ﷺ کی زندہ جاوید مثال تھا اور یہ جذبہ امت مسلمہ میں قیامت تک جاری رہے گا علماء کرام جن کا عمل اسوہ نبوی ﷺ کے انوار لئیے ہوئے ہے آج بھی ہر فعل حیات میں رسول پاک ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ڈاکٹر لال دین اخگر

مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوچکے تھے مگر آپ روپوش نہیں ہوتے تھے اس پر معتقدین نے عرض کیا کہ حضور آپ کہیں روپوش ہوجائیں آپ کی گرفتاری سے اسلام کا نقصان ہوگا آپ رحمۃ اللہ علیہ انکار فرماتے لوگ اصرار کرتے رہے آخر کار روپوش ہوگئے پورے تین دن کے بعد باہر تشریف لے آئے تو سب نے نہایت تعجب سے عرض کیا کہ حضور! ابھی تو آپ کی گرفتاری کا خدشہ بدستور قائم ہے لہٰذا آپ کا روپوش رہنا ہی بہتر ہے لیکن آپ نے انکار فرمادیا اور فرمایا کہ!

امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حیات طیبہ میں فقط تین دن غار ثور میں روپوش ہونا ثابت ہے لہٰذا میرا تین دن سے زیادہ روپوش ہونا خلاف سنت ہوگا(۱۱۴)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی علماء ربانی میں ہوتا ہے جن کی زندگیاں ہمیں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رنگی ہوئی نظر آتی ہیں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مد نظر رکھ کر اپنی زندگی کے شب و روز بسر کئے آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، شادی بیاہ، خوشی و غمی وغیرہ تمام معاملات زندگی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوا کرتے تھے یہاں شیخ التفسیر کی سیرت کے چند اہم پہلو درج کئے جاتے ہیں جو اتباع سنت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ثانیہ بن چکے تھے۔

۱۔ لباس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

احل الذهب والحرير للاناث من امتى وحرم على ذكورها(۱۱۵)

ترجمہ

سونا اور ریشم خالص میری امت کی عورتوں پر حلال ہے اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے

دوسری جگہ پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله مذلة یوم القیامة(۱۱۶)

ترجمہ

جو شخص دنیا میں عزت و غرور کے لئے لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ذلت کا لباس پہنائے گا۔

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی میں ایک دفعہ بھی مذکورہ بالا احادیث کے خلاف قدم نہیں اٹھایا بلکہ سن شعور سے لیکر تادم واپسیں کھدر کے سادہ لباس کو زیب تن کیا ہمیشہ شلوار کرتہ اور کھدر کی پگڑی ہی پہنا کرتے تھے ایسے ہی لباس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ پسند فرمایا کرتے تھے .

۶۳۷ء کو جب بیت المقدس فتح ہوا اور معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے بیت المقدس پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور سرداران فوج کے استقبال کے لئے آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ بالکل سادہ موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور سواری کے لئے اونٹ تھا اس لئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو گھوڑا پیش کیا اور ساتھ کسی نے ململ کا کرتہ بھی پیش کیا اور عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ عیسائیوں کے پاس جارہے ہیں جو بہت عمدہ لباس پہنتے ہیں اور گھوڑوں پر سواری کرتے ہیں اس لئے آپ بھی ایسا ہی کریں اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ!

خدا نے ہمیں جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لئے یہی بس ہے مزید فرمایا کہ میرا موٹا کرتا اس سے اچھا ہے کیونکہ پسینہ اچھا چوستا ہے(۱۱۷)

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی شلوار کو ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رکھا کرتے تھے اور ہزاروں مریدین کو بھی یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے جس کو مریدین نے احسن طریقے سے نبھایا .

۱۱۔ شیخ التفسیر کا طعام

آپ رحمۃ اللہ علیہ مشکوک اور حرام مال کے قریب تک نہیں بھٹکتے تھے اور نہ ہی اس مسئلہ کو گاہے گاہے بیان کرنے کے عادی تھے بلکہ آپ رزق حلال کے متعلق اپنی عملی مجالس میں اکثر و بیشتر حاضرین کو اپنے

مواعظ حسنہ سے مستفیض فرماتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے ایسی فراست و بصیرت عطا فرما رکھی تھی کہ آپ حرام و حلال کے ملے جلے کھانے کو ہذا حرام وہذا حلال کہہ کر جدا جدا کر سکتے تھے آپ سادہ کھانا کھاتے تھے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے بارے میں ارشادات کو پیش نظر رکھا کھڑے ہو کر کبھی نہ کھاتے لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا پسند فرماتے تمام کھانے بڑی رغبت اور شاکرانہ انداز میں کھاتے میوہ جات اور مشروبات کو بھی موسم کے لحاظ سے پسند فرمایا کرتے تھے مچھلی کا گوشت بڑا مرغوب تھا چائے کے عادی نہ تھے (۱۱۸)

iii۔ حلم

شیخ التفسیر کی طبیعت میں نرمی تھی تشدد نہ تھا ہر شخص آپ کے سامنے بلا تکلف اپنی معروضات پیش کر سکتا تھا اور آپ اس کو مناسب حال جواب عنایت فرماتے تھے جمعہ درس اور مجلس ذکر میں ہزاروں لوگ آپ کے گرد جمع رہتے تھے آخری عمر میں پیرانہ سالی اور ضعف کے باعث عموماً انسان کے مزاج میں تلخی اور چڑچڑاپن آجاتا ہے لیکن زندگی کے ان لمحات میں بھی حضرت کے مزاج میں تلخی کا نام و نشان تک نہ تھا۔

iv۔ کمال بے نفسی

مولانا عبدالشکور سابق استاد اعلی مظاہر العلوم سہارنپور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب صدر مدرسہ کی معیت میں سہارن پور سے کیمبلپور آرہے تھے ہمارے ساتھ چند طلبہ دورہ تفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے لئے آرہے تھے اسٹیشن پر حضرت مولانا احمد علی اکابر دیوبند کے استقبال کے لئے تشریف لائے تھے مگر یہ حضرات اس گاڑی سے تشریف نہ لائے مولانا عبدالشکور صاحب نے ناواقف ہونے کی وجہ سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو عالمانہ لباس اور شکل میں دیکھ کر یہ استدعا کی کہ آپ اس طالب علم کو مولانا احمد علی صاحب کے ہاں پہنچا دیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بصد مسرت اس کا سامان اٹھا لیا اور اسے مسجد میں پہنچا دیا صبح درس قرآن میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مسند تدریس پر رونق افروز

دیکھ کر بے حد نادم ہوا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ میں یہ وصف بھی بدرجہ اتم موجود تھا کہ آپ اپنے خدام اور تلامذہ کی قدرو منزلت میں فراخدلی کا برتاو فرمایا کرتے تھے۔

۷۰۔ جودوسخا

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس قدر سخی اور فیاض تھے کہ سفرو حضر میں جو بھی پاس ہوتا تقسیم فرما دیتے حاجی دین محمد صاحب لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا رات کو لاہور سے سوار ہوتے وقت میں نے اس نیت سے کھانا نہ کھایا کہ غفلت طاری نہ ہوجائے لیکن اوکاڑہ پہنچ کر بھوک محسوس ہونے لگی آخر میں نے ساہیوال سے ۴ سیر کھجور اور دو سیر سنگترے خریدے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سنگترے کھول کر پھانکیں کردیں اور فرمایا کہ دائیں طرف سے ہر شخص کو ایک ایک حصہ دے آو جب تمام مسافروں کو ایک ایک حصہ مل گیا تو باقی چھ کھجوریں اور دو پھانکیں بچیں آپ نے دو پھانکیں اور چار کھجوریں مجھے دیں اور دو کھجوریں خود رکھ لیں۔

۷۱۔ انسانی ہمدردی

ماسٹر سراج الدین صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ ۱۹۳۲ء کا ذکر ہے میں تانگے میں اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے مکان واقع فاروق گنج لاہور جارہا تھا سرکلر روڈ اور فاروق گنج کے درمیان ریلوے لائن کے نیچے ایک تنگ پل جس میں سے تانگہ نہیں گزر سکتا ہمارے پاس اتنا سامان تھا کہ ہم تینوں اٹھا بھی لیتے تو کچھ باقی بچ جاتا سامان تانگے سے اتار لیا گیا اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر ایک آدمی اور مل جائے تو سامان لے جانے میں آسانی ہوجائے گی یکایک میری نگاہیں اٹھیں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت لاہوری ایک اور بزرگ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں آتے ہی سلام میں سبقت فرمائی پھر فرمایا سامان زیادہ ہے اور آپ کی تعداد کم ہے اس لئے لائیے کچھ سامان ہم اٹھا لیتے ہیں (۱۱۹)

vii۔ عیادت

عیادت کرنا انسانی ہمدردی اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے بیمار کی عیادت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی بیماروں کا خاص خیال فرمایا کرتے اور ان کے گھر جاکر ان کی عیادت فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ!

۱۹۵۶ میں مجھ پر انفلوئنزا کا زبردست حملہ ہوا متواتر تین ماہ چارپائی پر لیٹا رہا اس عرصہ میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کئی بار تیمار داری کے لئے تشریف لائے مگر آپ جتنی بار بھی آئے پانچ منٹ سے زائد نہ ٹھہرے۔

viii۔ حق گوئی میں کمال جرات و بے باکی

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ بغیر کسی رو رعایت کے کلمہ حق بیان فرمادیا کرتے تھے ڈاکٹر لال دین اخگر مرحوم فرماتے ہیں کہ!

اس حق گوئی کا آج ہم تصور بھی نہیں کرسکتے جس کا اعلان حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانہ میں انگریز جیسی جابر قوم کے مقابلہ میں فرمایا یہ مرد حق آگاہ سربکف ہوکر ہر ممکن طریقے سے اسلام کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر معاملہ میں کتاب وسنت کی روشنی میں حق بات بیان فرمائی اور اس جہاد میں ہمیشہ عواقب سے بے نیاز رہے اسی ضمن میں ڈاکٹر لال دین اخگر مرحوم ایک واقعہ اپنی کتاب مرد مومن کے صفحہ نمبر۱۲۹ پر تحریر کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہے!

خاکسار تحریک کے عروج کے زمانہ میں بزمان ۱۹۳۹ء جب حکومت وقت نے بعض مصالح کی بنا پر بعض علماء سے بانی تحریک خاکسار (علامہ عنایت اللہ مشرقی) جماعت کے خلاف تکفیر کا فتوی حاصل کیا تو اس کی تائید و تکمیل کے لئے اس وقت کے وزیراعظم (۱۳۰) نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو چائے پر بلایا اور چائے پیش کرتے ہوئے یہ فتوی بھی دستخط کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ بانی تحریک

کے تحریر کردہ عقائد کے بارے میں جملہ علماء اسلام سے متفق تھے مگر عام خاکساروں (جو صرف عسکری افادیت کے پیش نظر شریک جماعت تھے) ان کی تکفیر کے لئے تیار نہ تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چائے پینے سے انکار فرمادیا اور یہ ارشاد فرماکر واپس تشریف لے آئے!

وزیراعظم صاحب ہوش میں آؤ تم چائے کی پیالی پر احمد علی کا ایمان خریدنا چاہتے ہو(۱۲۱)

چنانچہ اس کی پاداش میں حضرت شیخ التفسیر کے گھر پہنچنے سے پہلے حضرت کے وارنٹ گرفتاری پہنچ چکے تھے اور آپ کو خاکسار تحریک کی حمایت کا الزام دے کر جیل میں ڈال دیا گیا.

ix- بدعات و خرافات سے نفرت

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بدعات و خرافات سے سخت نفرت فرمایا کرتے تھے خواجہ نذیر احمد لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ!

سرگودھا کے ایک زمیندار نے جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا شادی کے سلسلے میں مجھے ایک دعوتی رقعہ بھیجا جب میں وہاں جانے لگا تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے مرید کے نام ایک رقعہ لکھ کر دیا جس کا مضمون یہ تھا

عزیزم! یہ تمہارا امتحان ہے اگر خلاف شرع رسومات کی گئیں تو پھر میرے دروازے پر کبھی نہ آنا اور اگر صحیح طریقہ سے برات اور ولیمہ کروگے تو فلاح پاؤگے (۱۲۲)

میں یہ پیغام لے کر سرگودھا پہنچا زمیندار صاحب رقعہ پڑھ کر سوچ میں پڑگئے پھر میرے پوچھنے پر بولے کہ شادی شریعت کے مطابق ہی ہوگی.

x- تنقید و تردید میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاط معتدل رویہ

شیخ التفسیر کا یہ بھی ایک خاص وصف تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب کبھی کسی بات یا نظریہ کو حق سمجھا اس کو علی الاعلان پوری جرأت کے ساتھ بیان کیا اور جس کو خلاف کتاب و سنت سمجھا اس کی برملا

مدلل مخالفت کی لیکن مخصی حملوں سے ہمیشہ اجتناب فرمایا آپ نے ساری زندگی میں باطل نظریوں کی مخالفت لوجہ اللہ کی ذاتیات سے ہمیشہ محترز رہے یہی وجہ ہے کہ ہر طبقہ کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ قابل احترام تھے (۱۲۳)

مذکورہ بالا عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قرآن وسنت کی عملی تفسیر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام متعلقین کو بھی یہی ہدایات دی ہوئیں تھیں کہ اگر دونوں جہانوں میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو قرآن و حدیث کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لو۔

حوالجات و حواشی

۱۔ قصبہ جلال بلگن مولف کے گاؤں بکھڑیالی (تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ) سے ۳۳ میل مغرب کی جانب واقع ہے۔ مولف ۳۰ اکتوبر بروز ہفتہ ۱۹۹۳ء کو قصبہ جلال بلگن گیا اور جناب دین محمد (جو کہ لاہور میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مقتدی تھے) سے ملاقات کی دین محمد صاحب نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش دکھائی۔ اس جگہ اب بھی ایک مکان ہے جو کسی اور کی ملکیت ہے۔

۲۔ عبدالرشید ارشد "بیس بڑے مسلمان" مکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۱۷ شوال ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۶۴۳ ---عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۶ --- مولانا احمد علی "مترجم قرآن عزیز" انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور ۲۴

رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ ایڈیشن ۱۷۔ ص ۴۷ --- حافظ اکبر شاہ صاحب بخاری "اکابر علمائے دیوبند" ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور (ت۔ن) ص ۲۲۸ ۔ چوہدری محمد یوسف "ایک مفسر قرآن" مکتبہ یوسفی کراچی ۲۵ دسمبر ۱۹۶۵ء ص ۲۰--- اختر راہی تذکرہ علمائے پنجاب مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۱ء ص ۹۸--- لال حسین اختر "انوار ولایت" پنجاب پریس لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء جلد اول ص ۹--- ڈاکٹر فیوض الرحمن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور ان کے خلفاء پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور (ت۔ن) ص ۲۱ --- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ص ۷۵ --- سید قاسم محمود شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا شاہکار بک فاونڈیشن کراچی یکم جنوری ۱۹۸۴ ص ۱۲۱ ۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن مشاہیر علمائے دیوبند مکتبہ عزیزیہ اردو بازار لاہور ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۲ء ص ۵۸ --- جانباز مرزا "ماہنامہ تبصرہ" لاہور ستمبر ۱۹۷۶ء ص ۳ ۔ حافظ ریاض احمد اشرفی روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۱ جنوری ۱۹۶۵ء ص ۴ --- روزنامہ "کوہستان" راولپنڈی ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

بمطابق ۲۱ فروری ۱۹۶۳ء ص اشاعت ملی --- ہفت روزہ خدام الدین انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۲۸ ---- ڈاکٹر لال دین اخگر کتاب الحسنات مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق اگست ۱۹۸۵ء ص ۳۲ ۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "معاصرین اقبال" نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ ص ۱۰۷ ڈاکٹر فیوض الرحمن مشاہیر علماء فرنٹئیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) جلد اول ۵۸--- ڈاکٹر فیوض الرحمن علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات فرنٹئیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۱۲ حاجی عبیدی دین پوری ید بیضاء انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۶ جون ۱۹۷۸ء ص ۹۷ ۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن تعارف قرآن فرنٹئیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) ص ۳۰۰ --- پروفیسر سید محمود شاہ بخاری ۔ وطن جی آزادی جو امام حضرت مولانا تاج محمود شاہ امروٹی جو شہباز پبلیکیشن حیدر آباد سندھ ربیع الاول ۱۴۰۵ بمطابق دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۱۲۳ ۔

۳۔ شیخ حبیب اللہ جو کا پرانا نام سندر سنگھ تھا آپ کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ قصبہ جلال بلگن سے تقریباً ۲۰۰ گز کے فاصلے پر ایک جھونپڑی میں ایک بزرگ رہتے تھے اور لوگوں کو دعوت توحید دیتے جن کی محنت رنگ لائی اور ان کے ہاتھوں بیکوقت چار غیر مسلم مسلمان ہوئے ان میں سے ایک شیخ حبیب اللہ بھی تھے ۔ (یہ معلومات مولوی نور حسین صاحب امام مسجد باہو چک سے مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو حاصل ہوئیں)

شیخ حبیب اللہ کی قبر مبارک باہو چک ہی میں ہے مولف نے آپ کی قبر پر حاضری دی اور دعائے مغفرت پڑھی۔

۴۔ شیخ حبیب اللہ جو نسبت چشتیہ میں بلند مقام کے مالک تھے ۔ (عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۔

۱۹۹۲ء ص ۱۷۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن تعارف قرآن فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) ص ۳۰۰۔

۵۔ شیخ حبیب اللہ کی شادی کا واقعہ نور حسین صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ !

" جب شیخ حبیب اللہ نے عین جوانی میں اسلام قبول کر لیا تو آپ کے رشتہ داروں نے آپ کو جلال بلگن سے نکال دیا اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ باہو چک تشریف لے آئے (جو کہ جلال بلگن سے تقریباً ڈیڑھ میل مغرب کی طرف واقع ہے) تو گاؤں والوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کریانہ کی چھوٹی سی دوکان بنادی اس طرح آپ کے دن گزرنے لگے آہستہ آہستہ اپنی شرافت و صداقت و امانت کی وجہ سے پورے گاؤں کی آنکھوں کا مرکز بن گئے ۔ ایک دن ایک مرد اور عورت باہو چک تشریف لائے آکر پوچھا کہ اگر کوئی نیک سیرت لڑکا ہو تو ہم اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دینا چاہتے ہیں اس طرح گاؤں والوں نے شیخ حبیب اللہ صاحب کا نام بتایا" دونوں میاں بیوی حضرت شیخ حبیب اللہ صاحب سے ملے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوئے اور رشتہ دینے پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ۔ کچھ عرصہ بعد نکاح کی تیاریاں ہونے لگیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح مولانا غلام محمد (امام مسجد باہو چک اور موجودہ امام مسجد میاں نور حسین کے دادا) نے پڑھایا (یہ واقعہ بھی ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو مولوی نور حسین صاحب سے معلوم ہوا)

۶۔ عبدالرشید ارشد مصنف " بیس بڑے مسلمان " اپنا ذاتی مشاہدہ حکیم رشید احمد صاحب کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ!

" جناب حکیم رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت زیادہ عقیدت تھی ۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا درس قرآن ختم ہوتا تو باقی لوگ حضرت سے مصافحہ کرتے اور چلے جاتے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حکیم صاحب خاموش بیٹھے رہتے اور مناسب وقت پاکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض اوقات آنسو

بھی بہاتے یہ منظر دیکھ کر احقر (عبدالرشید ارشد) کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ابل پڑتے اور خیال آتا کہ الٰہی! دنیا میں اب تک اخوت اسلامی کا یہ نقشہ موجود ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے ہاتھوں پر بوسہ دے رہا ہے۔ جب کہ اس زمانے میں یہ منظر لاکھوں میں بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ حرص و لالچ، شکوک و شبہات، اغوائے شیطانی، عداوت وبغض، حسد، کبرو نخوت اور جاہلانہ ہٹ دھرمی رشتہ داروں میں اس قدر گھر کر گئی ہیں کہ شاید ہی کوئی خوش نصیب برادری ہوگی جس کے افراد ایک دوسرے کے وقار کا خیال رکھتے ہوں یا ایک دوسرے سے حسن مروت سے پیش آتے ہوں (عبدالرشیدارشد "بیس بڑے مسلمان" مکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۱۷ شوال ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۶۳۴ ـ ۶۳۵ ۔

۷۔ عبدالحمید خان نے اپنی کتاب "مرد مومن" کے صفحہ ۱۷ پر منت کی نسبت حضرت مریم علیہ السلام کی طرف کی ہے جو کہ غلط ہے۔

۸۔ سورہ آل عمران آیت ۳۵ پ ۳

۹۔ بقول مولوی نور حسین امام مسجد باہو چک حضرت شیخ حبیب اللہ نے جلال بلگن سے باہو چک دو دفعہ ہجرت کی ہے۔

۱۰۔ عبدالحمید خان "مردمومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۷ـ۱۸
ـ محمد عثمان غنی "ملفوظات طیبات حضرت لاہوری" انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور جنوری ۱۹۶۵ء ص ب --- قاری فیوض الرحمن "شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء" پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۱ ـ مولانا احمد علی "مترجم قرآن عزیز" ص ۴۷

۱۱۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۸ --- عبدالرشیدارشد "بیس بڑے مسلمان" ص ۶۳۵ --- لال دین اخگر "ہفت روزہ خدم الدین" انجمن

خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۶ء ص ۱۱

۱۲۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ غیر مسلم تھی اس کے باوجود بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا انتہائی احترام کرتے تھے حضرت سندھی فرماتے ہیں دوران قیام گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد ایک دن والدہ نے مجھے دوکان سے نمک لانے کے لئے بھیجا راستے میں نماز عصر کا وقت ہوگیا اس لئے میں نے پہلے نماز ادا کی پھر نمک لے کر گھر پہنچا تو والدہ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی ' میں نے پورا واقعہ بتادیا کہ نماز کی ادائیگی میں دیر ہوگئی ہے جس پر حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنا جوتا اتار لیا اور حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو مارنا شروع کیا جب تھک جاتیں اور جوتا نیچے گرجاتا تو حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے امی جان جوتا اٹھا کردوں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جوان اور وہ بالکل بوڑھی مگر یہ سب کچھ خوف خدا اور والدہ کا احترام کروا رہا تھا (کیپٹن ڈاکٹر محمد ظفر اللہ طاہر "اسلامی تعلیمات" انجمن خدام الدین لاہور (ت۔ن) ص ۱۸۴۔۱۸۵)

۱۳۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد صدر بیان فرماتے ہیں کہ!

" ایک دفعہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک چیز مجھے کھٹکتی ہے شاید اللہ اس کو معاف نہ کرے وہ یہ کہ مولانا احمد علی کی والدہ چاہتی تھی کہ اس کا بیٹا روزانہ اسے ملے مگر میں تعلیم میں حرج کے باعث اسے ملنے نہ دیتا تھا ادھرماں کی ماتا تھی ادھر تربیت کا مسئلہ تھا۔ مگر یقیناً ماں اس کو اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ یاد رہے کہ ان دنوں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سندھی کے عقد میں تھیں اور گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ میں قیام پذیر تھیں اور مولانا احمد علی بھی گوٹھ پیر جھنڈا میں حضرت سندھی کی زیر نگرانی مدرسہ دارالرشاد میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

۱۴۔ محمد عثمان غنی بی۔ اے " ملفوظات طیبات حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ " انجمن

آ

خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور جنوری ۱۹۶۵ء ص ب --- عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ ص ۲۰۔

۱۵۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " ص ۲۰ --- عبدالرشید ارشد " بیس بڑے مسلمان " ص ۶۳۶۔

۱۶۔ حامی عبیدی دین پوری " ید بیضا " کمبائن پرنٹرز لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۹۶

۱۷۔ گوٹھ پیر جھنڈا شروع ہی سے ضلع حیدر آباد میں ہے اس بات کی تصدیق مولانا پیر وھب اللہ شاہ صاحب نے بھی کی جب مولف ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو پیر جھنڈا گیا۔ پیر جھنڈا ضلع نواب شاہ میں ہرگز نہیں جیسا مرد مومن کے مصنف جناب عبدالحمید نے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۵ پر درج کیا ہے۔ پیر جھنڈا حیدر آباد سے تقریبا ۴۸ میل دور ہے۔

۱۸۔ مولانا دین محمد وفائی مرحوم لکھتے ہیں کہ!

"حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ دارلرشاد کا سنگ بنیاد ۱۹۰۱ء میں رکھا اور پھر تاحیات مدرسہ کی مدد و تعاون کرتے رہے (مولانا دین محمد وفائی "تذکرہ مشاہیر سنت" سندیی ادبی بورڈ جامشورو حیدر آباد سندھ ۱۹۸۵ء جلد پھریون ص ۱۷۷)

۱۹۔ جلال الدین محمد اکبر مغلیہ خاندان کا عظیم سیاستدان اور بادشاہ تھا۔ اس نے دین اسلام کو بالکل بگاڑدیا تھا اوراس کے دور حکومت میں مسلمان اور ہندو کو برابر کے حقوق تھے۔دین الہی کے نام سے مذہب بنایا۔ اصل میں اکبر اسلام سے بے بہرہ تھا (ہفتہ وار "آزاد" کراچی ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء بمطابق شعبان ۱۳۸۵ھ صفحہ ۲

۲۰۔ سید محمد راشد کے تین ممتاز ترین خلفاء تھے دو خود ان کے صاحبزادے سید صبغۃ اللہ اور سید محمد یسین ' سید صبغۃ اللہ اور سید محمد یسین کے درمیان والد نامدار کے تبرکات اور مناصب کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ سید صبغۃ اللہ کے سر پر دستار خلافت

مشیخت باندھی گئی اسی وجہ سے وہ سندھیوں میں پیرپگاڑو کے شہرہ آفاق لقب سے مشہور ہوئے اور ان کا ہر جانشین پیرپگاڑو کہلاتا ہے۔ اور سید محمد یاسین کے حصہ میں علم (جھنڈا) آیا اور وہ پیر جھنڈا کے لقب سے مشہور ہوئے۔ سید محمد راشد کے تیسرے خلیفہ حضرت شاہ حسن تھے انہی کے سلسلہ میں حافظ محمد صدیق بھرچونڈی والے ہوئے، جن کے دو ممتاز ترین خلفاء مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی پر جلال اور جذبہ جہاد غالب تھا اور خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ پر جمال کا غلبہ تھا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان دونوں حضرات سے خلافت ملی (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، "پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۸-۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۷۲ء ص ۱۴۷-۱۴۸)

۲۱۔ جناب ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری نے اپنی کتاب "تحریک آزادی میں سندھ کا کردار" کے صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ امروٹ شریف سے فارغ التحصیل تھے۔ جو کہ غلط ہے۔ حضرت امروٹی نے حضرت لاہوری کی روحانی تربیت کی ہے ظاہری علوم کی تکمیل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیر گوٹھ جھنڈا میں کی ہے۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"میرے دو روحانی مربی ہیں، اصل میں ایک ہی شیخ حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کے خلیفے ہیں۔ مجھے چالیس سال تک اپنے مربیوں سے فیض حاصل کرنے کی سعادت ملی ہے۔ حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو کچھ ملتا تھا اور حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی کی خدمت میں جاتا تھا تو کچھ ملتا تھا مگر ظاہری علوم کا ایک حرف بھی (ان سے) نہیں پڑھا۔ ہاں جو ہنر اصلاح باطن سیکھا ہے وہ کسی عالم دین سے نہیں، علماء قال حال نہیں بنا سکتے، کامل حال بناتا ہے۔ (مولانا احمد علی" مجلس ذکر منعقدہ یکم ستمبر

۱۹۶۰ء ہفت روزہ خدام الدین " ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ص ۸

۲۲۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۶

۲۳۔ مولف ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کو گوجرانوالہ کے اس مشہور قبرستان میں حاضر ہوا اور دعائے مغفرت پڑھی مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک جنگلہ سا بنا ہوا ہے اور سنگ مرمر کی تختی نصب کی گئی ہے جس پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قطعہ تاریخ حضرت باوا صاحب عبدالحق مغفور و مرحوم امام مسجد گوجرانوالہ ۔ مرد حق آگاہ عبدالحق گل سرسبز دین

چار شنبہ و دو در ماہ محرم بالیقین

آں فقیہ متقی شد راہی خلد ایں۔ گفت تاریخ و سال روبمن روح الامین رفت زین دنیائے فانی آں امام صادقین ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء

۲۴۔ چیانوالی مولف کے گاؤں بکھڑیالی آف کھوکھراں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ مولف ۱۵ اگست ۱۹۹۴ء کو چیانوالی گیا اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش دیکھی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش گاؤں کے وسط میں ہے اب بھی وہی کچے مکانات ہیں جو حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے تعمیر کئے تھے تقسیم ہند کے بعد حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا خاندان بھارت ہجرت کرگیا اور اس کے بعد آپ کے مکانات میں محمد اسماعیل صاحب جو ضلع گورداسپور انڈیا سے ہجرت کرکے آئے رہنے لگے اور اب یہ مکانات محمد اسماعیل کے بیٹے ہدایت اللہ صاحب کی ملکیت میں ہیں مکانات میں معمولی ردو بدل کیا گیا ہے زیادہ تر حصہ پرانا ہی ہے اور باہر والا دروازہ بھی حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت ہی کا ہے۔

۲۵۔ عبدالرزاق گهانگهرو سنڌي زبان ۾ قرآن پاڪ جي ترجمن ۽ تفسيرن جو تحقيق

جائزو مقالہ (پی - ایچ - ڈی) سندھ یونیورسٹی جامشورو سننڈ ۱۹۹۰ء ص ۶۳۶۔

۲۶۔ عبدالرزاق گھانگھرو سنندی زبان ۾ قرآن پاک جي ترجمن ۽ تفسيرن جو تحقيقي جائزو" صفو ۶۳۶--- ڈاکٹر فیوض الرحمان" معاصرین اقبال" نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۷۷۹

۲۷۔ میر حسان الحیدری چانڈیو " معارف حافظ الملت بانی خانقاہ پر چوندی شریف " حافظ الملت اکیڈمی پر چوندی شریف دھرکی ضلع گھوٹکی میرپور ماتیلو ۹ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ بمطابق ۴ دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۷۰۔

۲۸۔ پروفیسر محمد سرور سابق استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی " خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی " سندھ ساگر اکادمی اردوبازار لاہور (ت-ن) ص ۶۸

۲۹۔ پروفیسر محمد سرور "خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی " ص ۲۸

۳۰۔ ڈاکٹر منیراحمد مغل سابق ڈپٹی رجسٹرار عدالت عالیہ پنجاب" القام المحمود" (مقالہ پی - ایچ - ڈی) سندھ یونیورسٹی جامشورو ص ۸۔ یہ مقالہ ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ صاحب کی زیرنگرانی لکھاگیا تھا۔

۳۱۔ دارلرشاد کے بارے میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " یہی وہ بابرکت مدرسہ ہے جس کے انوار و برکات کی بدولت مجھے سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھنے کا شرف نصیب ہوا" (مولانا محمد رحیم دھلوی "الولی" شعبہ نشرو اشاعت شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد نومبر ۱۹۸۷ء ص ۷---چوہدری محمد یوسف " ہفت روزہ خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء ص ۷---

مدرسہ دارلرشاد کی عمارت میں آجکل ہائی سکول بن گیا ہے ۱۹۳۵ء میں اسی نام سے درگاہ شریف میں پیر احسان اللہ صاحب نے عمارت بنوائی جس میں اب مدرسہ "دارلرشاد "

اپنی پرانی روایات کے مطابق چل رہا ہے۔

۳۲۔ محمد سرور " خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ " ص ۷۲--- حافظ محمد اکبر شاہ بخاری " اکابر علماء دیوبند " ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور ت-ن ص ۱۲۶۔

۳۳۔ محمد سرور " خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی " ص ۷۳--- ڈاکٹر فیوض الرحمن " علماء پاکستان کی تفسیری خدمات" فرنٹئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۱۲۴ -- اردو جامع انسائیکلو پیڈیا " شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۷ء ص ۴۷۷ --- اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۹۷۳ء جلد ۱۲ ص ۹۸۴--- حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مولانا عبیداللہ سندھی کے علوم و افکار ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اکتوبر ۱۹۹۰ء ص ۱۵ --- صلاح الدین ناسک " تحریک آزادی " علی پرنٹرز پریس لاہور نومبر ۱۹۷۵ء ص ۱۰۶-۱۰۹۔

۳۴۔ حامی عبیدی " یدبیضا " انجمن خدام الدین لاہور ۱۹۷۸ء ص ۹۴۔

۳۵۔ یہ واقعہ مولف کو مولانا عزیز اللہ صاحب نے گوٹھ عزیز اللہ پنوں عاقل میں ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو بتایا۔

۳۶۔ محمد سرور "خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سندھ ساگر اکادمی اردو بازار لاہور مارچ ۱۹۹۳ء ص ۵ --- حافظ محمد اکبر شاہ بخاری "اکابر علماء دیوبند" ادارہ اسلامیات لاہور (ت-ن) ص ۱۲۷--- حامدی عبیدی دین پوری "یدبیضا" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۶جون ۱۹۷۸ء ص ۹۵--- ہفت روزہ "خدام الدین حضرت امام انقلاب نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۴ نومبر ۱۹۹۴ء ص ۴۲۵--- " اردو جامع انسائیکلو پیڈیا " شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۹۸۳---"اردو انسائیکلو پیڈیا" فیروز سنز لاہور جنوری ۱۹۸۴ء ص ۶۸۷ --- حافظ نواب شاہ " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "مکتبہ

ندا رد ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۱۔

۳۷۔ مولف نے ۱۰ فروری ۱۹۹۴ء کو حضرت سندھی کی مزار پر حاضری دی آپ کی مزار پر ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہوئی ہے!

"حامل تحریک آزادی شیخ السند امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی سابق حکومت موقتہ ہند کے وزیر ہند ' قائد تحریک ریشمی رومال ' سابق صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی مرکزیہ کابل ' جائے پیدائش چیانوالی (سیالکوٹ) تاریخ پیدائش ۱۲ محرم ۱۲۸۹ ھ بمطابق ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء تاریخ وفات ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء دین پور"

۳۸۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمان " معاصرین اقبال" نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۱۰۴۲--- حافظ محمد اکبر شاہ بخاری "اکابر علماء دیوبند " ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور (ت-ن) ص ۲۹ -- حامی عبیدی دیپنوری "یدبیضا" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۶ جون ۱۹۷۸ء ص ۱۲۶

۳۹۔ حافظ محمد اکبر شاہ بخاری "اکابر علماء دیوبند" ص ۲۹-۳۰۔

۴۰۔ ماہنامہ " ترجمان جامعہ رشیدیہ ساہیوال " لاہور فروری ' مارچ ۱۹۷۶ء ص ۶۵۵ --- ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن" معاصرین اقبال" ص ۱۰۵۲ --- ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن "مشاہیر علماء " فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت-ن) جلد اول ص ۵۷۴

۴۱۔ حافظ محمد اکبر شاہ " اکابر علماء دیوبند "ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور (ت-ن) ص ۳۰

۴۲۔ حافظ محمد اکبر شاہ بخاری اکابر علماء دیوبند ص ۳۲ --- ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن"معاصرین اقبال" ص ۱۰۴۹ --- ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن"مشاہیر علماء" جلد اول ص ۵۶۷

۴۳۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" جلد اول ص ۵۶۸--- حافظ محمد اکبر شاہ بخاری " "اکابر علماء دیوبند" ص ۳۲ --- اصغر حسین "حیات شیخ الہند" لاہور ۱۹۷۷ء ص ۱۸۸--- ۱۹۵--- ڈاکٹر فیوض الرحمن "معاصرین اقبال" ص 1051

۴۴۔ محمد سلمان منصور پوری " ایشیاء کا عظیم انقلابی لیڈر مولانا محمود حسن " شاہ ولی اللہ اکیڈمی لاہوری گیٹ گوجرانوالہ (ت۔ن) ص ۳۔۴

۴۵۔ محمد سلمان منصور پوری " ایشیا کا عظیم انقلابی لیڈر مولانا محمود حسن " ص ۴

۴۶۔ محمد سلمان منصور پوری " ایشیا کا عظیم انقلابی لیڈر مولانا محمود حسن " ص ۳۰۔۳۱

۴۷۔ محمد سلمان منصور پوری " ایشیا کا عظیم انقلابی لیڈر مولانا محمود حسن " ص ۳۱

۴۸۔ حافظ محمد صاحب "رسالہ مہران" سوانح حیات نمبر مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۵۷ء ص ۲۷۰۔۲۶۹--- مولانا عبداللہ لغاری " مولانا عبداللہ سندھی کی سرگذشت کابل" قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت اسلام آباد فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی ۱۹۸۰ء ص ۲۶۲۔

۴۹۔ یہ معلومات مولف کو مولانا محمد حسن مدظلہ شاہ پور چاکر سندھ سے ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو حاصل ہوئیں۔

۵۰۔ مولانا عبیداللہ لغاری " مولانا عبیداللہ " سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی سرگزشت کابل ص ۲۶۳۔

۵۱۔ حاجی عبیدی دین پوری "یدبیضا" ص ۱۵۸۔

۵۲۔ علامہ آئی آئی قاضی صاحب نے اعزازیہ وظیفہ پر آپ کا تقرر فرمایا تھا۔

۵۳۔ از مولانا عبداللہ لغاری مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفے خان " مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سرگذشت کابل " قومی ادارہ برائے تحقیق و تاریخ و ثقافت پوسٹ بکس نمبر۱۲۳۰ اسلام آباد فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی ۱۹۸۰ء ص ۲۶۲ تا ۲۶۴ ایضاً حافظ محمد صاحب اسسٹینٹ لائبریرین سندھ یونیورسٹی "رسالہ مہران" سندھی ادبی بورڈ

مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۵۷ء ص ۲۶۹-۲۷۰ اصل مضمون بعنوان " مولوی عبداللہ لغاری " از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ۵۴۔ جس طرح حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں شیوخ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے تھے اسی طرح حضرت لاہوری کو بھی دونوں حضرات سے دلی محبت تھی چنانچہ حضرت نے مجلس ذکر سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ!

" حضرت دین پوری کی عمر ۱۱۰ سال کی تھی اگر ان کی عمر ۱۵۰ سال بھی ہوتی تو میں ان کے دروازہ کو نہ چھوڑتا اسی طرح اگر حضرت امروٹی زندہ رہتے تو ان کے دروازہ کو بھی نہ چھوڑتا "(حضرت مولانا احمد علی ہفت روزہ "خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۳ فروری ۱۹۵۹ ص ۱۰ --- پروفیسر سید محمود شاہ بخاری "وطن جي آزادي جو امام حضرت مولانا تاج محمود امروٹی " شہباز پبلیکیشن حیدر آباد سندھ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۱۲۵۔

۵۵۔ اختر راہی " تذکرہ علمائے پنجاب " مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۱ء ص ۴۸۳ -- حامی عبیدی دین پوری " ید بیضا" ص ۳۵

۵۶۔ سورہ الحجرات آیت ۱۳ پ ۲۶۔

۵۷۔ اختر راہی "علمائے پنجاب" ص ۴۸۳۔

۵۸۔ مناظر حسین نظر " ہفت روزہ" خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۸۹

۵۹۔ آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے مناظر حسین نظر لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۴سال کی عمر میں ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء ۱۲ بجے رات کو وفات پائی (ہفت روزہ خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر نمبر ص ۸۹

۶۰۔ اختر راہی تذکرہ " علمائے پنجاب " ص ۴۸۴۔

آ

۶۱۔ مولف نے ۱۰ فروری ۱۹۹۴ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار واقع دین پور میں حاضری دی اور دعائے مغفرت پڑھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جو تختی لگی ہوئی ہے اس پر تاریخ وفات ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۳۶ء درج ہے جو یقیناً درست ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بالکل کچی ہے ہلکہ چار دیواری جس میں امام انقلاب عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبدالہادی ' مولانا عبدالقادر ' مولانا لال حسین اختر ' مولانا عبدالشکور دین پوری اور مولانا عبدالمنان صاحب مدفون ہیں سب قبریں کچی ہی ہیں شرک و بدعت کا شبہ تک نہیں اور جب حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ مرکزی امیر جمعیت العلمائے اسلام کی ۱۹۹۵ء کو رحلت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اسی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

۶۲۔ حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش گوٹھ دیوانی ہی میں ہوئی ہے جس کی تصدیق پروفیسر سید محمود شاہ بخاری نے اپنے پی۔ ایچ۔ڈی کے مقالہ " وطن جي آزادي جو امام حضرت مولانا تاج محمود شاہ امروٹی " صفحہ ۳۳ میں حامی عبیدی دین پوری نے اپنی کتاب "ید بیضا" صفحہ ۶۸ مولف کی تحقیق بھی یہی ہے کیونکہ مولف نے امروٹ شریف سے یکم فروری ۱۹۹۴ کو پتہ کیا تھا نذیر براں مولف کے گائیڈ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار انصاری شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ سندھ جامشورو بھی اسی کی تائید فرماتے ہیں کیونکہ موصوف اسی علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب نے تذکرہ شعراء سکر ص ۱۵۹ پر جو امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش گاڑی موری کی طرف نسبت کی ہے وہ غلط ہے۔ پروفیسر سید محمود شاہ صاحب اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

!

الوحید آزاد نمبر صفحہ ۳۱۔ نوٹ۔ ڈاکٹر محمد صالح شاہ جی ریڈیَ تی تقریر م پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید میمن صاحب تذکرہ شعراء سکر (ص۔ ۱۵۹) م مولانا امروٹی جی جاء ولادت گاڑی موریی لیکو آھی پر مرحوم مولانا ابوبکر شبلی تنہین زندگی اپریل ۱۹۶۴ء م ماستر فتح محمد سومری

قلمی بیاض ص ۲۲ م گوٹ دیوانی لگ پیالو لکیو آہی حقیقت ۾ احاپوئین نی آہی چاکاٹ تہ
مولانا امروٹی جی عزیزن (عبدالرحمن شاہ ۽ شفیع محمد شاہ) پٹ ساگیوئی گوٹ دیوانی بدایو
(پروفسیر سید محمود شاہ "وطن جی آزادی جو امام حضرت مولانا تاج محمود شاہ امروٹی"
شہباز پبلیکشن حیدر آباد سندھ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۳۳

۶۳- عبدالرزاق گھانگھرو"سندي زبان ۾ قرآن پاک جی ترجمن ۽ تفسیرن جو تحقیقی جائزو"
(مقالہ پی - ایچ - ڈی) جامعہ سندھ ۱۹۹۰ء ص ۳۷۸-

۶۴- پروفیسر محمود شاہ بخاری صاحب لکھتے ہیں کہ!
سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ عشق تھا اسی
عشق کی بنا پر حضرت مولانا لاہوری نے اپنے مرشد امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے سندھی ترجمہ والے
قرآن مجید کے کئی ایڈیشن شائع کرائے تھے ۔ حضرت لاہوری یہ کام صرف مرشد کے ایصال
ثواب کے لئے کرتے تھے ۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امروٹی سے کامل فیض حاصل
کیا تھا (پروفیسر سید محمود شاہ بخاری "وطن جي آزادي جو امام حضرت مولانا تاج محمود
امروٹی" ص ۱۲۵)
اسی کتاب کے ص۱۲۵ پر پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء میں قرآن مجید (سندھی ترجمہ
کے ساتھ) کا پانچواں ایڈیشن شائع ہوا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی زندگی ہی میں چھ ایڈیشن شائع کروا دیئے تھے ۔

۶۵- سورۃ انفال آیت ۶۰-۱۰

۶۶- اس مسجد کا فوٹو آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جارہا ہے جس کا نمبر ا ہے

۶۷- سورۃ الصف آیت ۴ پ ۲۸-

۶۸- مناظر حسین نظر ہفت روزہ " خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت
لاہوری نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۸۹-۹۰-

۶۹۔ مؤلف یکم فروری ۱۹۹۴ء کو اس مسجد کی زیارت کے لئے امروٹ شریف گیا۔ مولف نے اس مسجد میں نصف گھنٹہ قیام کیا اور مسجد ہذا کے امام مولانا الٰہی بخش بروہی سے تبادلہ خیال بھی ہوا۔ موصوف نے بتایا کہ!

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اس جگہ چند گھر تھے اور انہوں نے چھوٹی سی مسجد بنائی ہوئی تھی جس کی حفاظت کا حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حق ادا کردیا۔ بظاہر یہ بات معمولی سی نظر آتی ہے مگر اس کے نتائج بہت اہم تھے اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمان اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اپنی عبادت گاہ کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ موصوف مزید فرماتے ہیں کہ!

ایوبی دور حکومت میں امریکہ سے ۶ آدمیوں کی ایک ٹیم صرف پاکستان میں اس مسجد کو دیکھنے کے لئے آئی تو اس نے بتایا کہ اس مسجد کی تاریخ ہماری تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھی ہوئی ہے اور یہ بات واضح کی گئی ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے کٹ مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا ہر حالت میں اپنی عبادت گاہ کی حفاظت کرنا جانتا ہے اور مذہب کے معاملہ میں بڑا سخت ہے اسی طرح جاپان، فرانس، برطانیہ، ایران، چین ہندوستان وغیرہ سے بھی وفود اس مسجد کی زیارت کے لئے تشریف لاچکے ہیں۔ قیام پاکستان ۱۹۴۷ء کے بعد مسجد کے دونوں اطراف سے نہر نکالی گئی ہے اور مسجد کو سنگ مرمر سے تعمیر کیا گیا ہے اور مسجد کا رابطہ پل کے ذریعے بستی سے کیا گیا ہے اب اس مسجد میں تقریباً چالیس نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں (مولف کو یہ معلومات مولانا الٰہی بخش ابروہی امام مسجد هذا سے یکم فروری ۱۹۹۴ء کو حاصل ہوئیں)۔

۷۰۔ اعجاز احمد خان ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری نمبر "انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۷۹ء میں ۹۰-۹۶ --- روزنامہ الوحید (بمبئی) سندھی ادیبن جي سهکاري سنگت گاڑی کا تو عبرت بلڈنگ

حیدر آباد جون ۱۹۳۶ء ص ۴۱۔

۷۱۔ اعجاز احمد خان "ہفت روزہ خدام الدین شیخ التفسیر نمبر" ص ۹۸

۷۲۔ سید ابوالحسن علی ندوی " پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام کراچی ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۷۲ء ص ۱۳۸

۷۳۔ حاجی عبیدی دین پوری " ید بیضا" ص ۷۱۔

۷۴۔ حاجی عبیدی دین پوری "ید بیضا" ص ۷۱۔

۷۵۔ حاجی عبیدی دین پوری "ید بیضاء انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۶۹ ـ ۷۰ بحوالہ تحریک شیخ السند ص ۴۸۱

۷۶۔ حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی ولی کامل ہوگزرے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۱ ھ میں وفات پائی ۔ آپ نے الیا قوت والمرجان لغات قصیدہ بردہ 'لغات سبع معلقات ' لغات قصیدہ بانت سعاد الصحابي جلیل کعب بن زہیر جیسی کتب لکھیں ۔حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ!

" ہم نے دہی بلوئی اس سے جو مکھن نکلا وہ مولوی حماد اللہ صاحب لے گئے باقی اب لسی تقسیم کر رہے ہیں (حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی خطبات توحید درگاہ ہالیجی شریف تعلقہ پنو عاقل ضلع سکھر سندھ ت۔ن ص ۳۔۸)

۷۷۔ اعجاز احمد خان ہفت روزہ خدام الدین شیخ التفسیر نمبر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ ص ۹۸

۷۸۔ مؤلف یکم فروری ۱۹۹۴ء کو امروٹ شریف گیا حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور دعائے مغفرت پڑھی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کچی ہے ۔ جناب عبدالوہاب صاحب (مرید سید سراج احمد شاہ صاحب موجودہ گدی نشین امروٹ شریف)

بیان فرماتے ہیں کہ !

مجھے ایک مولانا صاحب (نام یاد نہیں) نے بتایا کہ جب حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بنائی گئی تو قبر بنانے والوں نے قبر میں پکی اینٹیں لگادیں جب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً پکی اینٹیں نکلوا دیں اور فرمایا کہ یہ خلاف سنت ہے ۔ مؤلف نے حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات میں سے جبہ مبارک 'دھوتی' جائے نماز' ٹوپی کھدر کا کرتہ اور کیتلی دیکھی۔

۷۹۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۷

۸۰۔ حضرت مولانا ابواحمد چکوالی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام چراغ دین تھا لیکن احمد الدین کے نام سے مشہور ہوئے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ رمضان ۱۲۶۸ ھ بمطابق ۸ جولائی ۱۸۵۲ء کو موضع بولہ تحصیل پنڈدادن خان ضلع جہلم میں پیدا ہوئے بعد میں چکوال شہر میں منتقل ہوگئے۔ تعلیم کی تکمیل دارلعلوم دیوبند سے مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے اور مولانا رشید احمد گنگوہی سے کی ۔

۱۸۹۲ء میں صوفی مسجد کشمیری بازار لاہور میں امام مقرر ہوئے جمعیت الانصار کے سرگرم رکن تھے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۸ مئی ۱۹۲۹ء مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ کو انتقال فرما گئے اور چکوال میں مدفون ہوئے (ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " مشاہیر علماء" فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور جلد اول (ت-ن) ص ۱۶-۱۸)

۸۱۔ یہ وہ نیک سیرت خاتون ہیں جن کی وفات پر ڈاکٹر لال دین اخگر نے اپنے خیالات و مشاہدات یوں پیش کئے کہ!

آپ رحمۃ اللہ علیہا عصر حاضر کی رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا تھیں آپ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کو تقریبا ۵۰ سال تک جنت نظیر بنائے رکھا سات دنوں میں قرآن پاک کا ایک دور مکمل کرتیں گھر کا کام خود کرتیں تین بچوں کو عالم دین بنایا ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا ۱۵ ستمبر بروز اتوار ۱۹۶۳ء بمطابق ۲۶

ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ کو ایک طویل بیماری کے بعد قضائے الہی سے عازم فردوس ہوئیں ۔
(ڈاکٹر لال دین اخگر "ہفت روزہ خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء)

۸۲۔ مولف ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو گوٹھ پیر جھنڈا کے قبرستان گیا یہاں حضرت لاہوری رحمۃ کی والدہ ماجدہ ، پہلی بیوی مریم بی بی اور بیٹے حسن کی قبریں ہیں یہاں دعائے مغفرت پڑھی اور سید وہب اللہ شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

۸۳۔ مولف ۳ نومبر ۱۹۹۳ء کو میانی صاحب کے قبرستان میں گیا اور محترمہ مکرمہ عائشہ بی بی کے مزار پر فاتحہ پڑھی ۔

۸۴۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " معاصرین اقبال" نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۲۴۳

۸۵۔ سید ابوالحسن علی ندوی پرانے چراغ مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۷۲ء جلد اول ص ۱۴۵

۸۶۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " معاصرین اقبال" ص ۲۴۳

۸۷۔ اشفاق ہاشمی " مولانا عبیداللہ انور شخصیت و کردار" ہاشمی پبلیکیشنز لاہور (ت-ن) ص ۴۵۔

۸۸۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری " مترجم قرآن عزیز محشی " فیروز سنز لاہور مکتبہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۴ رمضان ۱۳۱۳ھ ص ۵۲

۸۹۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن" مشاہیر علماء " فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت-ن) ص ۳۵۲۔

۹۰۔ اشفاق ہاشمی " مولانا عبیداللہ انور شخصیت و کردار " ہاشمی پبلیکیشنز لاہور (ت-ن) ص ۵۱

۹۱۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مترجم قرآن عزیز محشی ص ۵۲

۹۲۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قرآن عزیز محشی ص ۵۲ --- ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) جلد اول ص ۳۵۲۔

۹۳۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "مترجم قرآن عزیز" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور فیروز سنز لاہور ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ ایڈیشن نمبر ۱۷ ص ۵۱، ۵۲، ۵۳

۹۴۔ میرے استاد محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار انصاری صاحب حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ اور تدفین میں شریک تھے جو ان دنوں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں منعقدہ فلاسفی کانفرنس میں اپنا مقالہ پیش کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کے چچا محترم جناب عبدالروف انصاری سندھی سکھروی جن کو جماعت والے عموماً سندھی بابا کہتے تھے، حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

۹۵۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس بیٹے کا نام اپنے استاد محترم مولانا عبیداللہ سندھی کے نام پر رکھا یہ توفوت ہوگئے پھر اسی نسبت سے دوسرے بیٹے کا نام عبیداللہ انور رکھا۔

۹۶۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) جلد دو ص ۱۴۴۔

۹۷۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) جلد دوم ص ۱۴۴-۱۴۵

۹۸۔ ہفت روزہ" خدام الدین "انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۰ نومبر

۱۹۷۰ء۔

۹۹۔ ہفت روزہ " خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۲۹

۱۰۰۔ جانباز مرزا ماہنامہ " تبصرہ " لاہور ستمبر ۱۹۷۶ء ص ۳۔

۱۰۱۔ جانباز مرزا ماہنامہ " تبصرہ " لاہور ستمبر ۱۹۷۶ء ص ۳۔۴۔

۱۰۲۔ عبدالحمید خاں " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۳۳۔۲۳۴۔

۱۰۳۔ عبدالحمید خاں " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۳۶۔۲۳۹۔

۱۰۴۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " ۲۱۷۔

۱۰۵۔ سید ابوالحسن علی ندوی "پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۷۲ء حصہ اول ص ۱۶۳

۱۰۶۔ میانی صاحب کا قبرستان قدیم ترین قبرستان ہے جس میں حضرت لاہوری اور آپ کے خاندان کے کافی حضرات مدفون ہیں ۔ مولف نے ۳ نومبر ۱۹۹۳ء کو حضرت لاہوری اور آپ کے خاندان کے باقی حضرات کی قبور پر حاضری دی اور دعائے مغفرت پڑھی ' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے ساتھ مزید چھ قبریں ہیں جو سب کچی ہیں قبروں کے چاروں طرف چار چار فٹ چار دیواری بنائی گئی ہے اور قبروں پر اسماء گرامی کی تختیاں بھی نصب کی گئیں ہیں۔

۱۰۷۔ مؤلف نے نومبر ۱۹۹۳ء کو پانچ دن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں قیام کیا دوران قیام وقتاً فوقتاً جناب ظہیر میر ایڈیٹر ہفت روزہ "خدام الدین " سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ ایک دن موصوف نے احقر کو بتایا کہ!

"حضرت لاہوری کی مزار سے بہت زیادہ خوشبو آنے کی وجہ سے لوگ تبرکا قبر سے مٹی اکھاڑ اکھاڑ کر لے جانے لگے جس کی وجہ سے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

نے قبر پر چلا کشی کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اس خوشبو کو زائل کردے تو خوشبو آنی ختم ہوگئی مزید بتایا کہ " آج بھی ۱۹۶۲ء میں قبر سے لی ہوئی مٹی جناب ڈاکٹر محمد طاہر (مصنف اسلامی تعلیمات ضلع جھنگ) کے پاس موجود ہے اور اس سے ابھی تک متواتر خوشبو آرہی ہے جناب ڈاکٹر صاحب نے گھر والوں کو وصیت کی ہوئی ہے کہ اس مٹی کو میری قبر میں رکھ دینا ۔ حضرت لاہوری ؒ کی طرح اور بزرگوں کی قبور سے بھی خوشبو کا ظاہر ہونا ثابت ہے چنانچہ مولانا ضیاءالدین احمد بیان فرماتے ہیں کہ!

" خطیب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ (نام درج نہیں) کا انتقال ہوگیا تو ابھی گورکن نے قبر کی کھودائی شروع ہی کی تھی کہ اچانک حضرت مولانا محمد زکریا صاحب لدھیانوی کے مزار میں سوراخ ہوگیا اور مولانا موصوف کی قبر سے عجیب قسم کی خوشبو آنے لگی جبکہ آپ کی وفات کو سترہ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا ۔ مخلص ترین عقیدت مند جناب لالہ فیروز الدین صاحب اور دیگر احباب نے خوشبو کو سونگھا اور قبر کو کشادہ پایا اور پھر جلد ہی اس سوراخ کو بند کردیا گیا (مولانا ضیاء الدین احمد رکن جمعیت علمائے اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ ہفت روزہ " خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۴ دسمبر ۱۹۶۴ء ص ۱۱۰)...... اسی طرح مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ!

" حضرت مولانا حسین احمد مدنی ؒ کی قبر سے بھی خوشبو ظاہر ہوئی آپ ؒ کی قبر کی مٹی پاکستان لائی گئی تو اس سے متواتر خوشبو آرہی تھی (ہفت روزہ "خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۷) اسی طرح حضرت مفتی فقیر اللہ ؒ کی قبر سے خوشبو کا بھی ظاہر ہونا ثابت ہے ۔ آپ ؒ کا وصال ۲۱ رمضان ۱۳۸۲ھ کو ہوا (فاضل حبیب اللہ رشیدی تلمیذ مولانا حسین احمد مدنی ہفت روزہ " خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ ص ۸

۱۰۸۔ سورہ واقعہ آیت ۸۸۔۸۹۔۹۲۔۹۳۔ پ ۲۷

١٠٩۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" ص ٢٢٢
١١٠۔ ہفت روزہ "زندگی" لاہور ٣١ مارچ ١٩٩٥ء ص ٢٩۔
١١١۔ روزنامہ "کوہستان" لاہور ٢٥ فروری ١٩٦٢ء بعنوان ایک عالم با عمل کی موت
١١٢۔ علامہ انور صابری صاحب ہفت روزہ خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر ؒ لاہوری نمبر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ١٣٩٩ ھ بمطابق مارچ ١٩٧٩ء ص ٦٠١
١١٣۔ سورہ احزاب آیت ٢١ پ ٢١
١١٤۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "مقامات ولایت یعنی انوار ولایت" پنجاب پریس لاہور ٢٨ دسمبر ١٩٦٣ء حصہ دوم ص ٥٩
١١٥۔ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی "الجامع الترمذی" المکتبہ نول کشور لکھنؤ ربیع الاخر ١٣٠١ھ بمطابق ١٨٨٤ء جلد اول ابواب اللباس ٢٩٥-- حافظ احمد بن شعیب بن علی بن سنان بحرالنسائی "نسائی" مکتبہ سلفیہ شیش محل لاہور ١٣٧٦ھ جلد ٢ ص ٢٨٩۔
١١٦۔ الحافظ الکبیر ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی "مصنف عبدالرزاق" بیروت ٧ رمضان المبارک ١٣٩٢ ھ ج ١١ ص ٨١ -- امام احمد بن حنبل "مسند احمد" مکتبہ ادارہ احیاء السنتہ گرجاکھ گوجرانوالہ جمادی الاول ١٤٠٨ھ جلد دوم ص ٩٣۔
١١٧۔ ڈاکٹر لعل دین اخگر "مقامات ولایت" پنجاب پریس لاہور ٢٨ دسمبر ١٩٦٣ء ص ٢ ٦
١١٨۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "مقامات ولایت" پنجاب پریس لاہور ٢٨ دسمبر ١٩٦٣ء حصہ دوم ص ٦٧
١١٩۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ١٩٩٢ء ص ١٧٦

۱۲۰۔ ۱۹۳۹ء کو پنجاب کے وزیر اعظم سر سکندر حیات خاں صاحب تھے۔

۱۲۱۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء" پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور (ت-ن) ص ۴۶ --- لال دین افگر "انوار ولایت" پنجاب پریس لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء جلد اول ص ۱۴۸--- عبدالحمید خاں "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۷۹ ---- ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۱۱۹ ---- لال دین افگر "کتاب الحسنات" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق اگست ۱۹۸۵ء ص ۱۱۴۔

۱۲۲۔ عبدالحمید خاں "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۷۷

۱۲۳۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلو زیادہ تر ڈاکٹر لال دین افگر کی کتاب "مقامات ولایت" پنجاب پریس لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۶۰۔ ۶۵ اور عبدالحمید خان کی کتاب "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۷۴-۱۷۹ سے لئے گئے ہیں۔

باب دوئم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری
کا علمی و روحانی مقام

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی و روحانی مقام

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی کے بعد آپ کے علمی و روحانی مقام کا تذکرہ کیا جاتا ہے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا جب نام مبارک آتا ہے تو ایک عظیم جامع شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے جو بیک وقت مفسر قرآن، رازئی وقت، تشریح حدیث میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ و ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا عکس ہیں روحانی علاج میں غزالئی وقت، ملکی و ملی ہمدردی میں صاحب کردار، عزم و ثبات میں ہمالیہ، پاکی و صفائی میں آب زمزم، رفعت و بلندی میں آسمانی ہدایت، فکر روحانی میں دریا، وسعت علم میں سمندر، لذت کلامی میں شہد، شگفتگی مزاج میں پھول اور عقدہ کشائی میں حکیم العصر ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی اپنی ذات میں ایک شخصیت نہیں ایک ادارہ تھے ایک واقعہ نہیں ایک تاریخ تھے خدمت دین میں ایک صاحب طرز اور بے عمل صحراء میں ایک بے لوث اسلامی آواز تھے آپ گردو پیش سے متاثر نہیں گردو پیش کو اثر دینے والے تھے مریدوں کی دولت کا مرکز نہیں خود بے نواؤں کی خبر لینے والے تھے آپ کی دعوت قرآن پاک کی پکار اور آپ کی ہمت ایک مجاہدانہ للکار تھی آپ میں نظرو فکر علم و عمل تقوی و ذکر اور للہیت کے گراں قدر جوہر بیک قالب جمع تھے فضائل و اخلاق کے یہ موتی علیحدہ علیحدہ تو کئی جگہ دیکھے جاتے ہیں لیکن ان کا شیرازہ ایک شخصیت سے بندھا ہوا کہیں کہیں نظر آتا ہے (۱)

آپ کے علمی و روحانی مقام کی عکاسی موصوف کے وہ الفاظ کرتے ہیں جن کو حضرت مولانا غلام غوث (۲) ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سامنے فرمایا کہ!

اگر اسی وقت میرا بلاوا یعنی موت آجائے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہے (۳) مطلب صاف ظاہر تھا کہ آپ نے مختلف ذرائع مثلاً رسالوں، وعظوں اور تحریکوں کے ذریعے دین اسلام اور حق کی اتنی خدمت کی تھی جو ایک انسانی طاقت والے سے بن آسکتی تھی آپ نے عام لوگوں کے لئے صبح و شام

درس قرآن پاک جاری کیا جو مسلسل چالیس سال تک جاری رہا اور خاص علماء کرام کے لئے قرآن کا دورہ رمضان وغیرہ میں شروع کرایا اور تاحیات جاری رکھا درس میں بیٹھنے والوں پر قرآن کا اتنا اثر ہوتا تھا کہ وہ جہاں بھی ہوں وہ مستقل ایک ادارہ بن جاتے اور دروس قرآن کا جال پوری دنیا میں بچھا دیتے جو الحمد للہ آج تک نسل در نسل جاری ہے جس کی تصدیق مختلف اوقات میں مختلف حضرات نے کی ہے اسی سلسلے میں جناب پروفیسر علامہ علاو الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور (تلمیذ رشید حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) اپنے ذاتی مشاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

میں نے مغربی ممالک کی سیاحت کے دوران اس حقیقت کا مشاہدہ کرکے انتہائی مسرت محسوس کی کہ عالم ربانی حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ارجمند شاگردوں میں سے کسی نہ کسی مرد حق نے قرآن پاک کی درس و تدریس اور نشرواشاعت کو اپنا لائحہ عمل بنا رکھا ہے(۴)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو علمی و دینی خدمات انجام دین یہ ان ہی کا حصہ تھا موصوف نے وعظ و نصیحت کے علاوہ تحریری طور پر بھی دین اسلام کی خدمت کی دینی ادارے قائم کئے ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد ہیں آپ کے باقیات الصالحات میں آپ کی روحانی اولاد بھی شامل ہے روحانی اولاد میں آپ سے ہر قسم کا استفادہ کرنے والے آجاتے ہیں ایک وہ حضرات ہیں جنھوں نے آپ سے تفسیر قرآن پڑھی اور آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر روحانی اسباق کی تکمیل کرکے خلافت حاصل کی ان کی تعداد جیساکہ کتاب "ملفوظات طیبات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ" میں مذکور ہے وہ ۳۶ (۵) ہے اور وہی مستند بھی ہے دوسرے وہ حضرات ہیں جنھوں نے صرف سلسلہ قادریہ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان کی تعداد معلوم نہیں کیوں کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کسی مرید کا پتہ وغیرہ نہیں لکھا کرتے تھے۔

اندازہ یہ ہے کہ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے خلفاء مقرر فرمادیئے تھے اور ان کو تاکیدًا فرمادیا تھا کہ سلسلہ کو لوجہ اللہ قائم رکھا جائے اس خدمت دین میں للّٰہیت اور خلوص کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اپنی اپنی جگہ پر ایک مستقل ادارہ

ہیں اور یہ تمام حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مخلوق خدا کو اللہ سے جوڑنے اور اس کے دل کو اللہ کی طرف موڑنے میں لگے ہوئے ہیں یا تھے یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مجاز کے حالات زندگی مختصرا ذکر کئے جاتے ہیں!

الف۔ خلفاء مجاز

ا۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کا تذکرہ "اولاد" کے ضمن میں کیا جاچکا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ۴ اور ۵ اپریل ۱۹۰۴ء کی درمیانی شب بمطابق ۶ محرم ۱۳۲۱ھ کو پیدا ہوئے قرآن مجید میاں جی خیر محمد صاحب سے پڑھا فارسی اور عربی کی کتب مولانا عبدالقادر، مولانا عبداللہ لغاری، مولانا محمد سلیمان، مولانا غلام صدیق حاجی پوری سے پڑھیں بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث دیوبند سے پڑھا دورہ تفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے پڑھا اس کے علاوہ آپ کی تعلیم وتربیت حضرت دین پوری اور سید تاج محمود امروٹی نے بھی کی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا آپ کے اپنے وقت کے اولیاء کرام سے گہرے تعلقات تھے ایک دفعہ آپ نے ان بزرگوں کے نام کی فہرست بنوائی جن کی آپ نے زیارت کی یا ان سے کسب فیض کیا تو اس فہرست میں ۳۲ اولیاء کبار کے نام تھے حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کی حیثیت سے خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ اور مدرسہ کی سرپرستی فرماتے رہے باطنی و روحانی خدمات کے علاوہ حضرت میاں صاحب نے ملکی اور ملی سیاسیات میں بھی خوب اور بھرپور حصہ لیا تحریک خلافت،

جمعیت الانصار کے ساتھ گہرا تعلق تھا آپ کی شادی آپ کے چچازاد بھائی حاجی محمد بخش مرحوم (ضلع جھنگ) کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں آپ کے بڑے صاحبزادے میاں سراج احمد صاحب (موجودہ گدی نشین) ہیں اور پوتے میاں مسعود احمد صاحب عالم باعمل اور نہایت نیک انسان ہیں (۶)

حضرت مولانا عبدالهادی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ اگست ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ بروز ہفتہ اس دارفانی سے رحلت فرماگئے اور آپ کو دین پور (۷) میں سپرد خاک کیا گیا۔

۳۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مولانا ابوالحسن علی ندوی ۱۳۳۳ھ کو تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی ہندوستان میں علامہ حکیم سید عبدالحئی الحسنی کے گھر پیدا ہوئے آپ کی والدہ خیرالنساء قرآن کریم کی حافظہ معاشرت و خانہ داری کی فن میں خداداد بصیرت اور طبعی ذوق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے قرآن مجید اور فارسی کی کتب رائے بریلی میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے پڑھیں صرف و نحو ادب و درسیات کی تعلیم شیخ خلیل بن محمد بن شیخ حسین الیمنی سے حاصل کی ۱۹۲۹ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان گروپ اے میں پاس کیا ۱۹۳۰ء میں اسی یونیورسٹی سے فاضل حدیث کا امتحان پاس کیا دینیات کی تعلیم مولانا شبلی جیراجپوری اور حدیث کی تعلیم حضرت مولانا حیدر حسن خان سے حاصل کی مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث لیا ندوہ آکر علامہ شیخ محمد تقی الدین ہلالی مراکشی سے ادب عربی سے اونچی کتابیں پڑھیں آپ نے ہر علم کی علیحدہ علیحدہ تحصیل کی۔

تفسیر اور اسرار شریعت کی تعلیم کے لئے لاہور حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ۱۹۳۲ء میں تفسیر قرآن کا امتحان امتیاز سے پاس کیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حجۃ اللہ البالغہ سبقاً سبقاً پڑھی اور اس کے ساتھ ہی روحانی تربیت بھی حاصل کی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت میں داخل کرادیا اور خود تربیت کی ذمہ داری لی بالآخر خلافت

سے سرفراز کیا۔

اس کے بعد آپ نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا مولانا مسعود عالم ندوی کے بعد ۱۹۳۴ء میں آپ نے دارالعلوم ندوہ العلماء میں مسند تدریس کو سنبھالا اور ایک طویل عرصہ تک تفسیر، حدیث اور ادب کے اسباق پڑھاتے رہے آپ نے بین الاقوامی سطح پر اسلامی تعلیمات کی ترویج کی اور بہت اہم عہدوں پر کام کیا جن کی مختصر فہرست یہاں درج کی جاتی ہے

۱۔ ناظم ندوہ العلماء لکھنؤ معتمد تعلیم دارالعلوم ندوہ العلماء لکھنؤ۔

۲۔ صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ۔

۳۔ رکن عربی اکیڈمی دمشق۔

۴۔ رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

۵۔ رکن مجلس تاسیس رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔

۶۔ رکن مجلس موتمر عالم اسلامی بیروت۔

۷۔ رکن مجلس انتظامی اسلامک سینٹر جنیوا۔

۸۔ رکن موتمر عالم اسلامی قدس۔

۹۔ رکن علماء کمیٹی شام۔

۱۰۔ سابق وزیٹنگ پروفیسر۔ دمشق یونیورسٹی۔

۱۱۔ سابق وزیٹنگ پروفیسر، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

۱۲۔ رکن مجلس انتظامی و مجلس عاملہ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ انڈیا۔

۱۳۔ رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند انڈیا۔

آپ سینکڑوں کتب کے مصنف ہیں جن میں سے چند کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ترجمہ السید الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ۔

۲۔ سیرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (دو جلدیں)۔

۳۔ الارکان الاربعہ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلام لکھنؤ۔

۴۔ القادیانیہ۔

۵۔ تاریخ دعوت و عزیمت (۶ حصے) مطبوعہ کراچی پاکستان۔

۶۔ معرکہ ایمان و مادیت۔ مطبوعہ فیصل آباد پاکستان۔

۷۔ جب ایمان کی بہار آئی مطبوعہ لکھنؤ۔

۸۔ محسن عالم۔ مطبوعہ لکھنؤ۔

۹۔ پرانے چراغ ۔(دو جلدیں) لکھنؤ کراچی۔

۱۰۔ کتاب اسلامیات برائے بی آئے (علی گڑھ)۔

۱۱۔ مکاتیب یورپ مطبوعہ لکھنوٗء۔

۱۲۔ مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت لکھنؤ پاکستان۔

۱۳۔ دریائے کابل سے دریائے یرموک تک مطبوعہ لکھنوٗء۔

۱۴۔ رجال الفکر والدعوہ مطبوعہ دمشق۔

۱۵۔ مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں مطبوعہ لکھنؤ پاکستان وغیرہ (۸)۔

آپ دنیا کے اکثر ممالک میں دینی، علمی، تبلیغی اور اصلاحی دورے فرما چکے ہیں باقی ممالک کی طرح آپ پاکستان میں بھی بارہا تشریف لا چکے ہیں اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں کہ!

"میری زندگی کا وہ بڑا مبارک دن اور بڑی سعید گھڑی تھی جب مولانا احمد علی صاحب لاہوری ؒ امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے نیاز حاصل ہوا (۹)" آپ پہلی دفعہ مئی ۱۹۲۹ء کو لاہور تشریف لائے دوسری دفعہ ۱۹۳۲ء کو پاکستان تشریف لائے اس طرح آپ لاہور 'بہاولپور' دین پور' امروٹ شریف 'گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ وغیرہ کا دورہ کر چکے ہیں۔

سید ابوالحسن علی ندوی کی ذات بین الاقوامی شہرت کی حامل ہے اس بین الاقوامی شہرت و مقبولیت خلق خدا کی گرویدگی اہل اللہ کی محبت و شفقت نے طبعی انکسار اور فروتنی پر آنچ نہیں آنے دی وہ اپنے

معاصرین کے قدر دان ہیں ان کا اکرام و احترام کرتے ہیں عمر و تجربہ میں جو لوگ بڑھے ہوئے ہیں ان سے چھوٹوں کی طرح ملتے ہیں (۱۰) ابھی حیات ہیں اور دین اسلام کی خدمت کر رہے ہین اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے آمین یا الہ العالمین۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب

مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس سے مولانا عبدالعزیز صاحب کا تھا آپ سے اوپر بارہویں پشت میں ایک صاحب کرامت بزرگ الشیخ عمادالدین صاحب ہوگزرے ہیں انہی کے نام سے ایک گاؤں عماد کلاں آج تک موجود ہے اور وہیں ان کا مزار بھی ہے یہ مقام قصور سے ۴ میل دور بجانب مغرب کھڈیاں سڑک پر واقع ہے آپ کے خاندان میں ولایت وخلافت کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے خاندانی پیشہ طبابت اور زمینداری ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۱ء میں موضع "واگے" تحصیل و ضلع فیروز پور (انڈیا) میں حضرت پیر حیدر علی شاہ صاحب کے گھر پیدا ہوئے یہ گاؤں شہر فیروز پور سے ۵ میل کے فاصلہ پر مغربی جانب واقع ہے لیکن آپ کا آبائی وطن وہی گاؤں "شیخ عماد" تحصیل و ضلع قصور ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم والد صاحب سے گھر پر ہی حاصل کی پھر رائے پور ضلع جالندھر مدرسہ رشیدیہ اور مدرسہ عزیزیہ لدھیانہ سے پائی آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا فضل احمد صاحب حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب اور مولانا رحمت علی صاحب لدھیانوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مدرسہ عزیزیہ سے فراغت کے بعد آپ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دورہ تفسیر مکمل کیا آپ مختلف جگہوں سے فراغت کے بعد امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے آپ ننکانہ صاحب کی مسجد لاہور جالندھر شہر کی جامع مسجد میں خطیب رہے اسی دوران ۱۹۳۶ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اسباق کی تکمیل کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء میں آپ کو شامل فرمایا قیام

پاکستان کے بعد آپ جامع مسجد نور ساہیوال شہر میں خطیب مقرر ہوئے بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ جامعہ انوریہ ہائی سٹریٹ نزد فائر بریگیڈ ساہیوال شہر کی بنیاد رکھی پھر تاحیات اس کی سرپرستی فرماتے رہے آج کل مدرسہ ہذا کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب رحیمی ہیں یہ مدرسہ فن تجوید و قرآت میں اپنی مثال آپ ہے۔

آپ نے شادی کی جس سے صاحب اولاد ہوئے اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے عنایت فرمائے جن میں سے سید سعید احمد شاہ اور سید عبدالحمید شاہ صاحب درس نظامیہ کے فاضل اور حافظ قرآن ہیں (۱۱) آپ نے تین بار ۱۹۳۳ء ، ۱۹۳۵ء اور ۱۹۵۷ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی آخر کار مولانا موصوف یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۷۲ء بروز سوموار نماز ظہر کے دوسرے قعدہ میں نماز کے دوران ہی اپنے خالق حقیقی سے جاملے وصیت کے بمطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیرانوالہ دروازہ لاہور لے جایا گیا نماز جنازہ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقع میانی شریف لاہور میں پاؤں کی جانب ذرا مشرق کی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا(۱۲)

۵۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد مولانا فتح محمد صاحب کے گھر ۱۳۲۴ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں "وہوا" نامی قصبہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں ناظرہ قرآن حضرت میاں جی محمد حیات صاحب سے مکمل کیا ابتدائی فارسی ، عربی کی کتب ، فارسی نصاب میں یوسف زلیخا اور سکندر نامہ تک عربی نصاب میں بہائی سے کافیہ ، خلاصہ کیرانی سے قدوری تک کی کتب والد محترم سے پڑھیں ۔ والد صاحب کے سفر بنگال کے دوران کچھ اسباق مولوی گہنہ صاحب اور مولانا محمد مٹھا صاحب فاضل دیوبند سے پڑھے۔

۱۳۳۷ھ میں تونسہ شریف کے مدرسہ محمودیہ میں داخلہ لے کر مولانا مرید احمد صاحب، مولانا محمد رمضان اور مولانا فقیر محمد صاحب سے مختلف علوم پڑھے ازاں بعد ۱۳۴۴ھ میں مدرسہ نعمانیہ ملتان سے مولانا غلام محمد صاحب سے دورہ حدیث پڑھا ایام طالبعلمی ہی میں محلہ کوٹلہ توے خان مسجد محمد قاسم والی مسجد

پولیس لائن والی، مسجد میاں محمد رمضان والی، مسجد مولانا کلیم اللہ اور مسجد نواب احمد یار خان خاکوانی میں امامت کے فرائض انجام دیئے اسی دوران آپ نے مجلس جمعیت الاحناف قائم کی جس میں علماء کرام کو باطل فرقوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کی تربیت دی جاتی تھی ۱۳۴۴ھ میں دورہ تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا دورہ میں ۵۰ علماء کرام تھے جن میں سے آپ کی تیسری پوزیشن تھی دورہ تفسیر کے بعد اپنے وطن وہوا میں آئے اور تبلیغ دین شروع کی شدھی تحریک کے خاتمہ کے لئے آپ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے پسرور ضلع سیالکوٹ میں مقرر فرمایا اس طرح مئی ۱۹۲۵ء کو پسرور تشریف لے گئے پسرور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد کے امام و خطیب مقرر ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۹ء میں شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام قائم کیا اور اس کے امیر مقرر ہوئے ساردا ایکٹ کی مخالفت کی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی حمایت میں آپ کو ۱۴ نومبر ۱۹۳۱ کو جیل بھیجا گیا آپ نے ایک سال سزا سیالکوٹ، انبالہ اور ملتان کی جیلوں میں کاٹی ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک مرزائیت، روافض اور حکومت کی غیر شرعی پالیسیوں پر سخت تنقید کرتے رہے تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ۱۹۵۷ء کو جامع مسجد پسرور کی تعمیر نو کی سیاسی لحاظ سے آپ کا تعلق جمعیت علمائے اسلام سے تھا ۱۶ صفر ۱۳۷۸ھ بمطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۷ء تک آپ کی تبلیغی مساعی جمیلہ اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اٹھارہ سو چھیاسی (۱۸۸۶) غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹۷۴ء تک آپ کے ہاتھ پر اسلام لانے والوں کی تعداد ۲۵۰۰ کے قریب ہوگئی تھی تمام نو مسلموں کے اسماء گرامی اور مکمل پتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھ لیا کرتے تھے اب وہ رجسٹر آپ کے صاحب زادے مفتی رشید احمد صاحب کے پاس ہے جو موصوف نے مؤلف کو ۱۵ اگست ۱۹۹۴ء کو پسرور میں دکھایا تھا ۱۳۸۵ھ میں جمعیت علمائے اسلام لاہور ڈویژن کے امیر مقرر ہوئے ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں مدرسہ حنفیہ قادریہ تعلیم القرآن کا قیام عمل میں آیا تو قیام سے ۱۹۷۴ء تک آپ اس کے مہتمم رہے آپ جہاں صاحب السیف تھے وہاں صاحب القلم بھی تھے آپ نے کثیر تعداد میں کتب تصنیف کیں کچھ کے نام درج ذیل ہیں!

۱۔ سوانح حیات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔

۲۔ رسالہ تحقیق متعہ۔

۳۔ انوار صحابہ رضی اللہ عنہ۔

۴۔ انوار صحابیات رضی اللہ عنہم۔

۵۔ داماد علی رضی اللہ عنہ و داماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۔ فضائل السلام علیکم۔

۷۔ مسائل قربانی۔

۸۔ فضائل اصحاب ثلاثہ۔

۹۔ فضائل خدمت خلق۔

۱۰۔ بدعات محرم۔

۱۱۔ قوت حیدری رضی اللہ عنہ۔

۱۲۔ ارشادات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۳۔ سوانح امام حسن رضی اللہ عنہ۔

۱۴۔ تحقیق مسئلہ رجعت۔

۱۵۔ فرمان امام باقر رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶۔ خلفائے ثلاثہ اور اہل بیعت کی آپس میں رشتہ داریاں۔

۱۷۔ آفتاب نبوت وغیرہ۔

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری صاحب نسبت بزرگ تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے کچھ خوش نصیب حضرات وہ بھی ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسباق کی تکمیل کے بعد خلافت سے نوازا ان حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں!

۱۔ الحاج سید غلام رسول شاہ صاحب راولپنڈی۔

۲۔ مولانا حبیب اللہ صاحب فاروقی آف سیالکوٹ۔

۳۔ حضرت مولانا محمد اسحاق آف لاہور۔

۴۔ حضرت مولانا قاضی عبدالحی آف ہزارہ۔

۵۔ حضرت مولانا عبدالحق آف سیالکوٹ۔

۶۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب آف شکر گڑھ ضلع نارووال۔

۷۔ حضرت مولانا عبدالقیوم آف گوجرانوالہ۔

۸۔ جناب ڈاکٹر مناظر حسین نظر آف لاہور۔

۹۔ حضرت مولانا قاری جمیل احمد آف لاہور۔

۱۰۔ مولانا ابو ظفر غلام رسول آف ڈی جی خان۔

۱۱۔ جناب مولانا قاری ظفر احمد صاحب آف لاہور۔

۱۲۔ جناب مولانا احمد عبدالرحمن صدیقی آف نوشہرہ۔

۱۳۔ جناب مولانا غلام حسین آف گوجرانوالہ۔

۱۴۔ حافظ حکیم محمد اسماعیل آف مرہانہ تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ۔

۱۵۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمان صاحب آف ایبٹ آباد۔

مولانا مفتی بشیر احمد صاحب کی اولاد میں تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مہتمم مدرسہ حنفیہ قادریہ تعلیم القرآن و امام و خطیب جامع شاہی مسجد پسرور ہیں (۱۳)

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۴ء کو اچانک انتقال فرما گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پسرور میں دفن کیا گیا (۱۴)

۶۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کا تذکرہ اولاد کے تحت ہو چکا ہے۔

۷۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موصوف بھی شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کا تذکرہ بھی اولاد کے ضمن میں کیا جا چکا ہے

۸۔ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ علاقہ تربیلا تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ کے ایک گاؤں توی میں حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کے گھر میں بروز جمعۃ المبارک ۱۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ تھے آپ کے آباؤ اجداد اپنے علاقہ کے مشہور علماء میں سے تھے ابتدائی صرف اور فارسی کی تعلیم والد محترم سے حاصل کی اس کے بعد میرٹھ میں مولانا عبدالقیوم صاحب سے مدرسہ امداد الاسلام میں کچھ عرصہ پڑھا ۱۹۳۷ء میں آپ نے مدرسہ عبدالرب دہلی میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب تلمیذ حضرت شیخ الہند سے دورہ حدیث پڑھا فراغت کے بعد اپنے استاد محترم حضرت مولانا عرفان صاحب کے پاس واپس چک جھمرہ آگئے انہوں نے آپ کو دورہ تفسیر کے لئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی کے پاس بھیج دیا یہاں مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھ کر سند حاصل کی فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ضلع شیخوپورہ میاں علی ڈوگراں میں تشریف لے گئے اور دینی خدمات کا آغاز کیا ۱۹۳۵ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی بنیاد رکھی اور آپ کو بعد میں اس مدرسہ کا مہتمم و مدرس مقرر فرمایا یہاں آپ تاحیات دین حق کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف رہے شعبان ۱۳۳۷ھ میں حضرت لاہوری برائے عمرہ تشریف لے گئے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے تو آپ حضرت لاہوری کو ملنے کیلئے شیرانوالہ دروازہ لاہور تشریف لے گئے کیونکہ اسباق کی تکمیل پہلے ہو چکی تھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو علیحدگی میں فرمایا کہ میں نے حرمین شریفین میں سب کے لئے استخارہ کیا مگر

اجازت صرف آپ کے لئے اور ایک سندھ کے عالم (نام معلوم نہیں ہوسکا) کے لئے ملی اس لئے آپ کو اجازت ہے ہمارا مسلک قادری ہے اس کے اذکار اشغال سیکھنے کے لئے کوئی آئے تو اجازت ہے سکھا دینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ایک فرزند قاری مولوی محمد یوسف صاحب ہیں جو مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور کے فارغ ہونے کے ساتھ جامع اشرفیہ لاہور کے بھی فارغ ہیں مختلف مدارس میں تدریس کے بعد شوال ۱۳۹۲ھ سے میاں علی کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں مدرس ہیں (۱۵)

آپ نے ۲۴ جون ۱۹۷۹ء بروز اتوار پونے چار بجے شام وفات پائی (۱۶)

۹۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

آپ یکم فروری ۱۹۱۳ء کو شمس آباد ضلع کیمبلپور میں حضرت غلام جیلانی صاحب کے گھر پیدا ہوئے آپ کے والد محترم بہترین عالم دین تھے اور علاقہ کے مفتی تھے انہوں نے ۳۰ کے قریب کتابیں لکھیں۔ مولانا قاضی صاحب نے ناظرہ قرآن مجید خلیفہ عبدالرحمن سے پڑھا ۱۹۲۰ء کو ورنیکر مڈل سکول شمس آباد ضلع کیمبلپور میں داخل ہوئے ۱۹۲۸ء میں اسی سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اس کے بعد اپنے چچا مولانا غلام ربانی صاحب اور والد صاحب سے ابتدائی دینی کتب پڑھیں اس کے بعد علاقہ کے جید علماء حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب، مولانا سعدالدین اور مولانا عبداللہ جان صاحب سے تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ نے مظاہرالعلوم سہارن پور میں داخلہ لیا یہاں آپ نے شرح وقایہ مفتی ضیاء الدین صاحب سے قطبی جمیل احمد تھانوی صاحب سے اور اصول الشاشی مولانا ظریف احمد صاحب سے پڑھیں ۱۳۵۳ھ میں دارالعلوم دیوبند دورہ حدیث کی کتب بخاری و ترمذی مولانا حسین احمد مدنی سے مولانا رسول خان صاحب سے مسلم شریف، مولانا میاں اصغر حسین سے ابو داود مولانا محمد ابراہیم صاحب سے طحاوی مولانا اعزاز علی صاحب سے شمائل ترمذی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے موطا امام مالک پڑھیں اور قاری عتیق الرحمان صاحب سے پارہ عم کی مشق کی وطن واپس آکر مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ بنائی حفظ اور درس نظامی کی تعلیم کا انتظام کیا ۱۹۳۶ء میں آپ نے جمیت علمائے ہند کی ایک

شاخ کے طور پر جمعیت علمائے اٹک کے نام سے جمعیت کی بنیاد رکھی ۱۳۵۵ھ میں محمد غوث صاحب کی صاحبزادی سے شادی کی ۱۳۳۹ھ میں حج بیت اللہ کیا آپ نے ۱۹۴۰ء میں بنگال کا تبلیغی دورہ بھی کیا پہلی موتمر عالم اسلامی میں اہم کردار ادا کیا اقتصادی موتمر عالم اسلامی میں ایک مضمون لکھ کر روانہ کیا۔

مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے.

ہفت روزہ آذان کا اجراء کیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ نوجوان طبقہ کو جدید تعلیم کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم بھی دی جائے تاکہ قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل ہوسکے ڈی آئی خان کے عربی پروفیسر صاحب کے انتقال کر جانے سے وہ جگہ خالی ہوئی تو آپ کو اطلاع دی گئی اور آپ کو پشاور انٹرویو کے لئے بلایا گیا یہ انٹرویو ڈاکٹر حسینی مصری صدر شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی نے لیا تھا جس میں آپ کو کامیاب قرار دیا گیا اس طرح آپ نے ملازمت کا آغاز کیا چند ماہ گورنمنٹ کالج ڈی آئی خان میں رہے پھر ایبٹ آباد میں تبدیلی ہوگئی ۳۰ جون ۱۹۶۲ء کو ایبٹ آباد سے گورنمنٹ کالج کیمبلپور میں تبدیلی ہوئی اور اسی کالج سے ۱۲ مارچ ۱۹۷۰ء کو ریٹائر ہوئے.

اللہ تعالیٰ نے آپ کو لکھنے کی بھی اعلیٰ صلاحیتیں عطا فرمائیں ہیں خوب لکھتے ہیں اور دلائل سے لکھتے ہیں آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں کچھ کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ خلافت اولیٰ۔

۲۔ شان رسول ﷺ۔

۳۔ اصلاح رسوم۔

۴۔ اسلام۔

۵۔ عقائد حقہ۔

۶۔ اصول حسینی۔

۷۔ ضرورہ القرآن (دو جلدیں)۔

۸۔ احکام القرآن۔

۹۔ خلاصہ فقہ اسلامی۔

۱۰۔ ضرورت حدیث۔

۱۱۔ تذکرۃ المفسرین۔

۱۲۔ دینی لغات۔

۱۳۔ جواہر البخاری علی اطراف البخاری۔

۱۴۔ رحمت کائنات۔

۱۵۔ آئین وراثت۔

۱۶۔ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

۱۷۔ نجات دارین۔

۱۸۔ گانا بجانا۔

۱۹۔ مقام محمود۔

۲۰۔ مرزائیت ۔ علم و عقل کی روشنی میں۔

۲۱۔ انوار الحدیث۔

۲۲۔ رحمت کا غضب۔

۲۳۔ رسولوں کا کام۔

۲۴۔ پیام اسلام۔

۲۵۔ آذان حجاز۔

۲۶۔ زاد آخرت۔

۲۷۔ خطرناک انقلاب۔

۲۸۔ پاک بندے۔

۲۹۔ محبوب زبان عربی کی ضرورت۔

۳۰۔ درس قرآن (۲۸ جلدیں)۔

تصوف میں بھی آپ کی بڑی خدمات ہیں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی ۱۹۵۷ء میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا ۱۹۶۰ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب ایبٹ آباد تشریف لائے تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے یوں مخاطب ہوئے کہ!

میں چاہتا ہوں کہ آپ کی طریقہ قادریہ میں تکمیل کرادوں اس طرح آپ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اسباق کی تکمیل کی اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ مئی ۱۹۶۱ءمیں آپ کو خلافت سے نوازا.

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد ارشد الحسینی ہیں آج کل جامع مدنیہ کے خطیب ہیں (۱۷)

۱۰۔ حضرت مولانا عرض محمد صاحب کوئٹہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۳ء کو پڑنگ آباد مستونگ بلوچستان میں پیدا ہوئے بچپن مستونگ میں گزارا والدین کا سایہ بچپن ہی سے سر سے اٹھ گیا یتیمی کی حالت میں ابتدائی تعلیم کا آغاز مولانا فضل اللہ صاحب آف پڑنگ آباد سے کیا پھر ضلع کوئٹہ مقام پشین میں کچھ عرصہ تک تعلیم حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے فتح پور دہلی میں داخلہ لیا اور دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے ۱۹۳۴ء میں دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی (۱۸) مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا غلام رسول صاحب بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں فراغت کے بعد آپ نے اپنے آبائی گاؤں پڑنگ میں ایک دینی مدرسہ کھولا ان دنوں مذہب ذکری(۱۹) بڑا عروج پر تھا آپ نے ذکریوں کو تبلیغ کرنا شروع کی جس کی وجہ سے کافی تعداد میں ذاکری مسلمان ہوئے حق گوئی و بیباکی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ورثہ میں ملی تھی ریاست قلات میں کئی قوانین قرآن و سنت کے خلاف تھے جن میں مالیہ، عورتوں کی حق وراثت سے محرومی اور خون بہا کی رقم کا

اختلاف شامل ہیں بلوچ قوم کے فرد کا خون بہا ۲۵۰۰ روپے یا اس سے بھی زیادہ ہوتا تھا جب کہ جاموٹ سندھ وغیرہ کا خون بہا صرف تین سو روپے (۲۰) تھا غیر شرعی رسوم کو آپ نے ختم کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی تکمیل کے لئے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی کی طرف رجوع کیا حضرت نے چند ہفتوں میں روحانی اسباق کی تکمیل کے بعد خلافت عطا فرمائی آپ نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے پاس اس غرض سے نہیں آیا تھا اور نہ اس کا اہل ہوں اس پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فیصلے اوپر سے ہوتے ہیں سیاسی لحاظ سے آپ کا تعلق جمیعت العلمائے اسلام سے تھا جمیعت علمائے اسلام بلوچستان کے بانیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے بلوچستان جمیعت کے نائب امیر تھے ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمیعت کے ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں بھی حصہ لیا گو کامیاب نہ ہو سکے ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء بمطابق ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ کو نماز فجر کے بعد مسجد سے گھر آتے ہوئے سبی ریلوے اسٹیشن کے قریب شنٹنگ کے دوران پٹڑی سے گزرتے ہوئے ڈبوں کی زد میں آکر بحالت روزہ شہادت پائی اور ناکہ چونگی وہپال سبی کے قبرستان میں دفن کئے گئے (۲۱)
اولاد میں ایک فرزند مولانا حافظ حسین احمد صاحب استاد مدرسہ مطلع العلوم اور دو صاحبزادیاں ہیں (۲۲)

۱۱۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری آف سرگودھا

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۷ء بمطابق ۱۳۲۵ھ کو اجنالہ میں سید غلام علی شاہ صاحب کے گھر پیدا ہوئے آپ کا خاندان سادات اجنالہ کے نام سے مشہور ہے بخاری سید ہیں آپ کے والد صاحب کی اجنالہ میں کوئی زمین نہ تھی صرف مزارعت پر گزر بسر ہوتی تھی نہایت نیک سیرت تھے تمام عمر صبر و قناعت کے ساتھ بسر کی۔
مولانا سید احمد شاہ بخاری صاحب نے قرآن پاک سلطان احمد صاحب سے حفظ کیا فارسی کی کتابیں مولانا نور حسین صاحب (مسجد پراچگاہ خوشاب) اور مولانا فضل کریم صاحب سے پڑھیں موقوف علیہ تک مولانا غلام رسول صاحب، مولانا ولی اللہ صاحب اور مولانا محمد اشرف صاحب سے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پڑھیں ۱۳۵۱ھ میں اعلی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے وہاں بقیہ موقوف

علیہ کی تکمیل کر کے ۱۳۵۳ھ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھا فراغت کے بعد چار سال تک جامعہ محمدی ضلع جھنگ میں تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد کچھ عرصہ آفتاب العلوم چنیوٹ اور کچھ عرصہ ریاض الاسلام مگھیانہ میں مدرس اعلیٰ کی حیثیت سے تدریس کی ۱۳۶۸ھ کو چوکیرہ ضلع سرگودھا میں دارالھدیٰ عربی علوم کا مدرسہ کھولا ۱۹۵۶ء میں ماہنامہ الفاروق کا اجراء کیا اور اس کے ساتھ ساتھ دارالمبلغین بھی قائم کیا۔

جامعہ محمدی کے عرصہ تدریس میں مشہور نقشبندی بزرگ حضرت مولانا غلام حسین صاحب سجادہ نشین کہروڑ پکا ضلع مظفرگڑھ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور معرفت کی منزلیں نہایت سرعت کے ساتھ طے کر کے مجاز ہوئے سلسلہ قادریہ میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اسباق کی تکمیل کر کے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہوئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے لکھنے کا شوق بھی دیا تھا آپ کی تصانیف اگرچہ مختصر ہیں مگر تحقیق سے لکھی گئی ہیں جنہیں علماء نے قدر کی نظر سے دیکھا ہے آپ کی مشہور دو کتابیں ہیں۔

۱۔ تحقیق فدک۔

۲۔ دفع الوسواس بشرح حدیث قرطاس۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۹ء کو مختصر علالت (۲۶ گھنٹے بیمار رہنے کے بعد) انتقال فرما گئے آپ کی نماز جنازہ مولانا قطب الدین صاحب نے پڑھائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آبائی گاؤں کے قبرستان اجنالہ میں دفن کیا گیا اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہیں بڑے فرزند مولوی سید قاسم علی شاہ دوسرے غلام علی شاہ اور تیسرے شبیر احمد شاہ صاحب ہیں صاحبزادی صغریٰ حافظ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت متین، محقق اور سلیم الطبع انسان تھے ماہر مدرس، کامیاب مناظر اور بہترین خطیب تھے (۲۳)

۱۲۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب آف سکھر

آپ ؒ ۱۹۰۵ء کو حضرت مولانا عبدالعزیز خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی ؒ کے گھر تھریچانی ضلع سکھر میں پیدا ہوئے مولانا عبدالعزیز کے چار بیٹے تھے

۱۔ مولانا محمد صاحب ؒ

۲۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب ؒ

۳۔ حضرت مولانا محمد یحیٰ صاحب

۴۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب ؒ

چاروں بیٹے عالم باعمل تھے اور حضرت امروٹی ؒ سے بیعت تھے آپ کے والد محترم مولانا عبدالعزیز صاحب نے پوری زندگی مولانا امروٹی کے خدمت میں گذاری۔ یہاں تک کہ حضرت مولانا امروٹی نے مولانا عبدالعزیز صاحب کو وصیت کی تھی کہ میری وفات کے ایک سال بعد بھی آپ نے امروٹ شریف ہی میں رہ کر دین کی خدمت کرنی ہے مولانا عبدالعزیز ؒ نے مرشد کی وصیت کے مطابق ایک سال امروٹ ہی میں گزارا مولانا محمد ہارون ؒ نے ابتدائی تعلیم مولانا حافظ عبدالحمید صاحب آف تھریچانی اور مولانا مہراللہ صاحب آف تھریچانی سے حاصل کی ان حضرات سے آپ نے ابتدائی فارسی، ناظرہ قرآن اور تجوید و قرآت پڑھی اس کے بعد دارالعلوم دارالہدیٰ ٹھیڑی اور دارالارشاد گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدر آباد میں پڑھا آپ کے اساتذہ میں مولانا حبیب اللہ مولانا عزیزاللہ، مولانا عبدالقادر اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ؒ قابل ذکر ہیں۔

دورہ تفسیر حضرت لاہوری ؒ سے کیا آپ کے ساتھ شریک علماء میں سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا عبدالعزیز آف لاہور بھی تھے اسباق کی تکمیل پر ۱۹۵۵ء میں حضرت شیخ التفسیر ؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا آپ ؒ پوری زندگی درگاہ تھریچانی کی جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے حضرت لاہوری ؒ کی طرز پر تفسیر قرآن مجید پڑھاتے اور روزانہ صبح کو درس قرآن مجید بھی دیتے والد محترم کی وفات ۱۶اگست ۱۹۵۰ء سے زندگی کے آخری ایام (۸ مئی ۱۹۹۰ء) تک آپ ہی

مدرسہ عزیز المدارس قاسم العلوم تھریچانی شریف کے مہتمم رہے ہر جمعرات کو مجلس ذکر منعقد کرواتے سنت رسول ﷺ کے شیدائی تھے ہمیشہ کھدر کا لباس زیب تن کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں تلامذہ ہیں جن میں سے چند کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں!

۱۔ مولانا شاہ عبدالعزیز ایرانی۔

۲۔ مولانا خان محمد ایرانی۔

۳۔ مولانا محمد انور خارانی۔

۴۔ مولانا عبدالماجد مبلغ تحفظ ختم نبوت پنوعاقل۔

۵۔ مولانا فقیر محمد عثمان آف سانگی سندھ۔

۶۔ مولانا محمد شریف آف کراچی۔

۷۔ مولانا علی محمد صاحب ابروہی آف ٹنڈو محمد خان۔

۸۔ مولانا محمد صاحب آف نواب شاہ قابل ذکر ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چند حضرات کو خلافت سے بھی نوازا تھا جن میں سے۔

۱۔ محترم جناب حکیم فہیم بیگ آف لاہور۔

۲۔ مولانا رفیق احمد آف جونگل بھی ہیں۔

مولانا ہارون صاحب کو کتب بینی اور رسائل بینی کا بہت شوق تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے پاس ہندوستان بھر کے رسائل جن میں!

۱۔ الفرقان از مولانا منظور نعمانی آف لکھنؤ۔

۲۔ ہفت روزہ صدیق جدید لکھنؤ از مولانا عبدالماجد دریا آبادی۔

۳۔ سہ روزہ مدینہ بجنور از مولانا محمد مجید حسین۔

۴۔ ماہنامہ تزکرہ (عربی) از مولانا ابوالکلام آزاد۔

۵۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ از مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ ہفت روزہ چٹان۔

۷۔ ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور۔

۸۔ ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

۹۔ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔

۱۰۔ ماہنامہ بنیات۔

اور ماہنامہ البلاغ وغیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تھے.

علمی شغف کے علاوہ آپ کو ملکی سیاسی حالات سے بھی گہری دل چسپی تھی آپ جمعیت علماء اسلام ضلع سکھر کے رکن تھے.

آپ نہایت متقی و پرہیز گار بزرگ تھے آپ کی فرض نماز تو کیا کبھی نماز تہجد، نماز اشراق، چاشت اور اوابین کے نوافل تک قضا نہیں ہوئے آپ نے تین بار حج بیت اللہ کیا۔

آپ نے دو شادیاں کیں تھیں جن میں سے اللہ تعالی نے ۱۰ بیٹیوں اور ۴ بیٹوں سے نوازا تھا جو اپنے عظیم باپ کے عظیم مشن تبلیغ اسلام میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اچھے مصنف بھی تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ۳۴ رسائل کا سندھی ترجمہ کیا اس کے علاوہ چند چھوٹے چھوٹے رسائل بھی تصنیف فرمائے نام درج ذیل ہیں/

۱۔ حزب البحر۔ کل ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مختلف قسم کی دعائیں درج کی گئیں ہیں

۲۔ قاعدہ تسہیل القرآن۔ یہ نہایت آسان قاعدہ ہے اس کو بچے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں

۳۔ وصایا حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نام سے ظاہر ہے

۴۔ سورہ یوسف۔ یہ جلی حروف میں لکھی گئی ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ شوال ۱۴۱۰ھ بمطابق ۸ مئی بروز بدھ ۱۹۹۰ء کو وفات پائی (۲۴)۔ وصیت کے بمطابق آپ کو مولانا عبدالعزیز (والد حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ) کے پاؤں کی طرف تھرچانی کے قبرستان میں دفن کیا گیا (۲۵)

۱۳۔ حضرت مولانا گل محمد صاحب

آپ کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوسکے صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ آپ ایران کے رہنے والے ہیں اور ایرانی ماحول میں مسلک اہل سنت والجماعت کی بہت خدمت کی ہے شدید مخالفتوں کے باوجود آپ اپنے مسلک پر ڈٹے ہوئے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں آپ کا تیرواں نمبر ہے(۳۶)

۱۴۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب آف خانیوال

آپ ۱۹۲۲ء کو مولانا فقیر محمد صاحب کے گھر ممدال ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے پانچ سال کی عمر میں آپ نے مولانا احمد بخش صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع جھنگ سے ابتدائی تعلیم شروع کی قرآن مجید کی چند سورتیں اور پند نامہ فارسی کی ابتداء اپنے دادا صاحب سے کی اسی اثناء میں آپ کے دادا فوت ہوگئے پھر مولانا غلام رسول صاحب سے تعلیم شروع کی اسی دوران حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ممدال تشریف لائے تو آپ کے استاد نے آپ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرادیا۔

۱۹۴۱ء میں آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ امینیہ دہلی کا رخ کیا اور ۱۹۴۲ء میں دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند حاصل کی اس کے فوراً بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر قرآن مجید پڑھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بڑی شفقت کیا کرتے تھے فراغت کے بعد جھنڈیاں نیازی والا میں تدریسی کام کا آغاز کیا اس عرصہ میں ہر جمعرات کو احمد پور سیال میں جاکر درس قرآن دیتے رہے وہاں آپ کی تحریک پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی کچھ عرصہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں کام کیا وہاں شیعت کا بڑا زور تھا وہاں بھی آپ کی کوشش سے ایک مدرسہ بن گیا ۱۹۴۶ء میں خانیوال کی کہنہ مسجد میں تشریف لائے تاحال اسی مسجد کے امام و خطیب ہیں۔

۱۹۴۸ء کو حضرت لاہوری نے آپ اور آپ کے پھوپھی زاد بھائی مولانا دوست محمد صاحب کو خلافت دی

خلافت دیتے وقت حضرت لاہوری نے نصیحت کی کہ اللہ کے ذکر کی تلقین کرو اور دین کی خدمت کرتے رہو خانیوال کے ایک سو سے زائد حضرات نے مولانا محمد حسن صاحب سے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر مکمل کی ناظرہ پڑھنے والوں کا کوئی شمار ہی نہیں ہے آپ کی سرپرستی میں بہت سے دینی مدارس چل رہے ہیں(۲۷) آپ نے چھ حج کئے ہیں ابھی حیات ہیں اور آپ کی عمر ۷۱ سال کے قریب ہے مؤلف کی ملاقات ۸ فروری ۱۹۹۴ء کو ہوئی ابھی پھرحج کی تیاری کر رہے تھے آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں لباس اور خوراک غرضکہ ہر کام میں سادگی کا عنصر بہت نمایاں ہے۔

آپ نے تقریباً ۸ کتابیں لکھی ہیں ایک طبع ہو چکی ہے باقی غیر مطبوعہ ہیں نام درج ذیل ہیں!

۱۔ انوار معرفت مطبوعہ۔

۲۔ آذان رسول ﷺ غیر مطبوعہ۔

۳۔ حقیقت شیعہ غیر مطبوعہ۔

۴۔ غیر مقلد کا جواب غیر مطبوعہ۔

۵۔ حیات مسیح علیہ السلام غیر مطبوعہ۔

۶۔ اصلی نماز غیر مطبوعہ۔

۷۔ عذاب قبر اور ایصال ثواب غیر مطبوعہ۔

۸۔ الجہاد غیر مطبوعہ۔

آپ نے شادی بھی کی لیکن اولاد سے محروم ہیں (۶۸)

۱۵۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم

مولانا قاضی عبداللطیف صاحب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۲۰ء کو موضع کھینگر مداں کلاں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مولانا حافظ محمد شادمان خان کے گھر پیدا ہوئے آپ کا تعلق راجپوت خاندان اور علمی گھرانے سے ہے آپ کا خاندان عہد مغلیہ میں مشرف بہ اسلام ہوا آپ نے

ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی اور سکول کی تعلیم مڈل تک حاصل کی حفظ قرآن، کنزالدقائق نورالانوار، شرح جامی، شرح تہذیب تک کی کتب اپنے والد صاحب سے پڑھیں عمر کے سولہویں سال ۱۳۵۴ھ میں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں داخلہ لیا اور تین سال یہاں رہ کر مختلف علوم و فنون کی کتابیں مولانا حافظ مہر محمد صاحب سے پڑھیں شوال ۱۳۵۷ھ کو آپ نے مدرسہ عربیہ مسجد آرائیاں گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور وہاں توضیح تلویح متنبی ہدایہ اولین اخرین وغیرہ کتب پڑھیں ۱۳ شوال ۱۳۵۸ھ کو آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا امتحان داخلہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب نے لیا آپ کو دورہ حدیث میں شرکت کی اجازت مل گئی آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا اعزاز علی حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ریاض الدین، مولانا اصغر حسین، مولانا محمد ابراہیم مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع اور مولانا ادریس کاندھلوی شامل ہیں۔

شعبان ۱۳۵۹ھ کو آپ نے دورہ حدیث کا امتحان دیا اور ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ کو دارالعلوم دیوبند سے بذریعہ ڈاک سند فراغ موصول ہوئی سند کا نمبر ۲۸۱۱ ہے فراغت کے بعد سوہادہ ضلع جہلم میں ڈیڑھ سال درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کا کام کیا آٹھ نو ماہ تک اشاعت العلوم ڈنگہ ضلع گجرات کے تبلیغی شعبہ میں کام کیا پھر جامع مسجد گنبد والی جہلم میں امام و خطیب مقرر ہوئے ادھر درس نظامی کی تعلیم بھی دیتے رہے پھر باقاعدہ مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام کی بنیاد رکھی (۲۹) جو اللہ کے فضل و کرم سے بخوبی چل رہا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق تھا حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے اسباق لینے شروع کیئے تکمیل پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

آپ نے تحریک ختم نبوت میں بہت کام کیا ہے بارہا قید وبند کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا جنہیں آپ نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا جہلم میں شیعت کا کافی زور ہے آپ ہی نے ان کا راستہ روکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کی نعمت سے بھی نوازا ہے کئی کتابیں لکھی ہیں کچھ کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ مسئلہ مزامیر۔

۲۔ انگریزی نبی۔

۳۔ پاکستان کا غدار۔

۴۔ مسئلہ میراث۔

۵۔ شادی کی رسوم۔

۶۔ مرنے کی رسمیں۔

۷۔ عقائد علمائے دیوبند۔

۸۔ اعجاز الحق وغیرہ۔

آپ کی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں سب کو آپ نے دین پر لگایا ہے۔

آپ سادگی پسند بزرگ ہیں آپ نڈر اور بیباک عالم باعمل ہیں دل سے وعظ کہتے ہیں اور وہ دل پر ہی جا کر لگتا ہے(۳۰)

۱۶۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب

آپ ۱۳۳۶ھ کے لگ بھگ ڈیرہ بیٹ ڈیرہ اسماعیل میں ۲۷ رمضان المبارک کو صوفی ملک داد صاحب کے گھر پیدا ہوئے ناظرہ قرآن اور آٹھ پارہ حفظ اپنے حقیقی بھائی حافظ قاری غلام محمد صاحب سے پڑھے تکمیل اپنے بھائی صاحب کے استاد جناب حافظ گاموں آف کھردوائی (ڈیرہ) سے کی علم قرات کی تحصیل سید غلام ہادی شاہ آف توران سے کی بعدازاں غلام ہادی شاہ کے بھائی غلام محمد شاہ کے ساتھ امرتسر چلے گئے وہاں جمعیت علماء ہند کے ساتھ مل کر کام کیا قیام پاکستان کے موقعہ پر واپس وطن آکر جامعہ محمدی جھنگ میں اور جامعہ عربیہ چنیوٹ میں کچھ عرصہ پڑھا فراغت کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں مسجد نجاماں والی میں اپنی خدمات انجام دینے لگ گئے آپ پہلے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے بعدازاں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم ہوا حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اسباق کی تکمیل

پر خلاف ملی (۳۱)

۱۷۔ حضرت مولانا قاری عبدالکریم صاحب

آپ روسی ترکستان سکیانک کے علاقہ میں تھے دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے ایمان بچانے کے لئے حجاز گئے اکثر کتابیں مکہ مکرمہ میں پڑھیں حضرت مولانا عبیداللہ سندھی سے بھی استفادہ کیا اسی تعلق پر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر قرآن مجید پڑھی علم قرات کی تحصیل حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب سے کی کچھ عرصہ مزنگ لاہور میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے چکے ہیں کراچی میں خدام الدین کی برانچ میں بھی کام کیا ہے پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ادھر تدریس شروع کی تبلیغی جماعت والوں سے رابطہ ہے (۳۲)

۱۸۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کھیڑہ گھروٹ سرگودھا

حضرت مولانا میاں محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا کھیڑہ قوم سے تعلق تھا آپ گھروٹ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے تاریخ معلوم نہیں ہو سکی گروٹ کے مشرق کی طرف دریائے جہلم اور مغرب کی طرف تھل ریگستان کا علاقہ ہے آپ کا خاندان کھیتی باڑی کرتا ہے دینی گھرانے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے آپ کا خاندان آٹھ پشتوں سے دین کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے آپ نے اپنی تعلیم اپنے ہی بزرگوں سے حاصل کی کچھ عرصہ حضرت مولانا نور حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے خوشاب میں بھی پڑھتے رہے۔

آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا اور ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اپنے والد محترم کی وفات کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا احمد علی کو حضرت میاں صاحب نے خواب میں دیکھا تو ۸ جنوری ۱۹۵۴ء کو شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حاضر ہو کر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور ۵ سال تک حضرت لاہوری سے منازل طے کرتے رہے اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت لاہوری نے ۱۹۵۸ء کو اپنی خلافت سے نوازا

حضرت میاں صاحب نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے آپ نے اپنی اولاد میں میاں عبدالقیوم صاحب، میاں عبدالحی صاحب اور میاں عبدالقدوس چھوڑے ہیں آپ بروز جمعہ ۱۸ اگست ۱۹۶۴ کو بیمار ہوئے اور ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (۳۳)

۱۹۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

آپ رحمۃ اللہ علیہ علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کے والد صاحب مولانا عبدالواحد ایک عالم دین تھے مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ فروری ۱۹۲۸ء میں تحصیل چونی ضلع قصور میں پیدا ہوئے آباء واجداد کا وطن موضع اگی ضلع جالندھر تھا بعد میں موضع وڑائچ ضلع امرتسر میں مقیم ہوگئے۔

آپؒ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ فقیروالی ضلع بھاولنگر سے حاصل کی اور کچھ عرصہ مولانا عطاء اللہ صاحب کے پاس رہے اعلی تعلیم بھی انہی حضرات سے حاصل کی آپ کے اساتذہ میں سے ایک آپ کے والد صاحب بھی شامل ہیں آپ نے کسی مدرسہ سے سند حاصل نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی فراغت کے بعد آپ ضلع رحیم یار خان تحصیل صادق آباد میں اپنے والدین کے پاس آگئے بعد ازاں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت(۳۴) ہوئے۔ اسباق کی تکمیل پر ۱۹۵۸ء کو جس وقت آپ چک نمبر ۱۹۵ء صادق آباد میں مقیم تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا خلافت ملنے کے بعد ۱۹۶۲ء سے آپ شہر رحیم یار خان رحمت کالونی میں مقیم ہوگئے اور نماز فجر کے بعد درس قرآن اور عشاء کے بعد درس حدیث شروع کئے جو تاحیات جاری رہے آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے (۳۵)

۲۰۔ حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ سندھی

حضرت مولانا احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوانی ۱۹۲۷ء کو حاجی جناب پیر محمد شاہ کے گھر گوٹھ دیوانی شریف ضلع خیرپور میرس تحصیل کنگری میں پیدا ہوئے آبائی پیشہ کاشتکاری تھا ناظرہ قرآن فارسی کی ابتدائی کتب صرف و نحو اور فقہ کی چند کتب اپنے والد محترم پیر محمد شاہ صاحب سے پڑھیں اس کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمت میں لاہور چلے گئے تاریخ و سن معلوم نہیں ہوسکا اور شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے سلوک کی منازل طے کیں اسباق کی تکمیل پر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نوازا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نصف حصہ اپنے مرشد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی کی خدمت میں گزرا مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ شادی نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ شادی کو عبادت الہی میں حارج تصور کرتے تھے لیکن شیخ التفسیر نے شادی کی نصیحت کی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کرلی جس سے اللہ نے اپ رحمۃ اللہ علیہ کو اولاد سے نوازا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں بڑے صاجزادے دارالعلوم ٹھیڑی کے فارغ التحصیل ہیں باقی بیٹے زیر تعلیم ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فراغت کے بعد دیوانی شریف میں مدرسہ تعلیم القرآن قادریہ مین درس و تدریس شروع کی اس مدرسہ کی بنیاد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم پیر محمد شاہ صاحب نے رکھی تحی مدرسہ کے ساتھ ہی مسجد بھی تھی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں لوگوں کو ناظرہ قرآن اور قرآن پاک کی متعدد سورتیں یاد کروائیں درس و تدریس کے علاوہ پیر طریقت بھی تھے مریدین کی بھاری تعداد ہے چنانچہ چند حضرات کو اسباق کی تکمیل پر خلافت بھی عطا فرمائی اسماء گرامی یہ ہیں

۱۔ مولانا عبدالرزاق امام و خطیب میمن مسجد سکھر سندھ

۲۔ مولانا لطف اللہ گھیون کلھوڑہ خیرپور میرس سندھ

۳۔ جناب محمد چٖل سومرو گوٹھ ضلع سکھر سندھ۔

۴۔ جناب رئیس مٹھو ضلع جیکب اباد سندھ۔

۵۔ جناب مصری خان ضلع جیکب آباد سندھ۔

۶۔ جناب عبدالقادر ضلع سکھر سندھ۔

حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی سے گوٹھ دیوانی شریف میں رہتے تھے مگر ۱۹۷۴ء میں سیلاب کی وجہ سے گوٹھ دیوانی شریف پانی میں بہہ گئی سوائے مسجد کے اور کوئی مکان نہ بچ سکا اور اس طرح آپ ۱۹۷۴ء میں دیوانی شریف سے ہجرت کر کے قریب ہی تقریباً ایک میل کے فاصلے پر گوٹھ بھنڈی نزد پریالو تحصیل کنگری ضلع خیرپور میرس میں تشریف لے آئے گوٹھ بھنڈی اب دو ناموں سے موسوم کی

جاتی ہے ایک تو گوٹھ بھنڈی اور دوسرا دیوانی شریف۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کے فوراً بعد بھنڈی میں
ایک مسجد بنائی جس میں امامت کے فرائض تاحیات دیتے رہے اور آجکل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے
صاحبزادے مولوی حسن شاہ صاحب امام ہیں اور بچوں کو ناظرہ قرآن پڑھاتے ہیں۔
مولف ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو دیوانی شریف حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان سے ملاقات ہوئی تمام
معلومات حاصل کیں۔
مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ نے چونسٹھ سال کی عمر میں بیس نومبر ۱۹۹۱ء کو گورنمنٹ میڈیکل اسپتال اینڈ کالج
ایمرجنسی وارڈ نمبر ا بیڈ نمبر ۹ لاڑکانہ سندھ میں وفات پائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیوانی شریف (پرانی) کی مسجد
کے قریب دفن کیا گیا قبر بالکل کچی ہے اور نام وغیرہ کی تختی تک نہیں لگائی گئی مولف نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے
صاحبزادہ مولوی محمد حسن صاحب سے تختی نہ لگانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شرک کا
خدشہ تھا حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم دین ہونے کے علاوہ کامل پیر مرشد اور اعلیٰ درجے
کے حکیم بھی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر باوضو رہتے تھے اور زندگی کا اکثر وقت مسجد میں گزارا کرتے تھے (۳۶)

۲۱۔ حضرت مولانا حاجی میر محمد مدظلہ جونگل سندھ

حضرت مولانا حاجی میر محمد صاحب ۱۹۰۹ء بمطابق ۱۳۲۷ھ کو جونگل تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد سندھ میں
پیدا ہوئے آپ ذات کے پھوڑ ہیں آپ کے والد محترم جناب در محمد صاحب کاشتکاری کرتے تھے جو کہ
نہایت نیک سیرت بزرگ تھے حاجی میر محمد صاحب نے قرآن مجید مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیرہ سے
پڑھا۔ آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کا بہت شوق تھا جو بچپن میں بعض وجوہات کی بنا پر پورا نہ کرسکے بعد
میں آپ نے چالیس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور متواتر بیس سال تک حفظ میں لگے
رہے اس طرح ساٹھ سال کی عمر میں حفظ مکمل کیا مذہبی اور دینی مصروفیات کی وجہ سے قرآن مجید حفظ
کرنے میں زیادہ وقت لگ گیا۔
آپ نے پہلے حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی ۱۹۳۷ء کو شیخ

التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر دوسری بیعت کی کیونکہ ۱۹۲۹ء میں سید تاج محمود امروٹی فوت ہوچکے تھے حضرت حاجی میر محمد صاحب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ!

میں غالباً ۱۹۵۲ء کو شیرانوالہ دروازہ لاہور میں مدرسہ قاسم العلوم کی مسجد میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا جب واپس سندھ آنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹھ جاو اسباق کی تکمیل پہلے مکمل ہوچکی تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خلافت سے نوازا۔

حاجی میر محمد صاحب نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق شادی بھی کی جس سے اللہ تعالی نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں بیٹے دونوں فوت ہوگئے اور بیٹیاں الحمد اللہ زندہ ہیں۔

آپ کو تفسیر بینی اور دینی رسائل کے پڑھنے کا بڑا شوق رہتا ہے۔

آپ نے اکثر تفاسیر کا مطالعہ فرمایا ہے آپ کے پاس مختلف جگہوں سے رسائل بھی آتے ہیں مثلاً

۱۔ ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے۔

۲۔ الفرقان لکھنؤ سے۔

۳۔ الصدیق ملتان سے۔

۴۔ رسالہ دارالعلوم دیوبند سے۔

۵۔ الحق اکوڑہ خٹک سے۔

۶۔ البلاغ کراچی سے۔

۷۔ ترجمان اسلام لاہور سے وغیرہ۔

آپ نے جامع مسجد نور جونگل میں چالیس سال تک امامت وخطابت کی ہے اس وقت آپ کی عمر چھیاسی برس کی ہے اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں آپ اخلاص نیت پر بہت زور دیتے ہیں۔

آپ نے چار دفعہ حج کیا ہے آپ تین دفعہ تو حرمین شریفین کے سفر میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے ہیں ایک حج کا واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ!

میں اور شیخ التفسیر مکہ مکرمہ میں اکٹھے تھے شیخ التفسیر کے صاحبزادے مولانا حبیب اللہ صاحب جو مکہ مکرمہ میں ہی تھے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے ہیں کہ چند عربی حضرات آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اس پر شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم ہی چل کر ان سے ملاقات کرلیتے ہیں وہ ہمارے پاس کیوں آئیں جب ہم ان حضرات کے پاس گئے تو عربی حضرات نے تصوف کے بارے میں کہا کہ یہ درست نہیں ہے اس پر شیخ التفسیر نے تصوف کے بارے میں ایسے مدلل دلائل دیئے کہ وہ عربی حضرات تصوف کے قائل ہوگئے اور شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ استفادہ بھی کیا

مولانا حاجی میر محمد جونگل نے اپنے گاوں جونگل میں مدرسہ نورالھدیٰ کے نام سے بنایا ہے جس میں حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے مدرسہ کے ساتھ مسجد نور بھی بنوائی جس میں آپ نے چالیس سال تک امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے ہیں (۳۷)

۲۲۔ حضرت مولانا رفیق الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ صوبہ سرحد کے معروف علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے آپ کے والد محترم اگرچہ کسی درس گاہ کے فارغ التحصیل نہ تھے تاہم فقہ اور علم میراث سے خوب واقفیت رکھتے تھے مولانا رفیق الحق (۳۸) ۱۹۰۴ء کو ضلع مردان کے مشہور قصبہ طورو میں پیدا ہوئے.

آپ نے پہلے اپنے چھوٹے چچا مولوی حافظ عبدالجلیل صاحب سے قرآن مجید حفظ کیا پھرانہی سے شرح جامی اور سراجی وغیرہ پڑھیں باقی کتابیں دوسرے چچاوں مولانا عبدالجبیل اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پڑھیں ۱۳۳۶ھ کو آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا موقوف علیہ کی تکمیل کے بعد ۱۳۴۰ھ میں علامہ سید انور شاہ صاحب سے دورہ حدیث پڑھا آپ کے دوسرے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب ہزاروی مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا محمد اصغر حسین صاحب اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان اور علامہ شبیر احمد عثمانی شامل ہیں فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم جامعہ میرٹھ (مدرسہ مولانا مبارک حسین صاحب) میں تقریباً نو ماہ تک تدریس کی اچرہ نواحی آگرہ کونڈرہ نواحی ریاست

اوا گڑھ اور متھرا تحصیل پلول اور ضلع ایٹا وغیرہ مقامات پر فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے حضرت مولانا میرک شاہ کی امارت میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔

پھر سعد آباد ضلع متھرا مین چار سال تک آپ نے پہلے مدرس دوم اور پھر صدر مدرس کے عہدے پر اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں تقریبا دو سال شیخوپورہ پاکستان میں خطابت کے فرائض انجام دیئے.

۱۹۵۹ء کو محکمہ اوقاف نے جامع مسجد شیخوپورہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اور آپ کو شیخوپورہ کا ضلعی خطیب مقرر کردیا.

۱۹۷۱ء کو آپ کو صوبائی خطیب کے عہدہ پر فائز کردیا گیا اور تاحیات اسی عہدے پر فائز رہے ۱۹۵۸ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی روحانی اسباق کی تکمیل کے بعد ۱۹۴۶ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی.

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک بینات کراچی اور ہفت روزہ خدام الدین میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے آپ کی اہم تصانیف کے نام درج ذیل ہیں.

۱۔ بصائر السنۃ (دو حصے)۔

۲۔ عجالہ نافعہ۔

۳۔ بائیبل اور قرآن (عیسائی مبلغ ایس ایم پال کے رسالہ قرآن کے جواب میں)۔

۴۔ صحابہ معیار حق میں۔

۵۔ تذکرہ الرسول ﷺ۔

۶۔ زمینداری کا شرعی نظام۔

۷۔ اسلام کا معاشی نظام۔

۸۔ اسلام اور قربانی۔

۹۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔ فتنہ پرویزیت۔ (۳۹)

۲۳۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب

آپ ۱۹۲۶ء کو چاہ خمرے والا موضع کھوکھر علاقہ اسٹیشن محمود کوٹ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں ملک فضل احمد بن ملک نور محمد بن ملک محمد کے گھر پیدا ہوئے آپ کھوکھر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ابتدائی تعلیم محمود کوٹ سے حاصل کی مڈل پاس کیا پھر ناظرہ قرآن کریم پڑھا قرآن مجید اور فارسی کتب تحفہ نصائح تک میاں جی عبدالعزیز صاحب ساکن بستی آدم سے گلستان اور صرف مولانا عبدالعزیز صاحب آف مانجمن سلطان ضلع مظفر گڑھ سے فقہ نحو اور منطق کی ابتدائی کتابیں مولانا حاجی اللہ دتہ صاحب ضلع مظفر گڑھ سے پڑھیں بقیہ موقوف علیہ کی تکمیل علامہ دوست محمد (۴۰) صاحب قریشی آف خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ سے کی دورہ حدیث کے لئے خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا بخاری شریف مولانا خیر محمد جالندھری سے ترمذی شریف و مسلم شریف مولانا عبدالرحمان صاحب سے نسائی ابن ماجہ و موطا حضرت مولانا عبدالشکور صاحب سے پڑھیں اور ۱۹۴۹ء میں سند فراغ حاصل کی۔

فراغت کے بعد مسجد پونگراں کچہری روڈ ملتان میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے امام و خطیب مقرر ہوئے بچوں کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ابتدائی عربی کتب بھی پڑھانی شروع کیں نماز فجر کے بعد درس قرآن دیتے تحریک ختم نبوت میں خوب کام کیا جس کی وجہ سے آپ کو ایک سال سزا بامشقت ہوئی ۱۹۵۲ء کو آپ کی شادی حضرت مولانا خدا بخش صاحب ملتانی کی دختر نیک اختر سے ہوئی ۱۹۵۵ء میں مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ کی بنیاد رکھی جس میں صرف و نحو فقہ اور تجوید کی کتابیں پڑھانی شروع کیں آج بھی الحمد اللہ دین کا کام خوب ہو رہا ہے اس کے ساتھ پرائمری سکول بھی کھولا ہے آپ تقریباً ۳۰ سال سے مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان کے تحت بغیر کسی اجرت کے تبلیغ کر رہے ہیں تدریس تبلیغ اور تذکیر بس یہی آپ کے مشاغل ہیں.

آپ پہلے نقشبندیہ سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت حافظ کریم بخش صاحب ساکن بھاولپور گھلوال کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ان کی وفات کے بعد ۱۹۵۶ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سے بیعت ہوئے اور روحانی اسباق کی تکمیل کی ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت دی
آپ نے ایک چھوٹا سا رسالہ مجربات قادریہ کے نام سے شائع کروایا ہے(۴۱)
آپ صاحب اولاد ہیں پانچ لڑکے ہیں بڑے محمد طارق حافظ قرآن ہیں دوسرے قاری محمد صادق انور
انجمن سپاہ صحابہ ملتان کے صدر ہیں اسوقت حضرت مولانا غلام قادر صاحب کی عمر ۶۷ سال ہے(۴۲)

۲۴۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب سندھی

آپ ماہ رجب ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کو حاجی محمد ہاشم عباسی کے گھر قصبہ راضی کلہوڑو تحصیل کنڈیاری ضلع نواب شاہ میں پیدا ہوئے تعلیم کے لئے آپ کو والد صاحب نے ۱۳۴۷ھ میں اپنے استاد خلیفہ غلام حسین صاحب آف گوٹھ گنڈا شریف کے سپرد کیا آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ پرائمری تعلیم ۱۳۵۴ میں مکمل کرلی دس سال تک مولانا بزرگ عالم محمد کامل صاحب کے پاس گوٹھ جام دونگہ تعلقہ مورو ضلع نواب شاہ میں پڑھتے رہے بعد میں مولانا محمد کامل صاحب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تو آپ نے دورہ حدیث مدرسہ انوار العلوم کنڈیاری ضلع نواب شاہ میں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فاضل دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا دستار بندی گیارہ رجب ۱۳۷۰ھ میں ہوئی جلسہ دستار بندی میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے اور آپ ہی نے آپ کو دستار بندھائی اور مدرسہ کی طرف سے سند بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے عنایت فرمائی .

فراغت کے بعد شاہ پور چاکر میں دینی تبلیغی خدمات دینے میں مصروف ہوگئے ۱۳۷۱ھ میں انجمن خدام الدین لاہور نے شاہ پور چاکر شہر میں مدرسہ قاسم العلوم بنوایا اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اس کا منتظم مقرر فرمایا ۱۹۶۱ء تک آپ اسی مدرسہ میں دینی خدمات انجام دیتے رہے ۱۹۶۱ میں بعض وجوہات کی بناء پر آپ نے اس مدرسہ کو چھوڑ دیا اور ۱۹۶۱ء ہی میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے شاہ پور چاکر لاہوری محلہ میں مدرسہ مفتاح العلوم کے لئے جگہ خریدی اور حضرت لاہوری کے دست مبارک سے مدرسہ کی بنیاد رکھوائی ۱۹۶۱ء سے آج تک اسی مدرسہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۱۳۶۱ھ میں

آپ مولانا حماد اللہ ہالیجوی شریف کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور دوسری بیعت (۴۳) ۱۳۷۱ھ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر شاہ پور چاکر میں کی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں حضرت لاہوری کے ساتھ حج کیا ۱۳۷۹ھ میں آپ لاہور تشریف لے گئے اسباق کی تکمیل ہوچکی تھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت دی جس پر آپ نے فرمایا کہ حضرت اس قابل کہاں جس پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا یہ فیصلے اوپر سے ہوتے ہیں جب تک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ مل جائے ہم کسی کو خلافت نہیں دیتے ہم آپ کو خلافت کا اعزاز دیتے ہیں آپ کو مبارک ہو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کو اس سلسلے کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اب آپ کو واپسی کی اجازت ہے جاؤ اور جاکر دین کی خدمت جاری رکھو۔

اولاد میں چھ فرزند اور دو بچیاں ہیں بچے تحصیل علم دین اور تبلیغ دین میں مصروف ہیں (۴۴) حضرت مولانا محمد حسن (۴۵) صاحب جلالی طبیعت کے ہیں۔

۲۵۔ حضرت مولانا دوست محمد کبیر والوی ضلع خانیوال

حضرت مولانا دوست محمد کبیر والوی کا شمار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگردوں اور خلفاء میں ہوتا ہے سلسلہ خلافت میں آپ چھبیسویں نمبر پر ہیں آپ ۱۹۲۴ء کو چراغ دین کے گھر بستی سیوا نزد دربار سلطان باہو ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے سکول کی تعلیم دو جماعتیں اسی بستی سیوا میں پاس کیں پھر ذب کلاں نزد تحصیل شور کوٹ سے پرائمری پاس کی ازاں بعد بستی جسو کانویں کے سکول سے مڈل پاس کیا پھر دینی تعلیم کے طرف راغب ہوئے اور بستی غوث پور تھہیم والا میں تحصیل کبیر والا مدرسہ بلھڑ میں داخلہ لے کر موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی پھر کچھ عرصہ بستی انمی ضلع گجرات میں مولانا ولی اللہ صاحب سے پڑھتے رہے اس کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی تعلیم سے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز کیا ۱۵ سال تک مدرسہ بلھڑ بستی غوث پور میں پڑھایا پھر مختلف دیہاتوں میں پڑھاتے رہے پھر تین

سال مدرسہ عربیہ اشرف العلوم شجاع آباد میں حضرت مولانا عبداللہ بہلوی کے زیر نگرانی پڑھایا ۳۰ سال تک مختلف مدارس عربیہ میں پڑھاتے رہے اور مساجد میں بھی امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے آج کل مدرسہ جامعہ رحمانیہ جہانیاں منڈی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ مولانا فضل الرحمان صاجزادہ عبداللہ درخواستی ہلیخہ۔

۲۔ مولانا خلیل الرحمان درخواستی۔

۳۔ مولانا محمود الحسن خطیب پاکستان آرمی۔

۴۔ مولانا حبیب الرحمان مدرس جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔

۵۔ مولانا فضل الرحمان بن مولانا عبدالحمید بہلوی تحصیل شجاع آباد۔

۶۔ مولانا محمد ابراہیم مدرس دارالعلوم اسلامی مشن بھاولپور۔

۷۔ مولانا جمیل احمد آف کوئٹہ۔

۸۔ مولانا حافظ محمد یوسف آف دنیا پور ضلع خانیوال۔

اولاد میں ٦ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں ۔(۴٦)

۲٦۔ حضرت مولانا عبداللہ شیخ مدظلہ سندھی۔

حضرت مولانا عبداللہ شیخ صاحب ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۳۴۰ھ کو مولانا مفتی محمد صالح (۴۷) کے گھر دین پور شریف ضلع شکار پور سندھ میں پیدا ہوئے ۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی درس نظامیہ کی تکمیل کے لئے آپ نے جامعہ عربیہ گوٹھ پھولو ضلع شکار پور میں داخلہ لیا اور وہی سے سند فراغ حاصل کی فراغت کے بعد اپ نے آبائی گاؤں دین پور شریف میں جامعہ محمدیہ میں درس وتدریس شروع کردی آپ ۱۹٦۸ء کو درس و تدریس کے لئے

جامع غفرانیہ بھریا روڈ ضلع نوشہرہ فیروز سندھ میں چلے گئے اور ۱۹۷۲ء کو واپس شکار پور آئے سات سال شکار پور میں قیام کے بعد ۱۹۷۹ء میں دوست شاخ کے آخری کنارے ٹیل پر تشریف لائے اس جگہ آپ نے ایک مدرسہ جامعہ محمدیہ کے نام سے کھولا اور ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کی ۱۹۷۹ء سے تاحال اسی مدرسہ اور مسجد میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں آپ نے دوست شاخ سے تقریبا دو میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب ایک بستی بھی بسائی ہے جس میں آپ کے اہل وعیال قیام پذیر ہیں اس بستی کا نام آپ نے توحید آباد رکھا ہے اس بستی میں بھی ایک چھوٹی سی مسجد آپ نے بنائی ہے آپ سے مولف کی ملاقات بھی اسی بستی توحید آباد کی مسجد میں مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوئی مولانا عبداللہ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ زندگی کے ابتدائی ایام (یعنی علم دین کی فراغت کے بعد) میں نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ میرے بھائی مجھے کہتے ہیں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ دوکانداری میں شریک ہوجائیں اس معاملہ میں آپ مجھے کیامشورہ دیتے ہیں جواب میں مرشد صاحب نے (آپ طالبعلمی کے زمانہ ہی میں مولانا احمد علی کی بیعت ہوچکے تھے) لکھا کہ آپ مسجد میں بیٹھ کر اللہ کے دین کی خدمت کریں میرے خیال میں دوکانداری کرنے سے آپ کا دین محفوظ نہیں رہے گا اور دنیا بھی ادھوری ہی رہے گی دین کی خدمت کریں اسی میں انشاء اللہ برکت ہوگی موصوف نے اسی پر عمل کیا ہے اللہ تعالی نے دین و دنیا میں سرخرو فرمایا ہے۔

آپ الحمد اللہ صاحب اولاد ہیں اللہ تعالی نے آپ کو چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا کیں ہیں بڑے صاجزادے عبدالسلام حافظ قرآن ہیں دوسرے جناب عبدالباری صاحب نے درس نظامی کی کچھ کتب پڑھی ہیں اور دورہ تفسیر حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور سے پڑھا ہے تیسرے جناب عبدالشکور صاحب جامعہ عربیہ ہمایوں ضلع شکار پور اور چوتھے بیٹے جناب احمد حسن صاحب جامعہ اشرفیہ شکار پور میں زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا عبداللہ شیخ صاحب طالبعلمی ہی میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوگئے تھے خود بیعت ہونے کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ!

ایک دفعہ (سن و تاریخ یاد نہیں) مولانا احمد علی جو نگل ضلع جیکب آباد سندھ تشریف لائے میں اور ایک آدمی اور بھی میرے ساتھ تھا نام یاد نہیں جبکہ ابھی تک ہم طالبعلم تھے ہم دنوں نے شیخ التفسیر مولانا احمد علی سے بیعت ہونے کی درخواست کی تو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے کہا کہ مولانا احمد علی دور والوں کو بیعت نہیں کرتے پھر بھی میں خادم جاکر عرض کرتا ہوں عرض کرنے پر شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی اس طرح ہم دونوں ساتھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں بیعت کر لیا کچھ عرصہ کے بعد اسباق کی تکمیل پر میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لاہور میں حاضر ہوا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خلافت سے نوازا اور اللہ کا نام لوگوں کو بتانے کی اجازت دی (۴۸)

اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال ہے نیک سیرت بزرگ ہیں داڑھی قدر لمبی ہے مولف نے آپ کی داڑھی مبارک دیکھ کر داڑھی کو بوسہ دینے کی اجازت چاہی جو آپ نے دے دی مولف نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی داڑھی مبارک دیکھ کر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک یاد آرہی ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک اس سے بھی بڑی تھی۔

ب۔ تلامذہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل پیرو مرشد کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاد اور مدرس بھی تھے جہاں آپ نے ۲۶ خوش نصیبوں کو اپنی نیابت و خلافت سے نوازا وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے ہزاروں تلامذہ بھی چھوڑے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ اور ملت اسلامیہ کے لئے عظیم سرمایا ہیں۔

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۳۲۶ھ (۴۹) بمطابق ۱۹۰۸ء میں دستار بندی ہوئی تو حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مدرسہ دارالارشاد پیر گوٹھ جھنڈا ضلع حیدر آباد سندھ میں مدرس مقرر فرمایا تین سال پیر جھنڈا میں پڑھانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ نواب شاہ شہر میں پڑھایا بعدازاں دہلی میں

تشریف لے گئے ۱۹۱۵ء(۵۰) میں نظارۃ المعارف کا سارا انتظام حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی سے قید کر کے مختلف جیلوں پر پھیراتے ہوئے ۱۹۱۷ء میں حکومت برطانیہ لاہور لائی ۱۹۱۷ سے ۱۹۶۲ء (وفات) تک لاہور میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے اس طرح آپ نے مختلف مقامات پر پچاس سال تک تدریس کی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ !

مجھے میرے استاد مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت مولانا تاج محمود امروٹی کی دعاوں سے اللہ تعالی نے اشاعت قرآن کی توفیق دی میں ہزاروں کو قرآن پڑھا چکا ہوں ایک ہزار سے زائد عالم درج رجسٹر ہیں (۵۱)

اڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور لکھتے ہیں کہ!

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ لگایا ہوا شجرہ طیبہ اس قدر بار آور ہوا کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اڑھائی اڑھائی سو علماء بھی اس جماعت میں دورہ تفسیر کے لئے شریک ہوتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک دنیا کے کونے کونے تک خصوصا ہندو پاک میں کتاب و سنت کی صحیح اواز پہنچ گئی (۵۲)

نیز محمد ادریس اہل ماہنامہ الولی میں لکھتے ہیں کہ !

تقریبا پانچ ہزار علمائے کرام نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر قرآن مجید پڑھی ہے (۵۳)

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے جس نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد لکھی ہے اندازاً ہی لکھی ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سب تلامذہ کے حالات لکھنا ناممکن ہے یہاں چیدہ چیدہ حضرات کے مختصر حالات زندگی اور کچھ حضرات کے صرف اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی سابق رئیس الجامعہ جامعہ پنجاب لاہور

علامہ علاء الدین صدیقی پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے بڑے عالم اور دانشور تھے آپ کا حضرت لاہوری کے خصوصی تلامذہ میں شمار ہوتا ہے آپ ۱۹۰۷ء کو لاہور میں پیدا ہوئے پرائمری تک تعلیم محلہ سریا او جھنڈیاں سے میٹرک تک تعلیم ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور سے حاصل کی پھر گورنمنٹ کالج اور ایف سی کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کیا آپ نے دینی تعلیم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری مولانا عبید اللہ سندھی علامہ شبیر احمد عثمانی مولانا فضل میراں اور مولانا غلام احمد سے حاصل کی اپنے تمام اساتذہ میں سے سب سے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ ممنون تھے آڈیوریم لاہور میں حسن قرات کے مقابلے کے اجلاس کی صدارتی تقریر کرتے ہوئے علامہ صاحب نے یوں آغاز کیا!

میں نے برسوں تک حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے زمزم ولایت آثار سے آب زلال کی جرع نوشی کی ہے اور جب کبھی مجھے کوئی سلام کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلام تو حضرت مولانا کو ہو رہا ہے (۵۴) فراغت کے بعد کچھ عرصہ سرکاری ملازمت کی ۱۹۴۵ء میں ملازمت ترک کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور تحریک پاکستان میں سرگرم حصہ لیا ایک سال اور چند ماہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر رہے قیام پاکستان کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہو گئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کے سربراہ مقرر ہوئے اور دس سال سنڈیکیٹ (۵۵) اور آٹھ سال سینٹ کے رکن رہے ۱۹۶۴ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کے چئیرمین مقرر ہوئے اور ۹ سال تک اس عہدے پر کام کیا ۱۹۶۹ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہو گئے اور ۱۹۷۷ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے (۵۶)

۲۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ہزاروی

ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور آپ کا شمار بھی حضرت لاہوری

رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں ہوتا ہے آپ ۱۹۰۶ء کو تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی پرائمری تک تعلیم منگلور سے حاصل کی ایف اے ایبٹ آباد سے کیا اس کے بعد حضرت لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوکر دینی علوم حاصل کیئے کچھ عرصہ جامعہ ملیہ میں زیر تعلیم رہے ۱۹۲۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کیا ۱۹۲۵ء میں اسی یونیورسٹی سے ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۲ء تک فارسی ریسرچ سکالر کی حیثیت سے کام کرتے رہے موضوع تحقیق ادبیات فارسی میں ہندوں کا حصہ تھا ۱۹۳۲ء میں ایم اے عربی درجہ اول میں پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے ۱۹۳۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی ۱۹۳۸ء کو صیغہ فارسی کے صدر مدرس مقرر ہوئے ۱۹۴۰ء میں اردو کے لیکچرار ۱۹۴۵ء میں ریڈر اردو ۱۹۵۳ء میں پروفیسر ۱۹۵۴ء میں اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل اور ستمبر ۱۹۵۹ میں شعبہ عربی کے اعزازی صدر مقرر ہوئے۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے کئی کتب بھی تالیف فرمائی ہیں چند کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ ادبیات فارسی میں ہندوں کا حصہ (مقالہ پی ایچ ڈی)

۲۔ لطائف نامہ فخری (مع مقدمہ و حواشی)

۳۔ اردو ادب جنگ عظیم کے بعد

۴۔ تعلیم کے مقاصد (AIM OF EDUCTION)

۵۔ مقامات اقبال (۵۷)

۳۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی بین الاقوامی شہرت کے حامل عالم دین اسکالر اور عظیم مفکر ہیں ان کا تفصیلی تذکرہ خلفائے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ہزاروی

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ۱۸۹۷ء کو مولوی رسول خان کے گھر ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی ۱۹۲۰ء میں اسلامیہ کالج پشاور سے ایف ایس سی کیا ۱۹۲۵ء میں میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ سروس میں گئے ۱۹۵۵ء میں صوبہ سرحد محکمہ صحت کے ڈائریکٹر اور بعد ازاں ۱۹۵۶ء میں انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے لاہور قیام کے دوران مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دینی علوم حاصل کیے آپ نے چند کتب بھی لکھی ہیں نام درج ذیل ہیں

۱۔ تاریخ ہزارہ۔

۲۔ سفرنامہ حج۔

۳۔ تذکرہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد۔

۴۔ افادات مہر۔

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی نومبر ۱۹۸۷ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ (۵۸)

۵۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبید اللہ انور عالم باعمل اور عظیم سیاسی لیڈر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تفصیلی تذکرہ اولاد کے تحت کیا جاچکا ہے آپ شیخ التفسیر کی تصویر تھے (۵۹)

۶۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ خلف اکبر شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کا تعارف حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے ماتحت کیا جاچکا ہے(۶۰)

۷۔ شیخ بشیر احمد لدھیانوی

شیخ بشیر احمد لدھیانوی
نے مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے حجتہ اللہ البالغہ مشکوۃ شریف اور الفوزالبکبیر فی اصول تفسیر وغیرہ کتب پڑھیں (۶۱)

بشیر احمد لدھیانوی نے حضرت سندھی سے بھی خوب استفادہ کیا ہے فلسفہ شاہ ولی اللہ کو خوب سمجھا اور پھر اس کی خوب اشاعت کی آپ نے حضرت سندھی کی املائی تفاسیر کا سلسلہ ادارہ بیت الحکمت کے تحت شائع کیا ہے آپ کی درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔ قرآن دستور انقلاب (سورہ مزمل و مدثر کی تفسیر)۔
۲۔ قرآنی جنگ انقلاب (سورہ محمد کی تفسیر)۔
۳۔ قرآن عنوان انقلاب (سورہ فتح کی تفسیر۔
۴۔ قرآنی اصول انقلاب (سورہ عصر کی تفسیر)۔
۵۔ قرآنی اساس انقلاب (سورہ فاتحہ کی تفسیر)۔

اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عمرانی نظریات پر ارتفاقات معاشیہ بھی آپ کی تصنیف ہے آپ نے مولانا عبداللہ لغاری کی ضبط کردہ حجتہ اللہ البالغہ کے ابتدائی سترہ ابواب کی تشریح بھی شائع کروائی۔

اس طرح بہت سے لوگوں کو مولانا عبیداللہ سندھی کے انقلابی پروگرام سے مناسبت پیدا ہوئی (۶۲)

۸۔ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ عظیم باپ کے عظیم بیٹے تھے اور حضرت لاہوری کے خصوصی خلفاء اور تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے (۶۳)

۹۔ ڈاکٹر میاں سعید اللہ جان صاحب

ڈاکٹر میاں سعید اللہ جان صاحب علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں آپ پشاور کے رہنے والے ہیں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے کیا اس کے بعد پی ایچ ڈی اسلامیات سندھ یونیورسٹی جامشورو سے محترم جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ کی زیر نگرانی کی۔

ایک عرصہ تک پشاور یونیورسٹی شعبہ اسلامیات میں تدریسی خدمات انجام دیں شعبہ اسلامیات کے چئیرمین بھی رہ چکے ہیں۔

قرآن مجید کی تفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی بیعت کا تعلق مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب سے ہے اور انہی سے خلافت بھی ملی۔

ڈاکٹر صاحب نے کافی کتابیں لکھی ہیں چند کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ حفاظت قرآن مجید۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ قرآن مجید کا پشتو میں ترجمہ

۳۔ فوائد موضح القرآن کا پشتو میں ترجمہ (۶۴)

۱۰۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ساہیوال

مولانا عبدالعزیز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفیہ مجاز اور شاگرد تھے عالم با عمل تھے (۶۵)

۱۱۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن

ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن ۱۳ مئی ۱۹۴۱ء کو ڈھیری کیمال ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی درس نظامی کی تعلیم اپنے بھائی مولانا قاری محمد عارف صاحب سے جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی۔

۱۹۵۹ء میں ادیب عربی ۱۹۶۰ء میں میٹرک پاس کیا تجوید مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور سے پڑھی

۱۹۶۱ء میں فاضل فارسی ۱۹۶۳ء میں ایف اے درجہ اول میں پاس کیا ۱۹۶۵ء میں پشاور یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا ازاں بعد ایم اے عربی' اسلامیات اردو فارسی اور پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی سے کی ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ میں بطور لیکچرار تقرری ہوئی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھا حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری سے خلافت عطا ہوئی آجکل ڈاکٹر صاحب آرمی ایجوکیشن کور میں کرنل کے عہدے پر فائز ہیں آپ نے سو کے قریب کتابیں لکھیں ہیں چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ معاصرین اقبال

۲۔ علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات

۳۔ مشاہیر علماء(۶۶) (۳ جلدیں)

ڈاکٹر موصوف مولّف کے استاد ہیں.

۱۲۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد ایک بڑے مبلغ اسلام تھے آپ کی دعوت و تبلیغ کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر تقریبا ۲۵۰۰ غیر مسلم مسلمان ہوئے جن کا مکمل ریکارڈ آج بھی آپ کے صاحبزادے مفتی عبدالرشید کے پاس ہے آپ کا حضرت لاہوری کے خلفاء اور شاگردوں میں (۶۷) تذکرہ ہوتا ہے

۱۳۔ حضرت مولانا محمد مدنی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد مدنی سندھی ۱۳۱۲ھ کو ھالہ جدید قصبہ ہنبرہ ضلع حیدر آباد سندھ کے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے سندھ کے ایک مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی دوران تعلیم ہی اللہ تعالی نے اسلام کی حقانیت دل میں ڈال دی چنانچہ ۱۲ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا ۱۳۲۶ھ کو مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں مولانا سید حسین احمد مدنی مولانا عبیداللہ سندھی اور شیخ عبداللہ السراج سے پڑھتے رہے واپس آکر دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی سے لاہور میں قرآن مجید

کی مکمل تفسیر پڑھی دوبارہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور شیخ الحرم ہوگئے بعد ازاں کچھ عرصہ کراچی میں بھی اپنی خدمات انجام دیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے آخری پندرہ پاروں کی تفسیر بنام تفسیر مولانا محمد مدنی سندھی لکھی آپ نے قرآن مجید کا سندھی میں ترجمہ بھی کیا ہے مولانا محمد مدنی سندھی ۱۴۰۰ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرماگئے (٦٨)

۱۴۔ حضرت مولانا محمد شعیب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد شعیب ہزاروی کا تفصیلی تذکرہ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے ماتحت ہوچکا ہے جو اسی باب کے صفحہ نمبر۹۸، 99 پر دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ حضرت مولانا محمد ہارون صاحب سندھی تھربچانی ضلع سکھر

حضرت مولانا محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ کا تفصیلی تذکرہ بھی اسی باب کے صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶ ہوچکا ہے اُدھر ملاحظہ فرما سکتے ہیں

۱٦۔ حضرت مولانا محمد حسن صاحب خانیوال

مولانا محمد حسن کا تذکرہ بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کے تحت ہو چکا ہے جو اسی باب کے صفحہ نمبر ۱۵۸، 109 پر دیکھے جاسکتے ہیں

۱۷۔ حضرت مولانا حافظ نثار احمد سندھی

مولانا نثار احمد صاحب ۱۹۱۴ کو کنڈی نزد فلجی ضلع دادو میں حافظ محمد صادق کے گھر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی پھر دارالہدیٰ ٹھیڑی میں تکمیل کی ازاں بعد دارالعلوم دیوبند سے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دوسال پڑھا فراغت کے بعد مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر دورہ تفسیر پڑھا اور اول پوزیشن حاصل کی۔

آپ نے ۹ سال دارالہدیٰ ٹھیڑی میں چھ سال جھنیال ضلع دادو ۲ سال خیرپور میرس دس سال کنڈی ایک سال قاری محمد مدنی کے مدرسہ اور تیس سال تک بھاولپور ضلع دادو میں درس و تدریس اور امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے آپ نے ۳۵ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی خوب کیا ہے چند کتب کے نام یہ ہیں!

۱۔ سیرہ الرسول ﷺ (سندھی زبان میں)۔

۲۔ تفسیر القرآن (سندھی نامکمل)۔

۳۔ فتاویٰ انوریہ مکمل (سندھی میں)۔

۴۔ ملفوظات حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ صرف و نحو۔

۶۔ تاریخ سندھی شاعری پر بیاض۔

آپ نے اپنے پیچھے ہزاروں شاگرد چھوڑے ہیں چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ قاری محمد اسماعیل مرحوم گول مسجد براج کالونی سکھر۔

۲۔ مولانا مفتی امداد اللہ مرحوم ٹھیڑی سندھ۔

۳۔ مولانا فضل اللہ مرحوم ٹھیڑی سندھ۔

۴۔ مولانا بدرالدین پھلپوٹو خیرپور میرس۔

حضرت مولانا حافظ نثار احمد سندھی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو دادو میں رحلت فرما گئے اور حضرت مخدوم

بلال رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا (۶۹)

۱۸۔ حضرت مولانا امیر محمد لاشاری سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امیر محمد ۱۹۰۳ء کو گوٹھ علی محمد لاشاری ضلع سکھر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے بھائی علی محمد لاشاری سے حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کی تکمیل دارالعلوم ٹھیڑی سے کیا ۱۹۳۶ء کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھا ۱۹۴۰ء میں مدرسہ انوارالعلوم گوٹھ پیا رو کھوسو جیکب آباد کی بنیاد رکھی پوری زندگی درس و تدریس میں امامت و خطابت میں گزاری آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں ہے چند کے نام درج ذیل ہیں!

۱۔ حضرت مولانا عبدالرحیم جیکب آباد سندھ۔

۲۔ مولانا نور محمد بھگٹی آف بلوچستان۔

۳۔ مولانا قمرالدین کھوسو آف سندھ۔

۴۔ مولانا حکیم عبدالرحیم بگر آف بلوچستان۔

۵۔ حضرت مولانا پروفیسر امیرالدین مہر صاحب آف میرپور خاص حال پروفیسر بین الاقوامی اسلامیہ یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان۔

(یہ معلومات پروفیسر امیرالدین مہر سے دوران ملاقات ۱۱ اگست ۱۹۹۴ء کو حاصل ہوئیں)

۱۹۔ حضرت مولانا سید علامہ عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی صاحب

سید عنایت اللہ شاہ بخاری ایک محقق عالم باعمل اور عظیم سکالر ہیں شاہ صاحب کا شمار بھی حضرت لاہوری کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ہوتا ہے آپ ۱۹۰۱ء (۷۰) کو گول ریاست کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد محترم کے ساتھ ۱۹۱۹ء کو موضع نندو وال ضلع گجرات میں ہجرت کر آئے ابتدائی تعلیم نندو وال میں حاصل کی جماعت نہم تک گورنمنٹ ہائی سکول دولت نگر گجرات میں تعلیم حاصل کی۔

دینی تعلیم کی تکمیل سورت سے ہوئی فراغت کے بعد مولانا حسین علی بہچراں ضلع میانوالی سے تفسیر قرآن پڑھی ملتان جیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے قرآن مجید کی مکمل تفسیر پڑھی فراغت کے بعد آپ نے جامعہ ڈھابیل دولت نگر اور گجرات میں چھ سال درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے ۲۹ نومبر ۱۹۵۷ء کو جمعیت اشاعت توحید و سنت قائم ہوئی تو آپ اس کے نائب امیر اور مولانا قاضی نور محمد صاحب کو امیر مقرر کیا گیا (۷۱) آجکل آپ جمعیت کے سربراہ ہیں ازاں بعد آپ نے فیصل گیٹ گجرات شہر میں مدرسۃ البنات ضیاء الاسلام قائم فرمایا جس میں اکثر اسلامی ممالک کی لڑکیاں زیر تعلیم ہیں لڑکیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے لڑکوں کے لئے الگ مدرسہ قائم کیا ہے دونوں مدارس پاکستان کے بہترین مدارس میں سے شمار ہوتے ہیں دونوں مدارس میں شہادۃ العالیہ تک تعلیم دی جاتی ہے (۷۲)
حضرت شاہ صاحب بہترین مقرر اور مبلغ اسلام ہیں ہزاروں لوگوں کے دلوں میں آپ کی تقاریر کی وجہ سے شرک و بدعت سے نفرت پیدا ہوئی ہے شاہ صاحب کی اس وقت عمر ۹۵ سال ہے۔

۲۰۔ حضرت مولانا عبدالقادر پھنور سندھی صاحب

مولانا عبدالقادر جناب عمر دین کے گھر اپریل ۱۹۱۹ کو گوٹھ غلام پھنور ضلع دادو میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گوٹھ غلام پھنور دارالعلوم تعلیم القرآن سے حاصل کی ۱۳۵۴ ھ میں دارالہدی ٹھیڑی میں داخلہ لے کر ۱۳۵۸ ھ بمطابق ۱۹۳۸ کو درس نظامی کی تکمیل کرکے سند فراغ حاصل کی ۱۹۴۴ء کو حضرت لاہوری سے دورہ تفسیر پڑھا فراغت کے بعد دادو شہر میں ڈیڑھ سال آٹھ ماہ جیکب آباد ۱۹۴۵ء کا سال کنڈیارو میں ۱۹۴۶ء کا سال دارالسلام دادو میں تدریس کے فرائض انجام دیئے ۲۱ مئی ۱۹۵۳ء سے ۱۸ مئی ۱۹۸۱ء تک ضلع دادو کے مختلف سکولوں میں عربی کے استاد رہے اس کے ساتھ ساتھ نورانی مسجد پھولجی اسٹیشن میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ۱۹۸۱ء میں آنکھوں میں موتیا اترنے اور دیگر دماغی بیماریوں کیوجہ سے گورنمنٹ سروس سے ریٹائر ہوگئے اب زیادہ تر

وقت عبادت و ریاضت میں گذارتے ہیں۔

آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا حبیب اللہ آف کراچی۔

۲۔ مولانا غلام مرتضیٰ ملک آف دادو۔

۳۔ مولانا عبدالحق دادوی سابق ڈی۔ ای۔ او۔

۴۔ مولانا مفتی دائم دین آف سکھر۔

۵۔ مولانا خیر محمد صاحب آف کوئٹہ۔

آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اب آپ کی عمر ۷۵ سال ہے (مؤلف نے مولانا عبدالقادر صاحب کو خط لکھا جس کے جواب میں آپ خود ہی مؤلف کے غریب خانہ حیدر آباد چھاونی میں ۲۴ جولائی ۱۹۹۴ء کو تشریف لے آئے اور یہ مختصر حالات لکھوائے)

۲۱۔ حضرت مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق عالم دین اور ایک مجاہد بزرگ ہیں آپ ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۷ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق (۷۳) صاحب کے گھر اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی ۱۹۴۵ء میں مدرسہ تعلیم القرآن سے پرائمری پاس کیا ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی گئی تو آپ اس کے اولین طلبہ میں شامل تھے اسی مدرسہ سے ۱۹۵۷ء میں سند فراغ حاصل کی اسی سال شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تفسیر قرآن مجید پڑھی ۱۹۵۸ء میں تدریسی زندگی کا آغاز دارالعلوم حقانیہ سے کیا آجکل آپ اسی دارالعلوم کے مہتمم ہیں۔

جامع مسجد اکوڑہ خٹک میں جمعہ کا خطبہ اکثر آپ ہی دیتے ہیں آپ نے دارالعلوم دیوبند کا سفر بھی کیا ۱۹۶۴ء میں پہلا اور ۱۹۶۹ میں دوسرا حج ادا کیا ۱۹۶۸ء میں تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ کی فرمائش پر

قرآن اور تعمیر اخلاق کے موضوع پر آپ نے ایک فاضلانہ مقالہ پڑھا اسلام اور عصر حاضر آپ کی بہترین تصنیف ہے جون ۱۹۷۱ میں افغانستان گئے آپ ماہنامہ الحق کے مدیر بھی ہیں سینٹ کے ممبر بھی ہیں اولاد میں دو فرزند مولانا حامد الحق (جو دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور آجکل مدرسہ ہذا میں مدرس ہیں) اور دوسرے ارشد الحق ہیں (۷۴)

۲۲۔ حضرت مولانا خوشی محمد میرو خانی ضلع لاڑکانہ سندھ

مولانا خوشی محمد ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۸۹ء کو میرو خانی ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے (۷۵) آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اور چھٹی تک سکول کی تعلیم میرو خان ہی سے حاصل کی ازاں بعد کچھ عرصہ سندھ سے اور کچھ عرصہ بلوچستان سے دینی تعلیم حاصل کی اور ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ کو دستار بندی ہوئی فراغت کے بعد حضرت مولانا تاج محمود امروٹی کے حکم سے شہر اہیر میں تدریس شروع کی۔

۱۳۵۲ھ کو شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دورہ تفسیر مکمل کرنے پر سند حاصل کی دورہ تفسیر میں اول آئے (۷۶) مولانا میرو خانی بلند پائے کے عالم تھے حد تو یہ تھی کی قیام لاہور میں فرصت کے اوقات میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ بعض مسائل میں تبادلہ خیال کرتے تھے آپ نے ایک انجمن بنام محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کی آپ کا سیاسی لحاظ سے جمعیت علمائے ہند کے ساتھ تعلق تھا (۷۷) مولانا میرو خانی احیائے اسلام کے سلسلہ میں چلنے والی ہر تحریک کے ساتھ وابستہ رہے خصوصا تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ نے ۱۳۵۵ھ میں فریضہ حج ادا کیا

آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے جن میں سے حضرت مولانا عبدالکریم قریشی آف بیر شریف سندھ

۲۔ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی سابق چئیرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی حال ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ اور

۳۔ حضرت مولانا عبداللہ چاندیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں آخر کار یہ مرد مجاہد ۲۵ شوال ۱۳۹۶ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو اس دارفانی سے رخصت ہوگیا۔

(مؤلف کو یہ حالات جناب واحد بخش تونیہ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول میروخاں ضلع لاڑکانہ سے بذریعہ خط ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۴ کو موصول ہوئے)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں ہے سب کے حالات اس جگہ درج کرنا ناممکن ہے چند حضرات کے مختصر حالات درج کردیئے ہیں اب صرف کچھ حضرات کے اسماء گرامی اور اگر کسی بزرگ کی تصانیف ہیں تو ان کا حاشیہ میں تذکرہ درج کیا جاتا ہے۔

۲۳۔ حضرت مولانا ابرار شاہ ہزاروی.

۲۴۔ حضرت مولانا سید چراغ الدین شاہ صاحب ،

۲۵۔ حضرت مولانا عبداللہ شجاع آبادی (۷۸)۔

۲۶۔ مولانا علی اصغر عباسی (۷۹)۔

۲۷۔ مولانا حمید الرحمان ایبٹ آبادی (۸۰)۔

۲۸۔ مولانا قلندر خان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۹۔ مولانا حبیب الرحمان صاحب۔

۳۰۔ مولانا مفتی محمد عیسی مدظلہ۔

۳۱۔ مولانا غلام قادر صاحب (۸۱)۔

۳۲۔ مولانا خلیل احمد شاہ ہزاروی۔

۳۳۔ مولانا محمد سلیمان صاحب ہزاروی۔

۳۴۔ مولانا محمد غفران صاحب ایبٹ آبادی۔

۳۵۔ مولانا سید محمود صاحب بٹگرامی ہزارہ۔

۳۶۔ مولانا قاضی عبدالرحمان صاحب مانسہروی۔

۳۷۔ مولانا محمد ایوب مترصاحب۔

۳۸۔ مولانا شفیق الرحمان ایبٹ آبادی۔

۳۹۔ مولانا عبدالکریم صاحب ہزاروی۔

۴۰۔ مولانا محمد شریف سرگودھوی (۸۲)۔

۴۱۔ مولانا قاری غلام فرید صاحب چکوالی (۸۳)۔

۴۲۔ مولانا عبدالباقی دیروی (۸۴)۔

۴۳۔ مولانا قدرت اللہ آف صوابی۔

۴۴۔ مولانا مفتی محمد شریف صاحب جہلمی (۸۵)۔

۴۵۔ مولانا حاجی احمد عبدالرحمان صاحب نوشہروی (۸۶)۔

۴۶۔ مولانا مفتی محمود حسن ہزاروی (۸۷)۔

۴۷۔ مولانا نور اللہ (۸۸) داماد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۸۔ مولانا ثناءاللہ کشمیری۔

۴۹۔ مولانا خلیل احمد شاہ صاحب۔

۵۰۔ مولانا خلیل الرحمان نعمانی۔

۵۱۔ مولانا خلیل الرحمان ہزاروی۔

۵۲۔ مولانا سید محمود صاحب۔

۵۳۔ مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی (۸۹)۔

۵۴۔ مولانا عبدالستار توحیدی۔

۵۵۔ مولانا عبدالمالک بالا کوٹی۔

۵۶۔ مولانا غلام روف صاحب۔

۵۷۔ مولانا حافظ فضل احمد۔

۵۸۔ مولانا قاضی فضل احمد پشاوری۔

۵۹۔ مولانا محمد ادریس کاغانی۔

۶۰۔ مولانا حکیم محمد نذیر احمد صدیقی سنکھتروی سیالکوٹی۔

۶۱۔ مولانا ولی اللہ قریشی صاحب۔

۶۲۔ مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰)۔

۶۳۔ مولانا محمد جان واہ کینٹ۔

۶۴۔ مولانا شاہ محمد جمالی حیدر آبادی (۹۱)۔

۶۵۔ جناب ظہیر احمد تاج (۹۲) عثمانی کراچی۔

۶۶۔ مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۷۔ مولانا مفتی عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۸۔ مولانا سیف الدین صاحب بہاری۔

۶۹۔ مولانا محمد صابر صاحب۔

۷۰۔ الحاج چوہدری عبدالرحمان مرحوم۔

۷۱۔ مفتی علی محمد صاحب۔

۷۲۔ مولانا محمد امیر آف میانوالی۔

۷۳۔ مولانا ضیاء صاحب گجراتی۔

۷۴۔ مولانا عبدالوارث چنیوٹی۔

۷۵۔ مولانا محمد اکبر شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

۷۶۔ مولانا حافظ نذیر احمد گجراتی۔

۷۷۔ مولانا شمس الدین بنگالی۔

۷۸۔ مولانا محمد ابراہیم فتح خانی تونسوی۔

۷۹۔ مولانا عبدالحلیم مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

۸۰۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اکوڑہ خٹک۔

۸۱۔ مولانا محمد طاہر قاسمی سابق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

۸۲۔ مولانا کفیل احمد صاحب بجنوری استاد مدرسہ انصاریہ کلکتہ۔

۸۳۔ خواجہ عبدالوحید صاحب ایڈیٹر الاسلام (انگلش) کراچی۔

۸۴۔ ڈاکٹر محمد فاروق صاحب ایم اے پروفیسر دیال سنگھ کالج لاہور۔

۸۵۔ پروفیسر سعادت علی خان۔

۸۶۔ حکیم نور محمد حیدر آبادی سندھی۔

۸۷۔ مولانا سید احمد شاہ صاحب آف ڈیرہ اسماعیل خان۔

۸۸۔ مولانا فضل الٰہی عارف۔

۸۹۔ کیپٹن غازی خدا بخش۔

۹۰۔ مولانا محمد طاہر پنج پیری۔

۹۱۔ قاری سید عبداللہ شاہ بخاری آف کراچی۔

۹۲۔ مولانا محمد ذاکر آف انڈیا۔

۹۳۔ مولانا بلال الدین آف افغانستان۔

۹۴۔ مقبول عالم بی اے۔

۹۵۔ مولانا محمد عارف آف سجاول سندھ۔

۹۶۔ مولانا محمد صاحب پھنور بھینڈا شریف سندھ۔

۹۷۔ مولانا محمد عثمان صاحب سجاولی سندھی۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں نہ صرف مرد حضرات بلکہ خواتین بھی شامل ہیں چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۹۸۔ آپاجی امتہ اللہ قریشی لاہور۔

۹۹۔ آپا جی محمودہ بیگم لاہور۔

طوالت کے خوف سے حضرت لاہوری کے صرف ننانوے تلامذہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا جہاں آپ نے کثیر تعداد میں خلفاء، تلامذہ اور مریدین چھوڑے ہیں وہاں پچاس کے قریب آپ کی تصانیف بھی ہیں جہاں صرف ان کی اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے کتب و رسائل کا تفصیلی تذکرہ شیخ التفسیر کی علمی خدمات کے تحت ہوگا۔

ج۔ تصنیفات شیخ التفسیر کی اجمالی فہرست

۱۔ اسلام میں نکاح بیوگان۔

۲۔ احکام شب برات۔

۳۔ اصلی حنفیت۔

۴۔ احکام وراثت از روئے شریعت۔

۵۔ اسلام ہند خطرہ میں۔

۶۔ اسلام کا فوجی نظام۔

۷۔ اسلام اور ہتھیار۔

۸۔ استحکام پاکستان۔

۹۔ بہشتی اور دوزخی کی پہچان۔

۱۰۔ تذکرہ الرسول الاسلامیہ۔

۱۱۔ توحید مقبول۔

۱۲۔ تحفہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۳۔ تحفہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۴۔ تفسیر سورہ العصر۔

۱۵۔ تفسیر سورہ الفلق۔

۱۶۔ تفسیر سورہ القریش۔

۱۷۔ تفسیر سورہ الکوثر۔

۱۸۔ تفسیر سورہ علق۔

۱۹۔ تفسیر سورہ الناس۔

۲۰۔ تفسیر قرآن مجید بنام قرآن عزیز محشی۔

۲۱۔ پیغام رسول ﷺ۔

۲۲۔ پیر اور مرید کے فرائض۔

۲۳۔ حرمت مزامیر از روئے شریعت۔

۲۴۔ خلاصہ مشکوٰہ شریف۔

۲۵۔ خطبات جمعہ (آٹھ جلدیں)۔

۲۶۔ خلق محمدی ﷺ۔

۲۷۔ خدا کی نیک بندیاں۔

۲۸۔ خدا کی مرضی۔

۲۹۔ شہادت حضرت حسین ؓ۔

۳۰۔ ضرورہ القرآن۔

۳۱۔ علمائے اسلام اور عنایت اللہ مشرقی۔

۳۲۔ فوٹو کا شرعی حکم۔

۳۳۔ فلسفہ نماز۔

۳۴۔ فلسفہ زکواۃ۔

۳۵۔ گلدستہ صد احادیث نبوی ﷺ۔

۳۶۔ مسنونہ وظیفے۔

۳۷۔ مقصد قرآن۔

۳۸۔ شرح اسماء الحسنیٰ۔

۳۹۔ نجات دارین کا پروگرام۔

۴۰۔ فلسفہ عید قربان۔

۴۱۔ فلسفہ روزہ۔

۴۲۔ مجالس ذکر۔ (دس حصے)

۴۳۔ مسلمان عورت کے فرائض۔

۴۴۔ مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی زبان میں بھی گیارہ رسائل تصنیف کئے ہیں اجمالی فہرست درج ذیل ہے۔

1. Islam and Ahmadism.

2. Wisdom of the Quran (I)

3. Quranic conceptions of national solidarity and international peace.

4. Wisdom of the Quran (II)

5. Quran and science

6. Preaching of Islam

7. Reform of muslim society.

8. Spirt of Islamic culture.

9. the Quranic origin of the Islamic Polity.

10. the secrete of inviolable of the five prayers

11. Islams Solution of the basic Economic Probloms.

اس باب کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی اور روحانی مقام بہت ہی بلند ہے آپ کے اس مقام بلند کا ایک دور معترف ہے

حوالجات و حواشی

۱۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود خالد ہفت روزہ "خدام الدین" امام الاولیاء شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۲۰۱

۲۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جون ۱۸۹۶ء کو مانسہرہ ' ہزارہ میں حکیم سید گل صاحب کے گھر پیدا ہوئے آپ نے ۱۹۱۹ء میں مولانا انور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی ' دارالعلوم دیوبند میں اس سال مولانا محمد اسحاق کانپوری رحمۃ اللہ علیہ اول اور آپ دوسرے نمبر پر آئے ۔ فراغت کے بعد ساری عمر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف ہوکر رہ گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ صوبائی اور قومی اسمبلی پاکستان کے ممبر بھی رہ چکے ہیں - حضرت لاہوری کے ہمعصر علماء میں سے تھے ۴ فروری ۱۹۸۱ء کو ہزارہ میں وفات پائی (ڈاکٹر فیوض الرحمن " معاصرین اقبال " نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۸۶۰)

۳۔ مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ " خدام الدین شیخ التفسیر نمبر" ص ۱۹۸

۴۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "کتاب الحسنات" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق اگست ۱۹۸۵ء ص ۳۳

۵۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد ۲۶ ہی ہے جس کی تصدیق حضرت مولانا میاں اجمل قادری امیر انجمن خدام الدین صاحب نے بھی کی ہے اور جن دو حضرات (مولانا محمد عبداللہ شیخ صاحب موضع توحید آباد ضلع شکار پور سندھ اور مولانا دوست محمد صاحب غوث پوری تحصیل کبیروالا ضلع خانیوال) کا ذکر عبدالحمید خان مصنف " مرد مومن " اور ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن مصنف " حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان

آ

کے خلفاء " نے نہیں کیا مگر مولف کا رابطہ ان دونوں خلفاء سے بھی ہوا تو دونوں حضرات نے خلافت کی تصدیق کی - اس کے علاوہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ محمد عثمان غنی بی ۔اے نے " ملفوظات طیبات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی" کے صفحہ نمبر ۴ پر خلفاء کی تعداد ۲۶ لکھی ہے اور مولانا دوست محمد صاحب کو نمبر ۲۵ پر اور مولانا عبداللہ صاحب کو نمبر ۲۶ پر رکھا ہے۔

۶۔ حامی عبیدی دین پوری " ید بیضا" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کمبائن پرنٹرز لاہور ۱۹۷۸ء ص ۱۰۸ ۔ ۱۰۹

۷۔ مؤلف نے ۱۰ فروری ۱۹۹۴ء کو آپ کی مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی -

۸۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " مشاہیر علماء" فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت۔ن) جلد اول صفحہ ۱۹۔ تا ۲۹

۹۔ سید ابوالحسن علی ندوی " پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی کیم ستمبر ۱۹۷۲ء جلد اول ص ۱۳۴۔

۱۰۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن "شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء" پاکستان بک سنٹر اردو بازار لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۱۶۔

۱۱۔ اختر راہی " تذکرہ علمائے پنجاب " مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۱ء ص ۳۱۰

۱۲۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء" ص ۲۲۴

۱۳۔ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمن "حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری اور ان کے خلفاء "پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور (ت۔ن) ص ۱۰۔۲۷۔

ڈاکٹر فیوض الرحمن " حضرت مولانا احمد علی اور ان کے خلفا ص ۲۲۵ ۔ ۲۴۱

اختر راہی " تذکرہ علمائے پنجاب " ص ۱۳۷ - ۱۳۹

۱۴۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " مشاہیر علماء " فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور حفیظ پریس لاہور (ت-ن) ص ۵۹۔

۱۵۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" جلد دوم ص ۷۶۱ - ۷۶۳۔

۱۶۔ ہفت روزہ " خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور انجمن خدام الدین لاہور ۲۰ جولائی ۱۹۷۹ء ص ۱۴

۱۷۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات " فرنٹیر پبلشنگ اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۵۷ تا ۶۸ --- ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء " ص ۲۵۶ تا ۲۸۷--- ڈاکٹر فیوض الرحمن " مشاہیر علماء " جلد اول ص ۵۰۴ تا ۵۱۱

۱۸۔ اختر علی خان بلوچ بلوچستان کی نامور شخصیات رائل بک کمپنی کراچی ۱۹۹۴ء جلد اول ص ۶۴۔

۱۹۔ ذکری مذہب کا زیادہ زور ضلع مکران بلوچستان میں ہے ' یہ دراصل مہدویوں کی ایک شاخ ہے جس کی ابتداء ۹۰۱ھ میں ہوئی ۔ اس فرقہ کا بانی میراں سید محمد جونپوری ہے ۔ جو جمادی الاول بروز پیر ۸۴۷ھ بمطابق ۱۴۴۳ء کو جونپور (دو آبہ) ہندوستان میں پیدا ہوئے ۔ شروع جوانی میں علوم مروجہ سے فراغت حاصل کی اور شیخ دانیال چشتی کے مرید ہوگئے اس کے بعد ہی تارک دنیا ہوگئے ۹۰۱ھ میں حج کیا اور مکہ معظمہ میں مہدویت کا دعویٰ کیا ۔ اس کے بعد ہندوستان آئے علماء کی مخالفت کی وجہ سے ہندوستان کو چھوڑ کر ۹۰۵ھ میں موجودہ پاکستان کے علاقہ ٹھٹھہ (سندھ) میں آئے اور یہاں تقریباً چھ ماہ قیام کرنے کے بعد بلوچستان کے غیرآباد اور دشوار گزار راستوں سے ہوکر آپ اپنی کثیر

جماعت کے ساتھ قندھار پہنچے۔ قندھار سے فراہ (جو اس وقت ایران میں داخل تھا اور اب افغانستان میں شامل ہے) آئے اور فراہ ہی میں ۱۹ ذی قعدہ ۹۱۰ھ کو انتقال کر گئے (مفتی رشید احمد صاحب "ذکری فرقہ" دارالافتاء والارشاد جی ۱۳/۱ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی یکم جمادی الاول ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۰ اپریل ۱۹۷۸ء ص ۱۸)

ذکریوں کے مختصر عقائد یہ ہیں

۱۔ سید محمد جونپوری کو مہدی ماننا فرض ہے۔ اور انکار کرنا کفر ہے۔

۲۔ سید محمد جونپوری کے ساتھی تمام انبیاء سے سوائے محمد ﷺ کے افضل ہیں۔

۳۔ احادیث نبوی ﷺ کی تصدیق سید محمد جونپوری سے ضروری ہے۔

۴۔ انبیاء کے امتی مسلمان تھے اور انصاف نامہ کی روایت کے مطابق پورے مسلمان تو صرف سید محمد جونپوری اور حضور ﷺ ہیں۔

۵۔ مرنے کے بعد تمام ارواح کو ایک دفعہ سید محمد جونپوری کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا اور وہ ان کی تصحیح کریں گے، جو وہاں مقبول ہوا مقبول ہے اور جو مردود ہوا وہ مردود ہے۔

۶۔ اگر اس فرقہ کے لوگوں میں سے کوئی مر جائے تو ترکہ مع وارثوں کے باقی لوگوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۷۔ ذکریوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد مہدی رسول اللہ ہے۔

۸۔ یہ لوگ نماز کے منکر ہیں اور نماز کی بجائے پانچ وقت ذکر کرتے ہیں (جس کی وجہ سے ان کو ذکری کہا جاتا ہے)

۹۔ رمضان کے روزوں کے منکر ہیں۔

۱۰۔ بیت اللہ کی بجائے کوہ مراد میں (جو تربت ضلع مکران کے قریب ایک میل کے

فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے) جاکر حج کرتے ہیں ۔

یہ چند ان کے موٹے موٹے عقائد ہیں جو ذکر کردیے گئے ہیں ۔ ذکریوں کی کل تعداد تقریباً تیس ہزار کے لگ بھگ ہے جو مکران ' مارہ ' پسنی ' کراچی ' گچک ' درخشاں (مضافات پنجگور) کولواہ مشکے ' جھاو' اور لسبیلا وغیرہ علاقوں میں رہتے ہیں ۔ (یہ عبارت وعقائد حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب ذکری فرقہ کے صفحہ نمبر ۱۸' ۱۹' ۲۰ اور حضرت مولانا محمد حیات کی کتاب "ذکری فرقہ پر ایک نظر" صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازہ نشرروڈ نزد لسبیلا چوک کراچی نمبر ۵ ۹ جمادی الاول بمطابق ۱۸ اپریل ۱۹۷۸ء کے صفہ نمبر۹' ۱۰' ۱۱ سے لی گئی ہے۔)

۲۰۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن ""مشاہیر علماء" جلد ۲ ص ۴۹۵ --ہفت روزہ "الجمعیت" لاہور ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء ص ۱۱۔

۲۱۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن " شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء" ص ۲۷۹-۲۸۴۔

۲۲۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن مشاہیر علماء حصہ دوم ص ۴۹۷۔

۲۳۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء" ص ۳۶-۴۱۔

۲۴۔ یہ معلومات مولف نے مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۴ء کو مولانا دوست محمد صاحب (تلمیز رشید حضرت مولانا ہارون صاحب) سے حاصل کیں بعدازاں حافظ عبدالعزیز صاحب (صاجزادہ مولانا ہارون اور مہتمم مدرسہ عزیز المدارس قاسم العلوم تھریچانی) سے تصدیق کروائی۔

۲۵۔ مؤلف نے ۲۴ مارچ ۱۹۹۴ء کو مولانا ہارون صاحب کے مزار واقع تھریچانی پر

حاضری دی اور دعائے مغفرت بھی پڑھی۔

۲۶۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء "پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور ۱۹۷۶ء ص ۲۹۴۔

۲۷۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء " ص ۲۹۵۔۲۹۸۔

۲۸۔ یہ معلومات دوران قیام خانیوال ۸ فروری ۱۹۹۴ء کو مولانا محمد حسن صاحب سے حاصل ہوئیں۔

۲۹۔ مدرسہ ہذا کے بارے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا جس کا عکس آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جارہا ہے جس کا نمبر ۲ ہے۔

۳۰۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " مشاہیر علماء " فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور حفیظ پریس (ت۔ن) ص ۴۴۷۔۴۴۹.... ڈاکٹر فیوض الرحمن شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء ص ۲۹۹۔ ۳۰۲

۳۱۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء " ص ۳۰۳۔

۳۲۔ یہ حالات بقول ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن صاحب ' مولانا عبیداللہ انور صاحب کی زبانی معلوم ہوئے ہیں بحوالہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء ص ۳۰۴۔

۳۳۔ حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مختصر حالات آپ کے صاحبزادہ میاں عبدالقیوم صاحب کھیڑہ سے مورخہ ۱۹مارچ ۱۹۹۴ء کو بذریعہ خط موصول ہوئے ہیں۔

۳۴۔ بیعت ہونے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ!
احقر نے اہل حدیث اور حنفی مسلک کی کتابیں پڑہیں لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا کہ کس مسلک کو اختیار کروں اس مشکل کو حل کرنے کے لئے استخارہ کیا گیا اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ ایک سفید ریش کھدر کے سفید کپڑوں میں ملبوس' سر پر سفید عمامہ' درمیانہ قد کے ایک اللہ والے سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے بازوں سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ مسلک اہل سنت والجماعت حنفی اختیار کرو اس وقت میں بورے والا گگو اسٹیشن کے قریب چک نمبر ۶۵ میں امامت کے سلسلے میں مقیم تھا وہاں کے ایک قاری صاحب (نام درج نہیں) سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا بزرگ اس وقت حیات ہے
تو انہوں نے مجھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بتایا اور میں نے لاہور جاکر جب دیکھا تو پہچان گیا اور دل کو مکمل اعتماد ہوگیا اور دیکھتے ہی یقین آگیا کہ خواب میں ملنے والے بزرگ یہی تھے ۔ میں نے بیعت ہونے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا استخارہ کرلو پھر بیعت ہونا' میں نے خواب والا مکمل حال عرض کردیا یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیعت فرمالیا اور ذکر و اذکار تعلیم فرمائے (ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء " ص ۳۶۸-۳۶۹)

۳۵۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور ان کے خلفاء" ص ۳۰۴-۳۰۷ --- ڈاکٹر فیوض الرحمن " مشاہیر علماء" جلد ۲ ص ۳۷۰.

۳۶۔ یہ معلومات مولانا محمد حسن شاہ صاحب سے (صاحبزادہ حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی) ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو نئی دیوانی شریف تحصیل کنگری ضلع خیر پور میرس سندھ سے حاصل ہوئیں۔

۳۷۔ یہ معلومات محترم حاجی میر محمد جونگل (خلیفہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی

لاہوری) تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد سندھ سے ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء کو حاصل ہوئیں۔

۳۸۔ آپ کا اسم گرامی امین الحق نہیں ہے جیسا کہ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن صاحب نے "مشاہیر علماء" جلد دوم کے ص ۴۵ پر درج کیا ہے مؤلف نے حضرت مولانا محمد اجمل قادری صاحب سے بھی تصدیق کروائی ہے کہ آپ کا نام رفیق الحق ہے نہ کہ امین الحق۔ عبدالمجید خان نے بھی مرد مومن ص ۱۰۵ پر رفیق الحق ہی لکھا ہے۔

۳۹۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن" شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء"پاکستان بک سینٹر اردو بازار لاہور ۱۹۷۶ء --۳۰۸--۳۱۲---ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت-ن) ص ۴۵-۴۷

۴۰۔ علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے ۔ قرآن مجید والد محترم کی نگرانی میں حفظ کیا۔ مولانا شیر محمد صاحب سے فارسی ' صرف مولانا محمد عیسی ڈیروی سے ' علم نحو مولانا غلام محمد سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مولانا غلام یسین صاحب سے تکمیل کی ۔ پھر مدرسہ معارف القرآن خان گڑھ میں قائم کیا ۱۹۵۰ء میں فریضہ حج ادا کیا ۔ بعد ازاں " تنظیم اہلسنت" میں شامل ہوئے ۔ شیعت کے رد میں خوب کام کیا۔ اسی سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۹ء میں " دارلمبلغین" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا یہاں علماء کرام کو تربیت دی جاتی تھی ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درجنوں کتابیں لکھیں چند کے نام یہ ہیں!

۱۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم۔

۲۔ تعارف خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم۔

۳۔ مخزن التقاریر وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۷ مئی ۱۹۷۴ء کو بھکر میں انتقال فرمایا۔ (

اختر راہی " تذکرہ علمائے پنجاب " مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۱ء جلد اول ص ۱۸۳-۱۸۴)

۴۱۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" جلد دوم ص ۵۵۱-۵۵۲

۴۲۔ مؤلف نے حضرت مولانا غلام قادر صاحب سے ۹ فروری ۱۹۹۴ء کو ملتان میں ملاقات کی ۔ حضرت لاہوری کے بارے میں موصوف سے کافی معلومات حاصل ہوئیں ۔ جو مقالہ میں درج کی گئیں ہیں۔

۴۳۔ دوسری بیعت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ!

۱۳۷۱ھ میں حضرت لاہوری کی شاہ پور چاکر تشریف آوری پر میں نے بیعت ہونے کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ پہلے کسی کی بیعت ہیں ؟ عرض کیا حضرت ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ سے ۔ حضرت لاہوری نے فرمایا ایک ہی بات ہے وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں ۔ اس پر عرض کیا کہ حضرت آپ توجہ فرما کر دیکھ لیں کہ میرے دل میں پورا احترام ہے ۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹے دوبارہ بیعت کیوں ہونا چاہتے ہیں تو عرض کیا کہ میں نے آپ کا رسالہ "خدام الدین" پڑھا جس میں لکھا ہے کہ میں (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ) کاسئہ گدائی کبھی تو امروٹ شریف اور کبھی دین پور لے جاتا تھا تاکہ دونوں مربیوں سے کچھ نہ کچھ حاصل ہو جائے اس لئے میں بھی آپ کی سنت ادا کرنا چاہتا ہوں اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے بعد ازاں تھریچانی میں حضرت لاہوری نے بیعت کرلیا(ڈاکٹر فیوض الرحمن مشاہیر علماء جلد دوم ص ۷۱۷)

۴۴۔ ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن" شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ اور ان کے خلفاء" ص ۳۱۶-۳۲۰۔

۴۵۔ مؤلف کی آپ سے پہلی ملاقات شاہ پور چاکر میں ۱۹۹۳ء کو ہوئی اور دوسری

۲۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو کراچی میں ہوئی۔

۴۶۔ یہ معلومات مؤلف کو ۱۹ اگست ۱۹۹۵ء کو مولانا محمود الحسن (تلمیذ حضرت مولانا دوست محمد صاحب) سے سیالکوٹ میں حاصل ہوئیں۔

۴۷۔ حافظ عبدالسلام (فرزند مولانا عبداللہ شیخ مدظلہ) بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا مولانا مفتی محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ عین جوانی میں حضرت سید مولانا تاج محمود امروٹی کے دست مبارک پر ہندو سے مسلمان ہوئے۔ آپ شادی شدہ تھے اور ایک لڑکی بھی تھی۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے بیوی جدا ہوگئی اور ہندوؤں نے مقدمہ چلایا کہ مولانا تاج محمود امروٹی نے محمد صالح کو ورغلا کر مسلمان کیا ہے۔ مقدمہ سکھر عدالت میں چلایا گیا تھا مقدمہ کی کاروائی مکمل ہونے پر عدالت نے فیصلہ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دے دیا۔

اس طرح محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ مولانا امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے لگے ناظرہ قرآن اور پہلے گیارہ پارے مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیئے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ عربیہ سومرانی شریف تحصیل لکھی ضلع شکارپور سندھ میں داخل ہوئے۔ جامعہ عربیہ سے ہی درس نظامی مکمل کیا۔

اسی مدرسہ سے مفتی کا کورس بھی مکمل کیا۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا شہرہ علاقہ بھر میں ہونے لگا۔ حضرت تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شادی اپنے مریدین میں کروادی۔ جس سے حضرت مولانا عبداللہ شیخ صاحب پیدا ہوئے (یہ معلومات حافظ عبدالسلام فرزند مولانا عبداللہ شیخ صاحب) سے ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء کو توحید آباد ضلع شکار پور سندھ سے حاصل ہوئیں)

۴۸۔ مؤلف کو یہ معلومات حضرت مولانا عبداللہ شیخ مدظلہ توحید آباد ضلع شکارپور سندھ سے ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء کو حاصل ہوئیں۔

۴۹۔ عبدالحمید خان "مردمومن" فیروز سنز لاہور ص ۲۶

۵۰۔ حضرت مولانا میاں اجمل قادری " ہفت روزہ خدام الدین حضرت لاہوری نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۲۹۔

۵۱۔ محمد عثمان غنی بی اے "ملفوظات طیبات حضرت مولانا احمد علی لاہوری " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۹۴

۵۲۔ مناظر حسین نظر ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ بمطابق ۶ مارچ ۱۹۶۴ء ص ۳۔

۵۳۔ محمد ادریس ماہنامہ "الولی" شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد جنوری ۱۹۹۲ء ص ۱۱---۔ڈاکٹر فیوض الرحمن "معاصرین اقبال " نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۲۷۔

۵۴۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " معاصرین اقبال " نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۸۱۱۔

۵۵۔ "اردو جامع انسائیکلو پیڈیا" شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء جلد دوم ص ۱۰۰۴۔

۵۶۔ "اردو انسائیکلو پیڈیا" فیروز سنز لاہور ۱۹۸۶ء ص ۷۰۳ --- اختر راہی تذکرہ علمائے پنجاب مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۴۰۰ھ ص ۳۸۵۔

۵۷۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "معاصرین اقبال" نیشنل بک سروس اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء حفیظ پریس لاہور ص ۴۸۰ --- "اردو انسائیکلو پیڈیا"فیروز سنز لاہور جنوری ۱۹۸۴ء ص ۶۸۲۔

۵۸۔ ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن " معاصرین اقبال " ص ۴۴۵۔

۵۹۔ مولانا عبیداللہ انور کے تفصیلی حالات اسی مقالہ کے باب اول میں اولاد کے ضمن میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

۶۰۔ آپ کے بھی تفصیلی حالات باب نمبرا میں اولاد کے ضمن میں دیکھے جاسکتے ہیں

۶۱۔ مقبول عالم بی اے ہفت روزہ " خدام الدین شیخ التفسیر نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۵۰۴

۶۲۔ محمد ادریس اپل ماہنامہ "الولی" شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد ماہ جنوری ۱۹۹۲ء ص ۱۵

۶۳۔ مولانا عبدالہادی کا تفصیلی تذکرہ اسی باب میں خلفاء کے تحت کیا جاچکا ہے۔

۶۴۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن " علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات " فرنٹیر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور ۱۹۹۳ء ص ۷۲

۶۵۔ آپ کے تفصیلی حالات کا تذکرہ اسی باب میں خلفاء کے تحت کیا جاچکا ہے۔

۶۶۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "علمائے پاکستان کی تفسیر خدمات" ص ۱۴۶

۶۷۔ آپ کے تفصیلی حالات اسی باب میں خلفاء کے تحت ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔

۶۸۔ قاضی محمد زاہد الحسینی " تذکرۃ المفسرین " دارالارشاد مدنی روڈ اٹک شہر شعبان ۱۴۰۱ھ ص ۲۱۲ ---ڈاکٹر فیوض الرحمن علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات ص ۱۵۵

۶۹۔ روزنامہ "عبرت" حیدر آباد ۳ فروری ۱۹۹۴ء ص ۲ --- روزنامہ سندھ نیوز حیدر آباد ۳ فروری ۱۹۹۴ء ص ۳ --- ماہنامہ "میثاق" لاہور جون ۱۹۹۲ء --- مزید مؤلف کی ملاقات مئی ۱۹۹۴ء کو آپ کے بیٹے مولانا انیس احمد صاحب سے جامشورو کالونی

میں ہوئی انہوں نے بھی کافی معلومات فراہم کیں۔

۷۰۔ علامہ عنایت اللہ گجراتی صاحب نے حضرت شاہ جی کی پیدائش کا سن ۱۹۱۵ء سے قبل تحریر کیا ہے اور اردو جامع انسائیکلو پیڈیا ص ۱۰۱۹ میں حضرت شاہ حاحب کی پیدائش ۱۹۱۰ء لکھی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اب (فروری ۱۹۹۶ء) میری عمر ۹۵ سال ہوگئی ہے تو اس طرح شاہ صاحب کا سن پیدائش ۱۹۰۱ء بنتا ہے ۔ یہ بات مولف کو شاہ صاحب نے ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ بمطابق ۹ فروری ۱۹۹۶ء کو گجرات میں دوران ملاقات بتائی۔

۷۱۔ "اردو انسائیکلو پیڈیا" شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۸ء ص ۱۰۱۹--- علامہ عنایت اللہ گجراتی" سوانح عمری حضرت عنایت اللہ شاہ بخاری" شوکت بک ڈپو گجرات (ت-ن) ص ۱۵-۲۴۔

۷۲۔ مولف کی شاہ صاحب سے ۵ فروری ۱۹۹۴ء کو گجرات میں ملاقات ہوئی اور یہ معلومات حاصل کیں۔

۷۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کی علمی اور دینی خدمات پر محترم جناب خطیب فضل غفار شاہ صاحب خطیب نو شہرہ سندھ یونیورسٹی سے محترم جناب ڈاکٹر عبدالستار انصاری الوحابی صاحب کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔

۷۴۔ ڈاکٹر فیوض الرحمن "مشاہیر علماء" فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار۔لاہور جلد دوم (ت-ن) ص ۲۱۵ --- ڈاکٹر فیوض الرحمن" علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات" فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور (ت-ن) ص ۵۵

۷۵۔ حافظ عبدالرزاق سومرو "لاڑ کائي ضلعي جي عالمن جو دين جي اشاعت ۾ حصو" مقالہ پی ایچ ڈی (سندھی) سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ ۱۹۹۲ء ص ۴۵۸۔

۷۶۔ حافظ عبدالرزاق کتاب مذکور ص ۳۵۸۔

۷۷۔ واحد بخش تونیہ بیان کرتے ہیں کہ!

"جب سندھ بمبئی سے الگ ہوگیا تو شیخ عبدالمجید سندھی اور سرشاہنواز بھٹو کا الیکشن میں مقابلہ ہوا۔ شیخ سندھی جمعیت علمائے ہند کی طرف سے اور سر شاہنواز مسلم لیگ کے امیدوار تھے۔ سر شاہ نواز بھٹو نے مولانا میرو خانی بھٹو کی حمایت حاصل کرنے کے لئے پیش کش کی کہ اگر آپ ہماری حمایت کرتے ہیں تو اپ کو بمعہ اہل و عیال بذریعہ ہوائی جہاز حج پر بھیجا جائے گا۔ لیکن اس بے غرض بزرگ نے شیخ عبدالمجید سندھی کی حمایت کو جاری رکھتے ہوئے اس پیش کش کو ٹھکرادیا۔ خدا کے فضل و کرم سے باوجود دولت کی فراوانی کے سر شاہنواز الیکشن ہار گئے اور جمعیت علمائے ھند کے امیدوار شیخ عبدالمجید سندھی بھٹو جیت گئے۔

ایوبی دور میں ذوالفقار علی بھٹو مولانا خوش محمد میرو خانی صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے میرے والد صاحب کو تو شکست دلوادی تھی اب میں آپ کے پاس آیا ہوں ' میرے ساتھ تعلقات استوار کریں اور دوستی بھی لگائیں اس پر آپ نے فرمایا کہ ہماری دوستی یا دشمنی اللہ کی رضا اور دین اسلام کے عملی نفاذ کے لئے ہوتی ہے جو بھی دین اسلام کے لئے کام کرے ہم تو اس کے ساتھ ہیں (جناب واحد بخش تونیہ ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول میرو خان ضلع لاڑکانہ)

۷۸۔ مولانا عبداللہ شجاع آبادی نے پہلے گیارہ پاروں کی تفسیر لکھی ہے اور دوسری تصنیف فوائد القرآن ہے۔

۷۹۔ مولانا علی اصغر عباسی نے اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ اور جامعہ اسلامیہ بھاولپور میں علامہ شمس الحق افغانی سے جو سبقا سبقا پڑھا تھا اس کو ترتیب دے کر بنام تفسیر سورہ

الفاتحہ چھپوایا ہے۔

۸۰۔ مولانا حمید الرحمن عباسی ایبٹ آبادی سے مولف کی کئی بار شیرانوالہ میں ملاقات ہوئی ہے آجکل شیرانوالہ دروازہ لاہور میں آپ ہی میاں اجمل قادری صاحب کی زیادہ مصروفیات کی وجہ سے درس قرآن دیتے ہیں ۔ آپ نے خلاصتہ الاحادیث اور خلاصہ تفسیر القران کے نام سے کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

۸۱۔ مولانا غلام قادر صاحب نے تفریح الجنان فی تفسیرام القران اور عمدہ الفکر فی تفسیر سورہ العصر کے نام سے دو کتب لکھیں ہیں ۔

۸۲۔ مولانا محمد شریف صاحب سے مؤلف کی ۱۷ اگست ۱۹۹۴ء کو حبیب گنج لاہور میں ملاقات ہوئی ہے۔

۸۳۔ قاری غلام فرید صاحب شیرانوالہ دروازہ لاہور میں مدرس اور امام ہیں مولف کو کئی بار آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

۸۴۔ مولانا عبدالباقی صاحب سے مولف کی ملاقات ۱۲ اگست ۱۹۹۴ء کو مردان میں ہوئی ۔

۸۵۔ مولانا مفتی شریف صاحب سے بھی مولف کی ملاقات ۶ فروری ۱۹۹۴ء کو جہلم میں ہوئی ہے۔

۸۶۔ مولانا احمد عبدالرحمن صاحب سے ۴ فروری ۱۹۹۴ء کو نوشہرہ میں ملاقات ہوئی ہے ۔

۸۷۔ مولانا مفتی محمد حسین صاحب کثیرالتصانیف بزرگ ہیں چند کے نام یہ ہیں

۱۔ معین العقائد صفحات ۹۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۴۷ء

۲۔ معین الحکمت ۔ صفحات ۱۰۲ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

۳۔ معین الفرائض مطبوعہ دھلی صفحات ۱۲۶

۴۔ معین المنطق اول دوم مطبوعہ کراچی۔

۸۸۔ مولانا نور اللہ صاحب وہ بزرگ ترین ہستی ہیں جن کی کثرت عبادت کو دیکھ کر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لخت جگر آپ سے بیاہ دی۔

۸۹۔ مولانا عبدالحنان صاحب نے کافی کتابیں تصنیف کی ہیں چند کے نام یہ ہیں

۱۔ الادب المفرد کا اردو ترجمہ۔

۲۔ المعجم (اردو عربی لغت)۔

۳۔ قدوری کا اردو ترجمہ۔

۴۔ رہنمائے حج۔

۵۔ خواتین کا حج و عمرہ۔

۶۔ رسالہ کتاب الزکوۃ۔

۷۔ نماز مترجم۔

۸۔ اسلامی تعلیمات۔

۹۔ سرکاری نصاب کی کتاب جماعت ششم تا ہشتم عربی و اسلامیات کی کتب

۱۰۔ قاعدہ یسرنا القرآن

۱۱۔ اسلامی پسندیدہ نام۔

۱۲۔ خزینہ رحمت یعنی درود شریف کے فضائل

۹۰۔ مولانا عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی کتابیں لکھیں ہیں چند کے نام درج ذیل ہیں

۱۔ فوائد القرآن (غیر مطبوعہ گیارہ پارے)

۲۔ تفسیر سورہ فاتحہ (فارسی)

۳۔ طب روحانی المعروف بہ خدائی رنگ

۴۔ معارف السلوک

۵۔ فیض روحانی

۹۱۔ مؤلف کی مولانا شاہ محمد جمالی حیدر آبادی کے صاحبزادے مولانا محمد عثمان صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے جو کہ آج کل سینٹرل جیل حیدر آباد کی جامع مسجد کے امام و خطیب ہیں

۹۲۔ جناب ظہیر احمد تاج صاحب سے مولف کی ۲۸ جنوری ۱۹۹۴ء کو کراچی میں ملاقات ہوئی ہے۔ آپ نے پچاس کے قریب کتابیں لکھیں ہیں چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اقبال ایک رخ (شعرو ادب کی روشنی میں)

۲۔ اقبال دوسرا رخ (قرآن و اسلام کی روشنی میں ۔ یہ آپ کا چودہ سالوں کا ریسرچ ورک ہے ۔ بڑا تحقیقی مقالہ ہے۔

۳۔ کلیات تاج

۴۔ اشارات (علماء دین سے خطاب)

۵۔ مقام امامت (حقیقت اور ہم)

۶۔ قانون فطرت (مسلم دانشوروں سے خطاب)

۷۔ راہ عمل (ذاتی اصلاح کی اہمیت)

۸۔ تدبر قرآن (تفسیر قرآن مجید)

باب سوئم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات علوم قرآن میں

الف۔ علمی خدمات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے علمی و روحانی مقام کے تذکرہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے مگر قبل اس کے کہ آپ کی علمی خدمات" علوم قرآن" میں کا تذکرہ کیا جائے ضروری ہے کہ فضائل علم اور فضائل قرآن پر مختصر روشنی ڈال دی جائے۔

(ا) فضائل علم

ارشاد باری تعالی ہے

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (۱)

ترجمہ

اللہ تعالی تم میں ایمان والوں کے اور ایمان والوں میں ان لوگوں کے (اور زیادہ) جن کو علم دین عطا فرمایا ہے (اخروی) درجے بلند کرے گا۔

علم ایک نور ہے جس کی روشنی میں دل ودماغ بڑی حد تک صحیح عمل کرتے ہیں قدسیاں ارض و سماء کی محفل میں اللہ تعالی کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت (۲) ارضی کا اعلان اس امر کی بین شہادت ہے کہ یہ خاک کا پتلا (اللہ تعالی کی تخلیقات کا احسن (۳) شاہکار) ان دماغی اور روحانی قوتوں سے نوازا گیا جن کی برکت سے وہ تمام ادوار حیات میں اسرار و رموز فطرت کی نقاب کشائی کرتا رہے گا۔

قرآن عزیز شاہد ہے کہ قسام ازل نے خاکی ' نوری اور ناری مخلوق میں علم کو وجہ فضیلت قرار دیا اور سیدنا آدم علیہ السلام کو علم الاسماء (۴) سے سرفراز فرمایا اور خلافت کا تاج ان کے سرپر رکھا۔

دوسری جگہ پر اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (۵)

ترجمہ

آپؐ فرمادیجئے (اے رسول ﷺ) کیا برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے .

اس میں استفہام انکاری ہے جس میں بلیغ طریقہ سے کسی چیز کا انکار کیا جاتا ہے جیسے کوئی سچا آدمی کہے کہ کیا میں جھوٹ بولتا ہوں مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا جھوٹ نہ بولنا بالکل ظاہر ہے اسی طرح مندرجہ بالا آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ علم والوں اور بے علموں کا درجہ برابر نہیں ہوتا دیکھئے اس ایت کریمہ میں علم والوں کی یعنی علماء (٦) کی کیسی فضیلت بتلائی گئی ہے جو نہایت بلیغ انداز میں ہے اسی طرح حضور ﷺ نے بھی علم (٧) کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے.

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق و رجل اتاہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا (٨)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رشک بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہئیے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالی نے مال دیا ہو پھر اسے حق کے کاموں میں بے تحاشا لگادیا دوسرے وہ شخص جسے اللہ تعالی نے حکمت یعنی علم دین سے نوازا ہو اور وہ اس حکمت کے ذریعے فیصلے کرتا ہو اور اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو .

دوسری جگہ پر سرور کائنات ﷺ نے علماء کرام کے مقام عالیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

وان العلماء ورثۃ الانبیا (٩)

ترجمہ

اور بالیقین علماء انبیاء کے وارث ہیں .

ابتدائے آفرینش سے لے کر تا قیام قیامت علم کے فیوض و برکات سے کسی باشعور کو مجال انکار نہیں محمد ﷺ کی زبان اقدس پر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کا ورد جاری رہتا تھا۔ غرضیکہ علم کی اس سے زیادہ اہمیت و فضیلت اور کیا ہوگی کہ جب لگ بھگ چھ سو سال کے بعد اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو پکارا

اور سید الرسل ﷺ پر وحی کے نزول کا آغاز ہوا تو سب سے پہلا اعلان جو عالم انسانی کے سامنے کیا گیا وہ پڑھنے اور سیکھنے ہی کے بارے میں تھا حالانکہ عرب کے حالات کے پیش نظر پہلا اعلان توحید کا بھی ہوسکتا تھا کیونکہ بت پرستی اور شرک عام تھا پہلا اعلان رسالت کا بھی ہوسکتا تھا کیونکہ خالق اور مخلوق کے درمیان ٹوٹا ہوا رشتہ رسول ہی کے ذریعہ سے جڑ سکتا تھا پہلا اعلان بعث بعد الموت اور قیامت کا بھی ہوسکتا تھا کیونکہ یوم آخرت پر یقین آجانے کے بعد عقائد و اعمال کو اپنانا آسان ہوجاتا ہے پہلا اعلان انسانی حقوق کا بھی ہوسکتا تھا کیونکہ قتل و قتال اور جوروتعدی کا دور دورہ تھا پہلا اعلان عورت کے حقوق کا بھی ہوسکتا تھا کیونکہ اس کے حقوق پامال ہورہے تھے پہلا حکم اخلاق کے بارے میں بھی ہوسکتا تھا کیونکہ ان سے متصف ہونے کے بعد ہی کامل انسان بنا جاسکتا ہے پہلا اعلان اعبدواللہ بھی ہو سکتا تھا اذکرواللہ بھی ہوسکتا تھا اور اشکرواللہ بھی ہو سکتا تھا اقبرواوصابروا بھی ہوسکتا تھا اور بلغوا وجاھدو بھی ہوسکتا تھا مگر سننے والے سن لیں جاننے والے جان لیں کہ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے لق ودق صحراء میں قرآن کا سب سے پہلا اعلان علم کی عظمت اور اہمیت کا اعلان تھا قرآن کا سب سے پہلا حکم پڑھنے کا تھا(۱۰)

قرآن مجید علم و عرفان کا منبع ہے اسی لئے حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے پوری زندگی اسی کو سیکھنے اور سکھانے میں گزاری حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قرآنی خدمات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ قرآن مجید کا مختصرا تذکرہ علوم اسلامی میں اس کا مقام اہمیت و افادیت کا تذکرہ کیا جائے اللہ تعالی نے اپنی ارسال کردہ وحی کے لئے چند جدید نام تجویز کئے ہیں یہ نام عربی کلام کے ناموں سے اجمال و تفصیل کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

ان القاب و اسماء میں اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ فلاں نام کیوں رکھا گیا اور اس کا مادہ اشتقاق کیا ہے قرآن کریم کے چند مشہور نام یہ ہیں.

الکتاب (۱۱) ' القرآن (۱۲)' الفرقان (۱۳) ' الذکر (۱۴)' تنزیل (۱۵)' المجید (۱۶)' العزیز (۱۷)' العربی (۱۸)

ii) قرآن کا لغوی و اصلاحی مفہوم

قرآن مجید لفظ قرآن قرا(١٩) یقراء باب فتح یفتح اور بقول الزجاج نصر ینصرؔ کا مصدر ہے قرآن کے لفظی معنی پڑھنے کے ہیں اور ایک چیز کو دوسری کے ساتھ ملا کر جمع کرنے کے ہیں - اصلاحی معنی میں قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جو اس نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ پر نازل کیا (٢٠)

ڈاکٹر صبحی صالح صاحب قرآن کی جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

قرآن کو کسی نام سے یاد کیا جائے اس کی جامع و مانع تعریف یہ ہے کہ قرآن وہ کلام معجزہ ہے جسے آنحضور ﷺ پر نازل کیا گیا جسے صحیفوں میں لکھا جاتا ہے اور جو آپ ﷺ سے بتواتر منقول ہے اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے قرآن عزیز کی مذکورہ صدر تعریف علماء اصول و عربیت اور فقہاء کے مابین تسلیم شدہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے (٢١)

iii) نزول قرآن

قرآن مجید (٢٢) بالا قساط نازل ہوتارہا تاکہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ اس کو تدریجاً پڑھیں جوں جوں حوادث و واقعات رونما ہوتے رہے یا کوئی انفرادی و اجتماعی تقریب پیش آتی تو قرآن مجید کا کچھ حصہ اس موقع کی مناسبت سے نازل ہوتا نزول قرآن کا کل زمانہ تقریبا تئیس سال ہے جس میں تیرہ سال کی دور کے ہیں اور دس سال مدنی دور کے قرآن پاک کو مختلف تین ادوار میں مدوّن لیا گیا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں لوگ پتھر کی سلوں شانے کی ہڈی اور کھجور کی چھال وغیرہ پر لکھتے رہے اور عہد صدیقی میں قرآن کو باقاعدہ کتابی شکل دی گئی اور عہد عثمانی میں پوری امت کو ایک قرآت پر جمع کیا گیا اس لئے حضرت عمثان غنی ؓ کو جامع القرآن کہا جاتا ہے.

محترم جناب عبدالقیوم صاحب ادارہ معارف اسلامیہ جلد ١٣/١ ص ٣٥٧ پر لکھتے ہیں کہ قرآن پاک پر اعراب والی بصرہ زیادہ کے حکم سے ابوالا سود نے لگائے (٢٣)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان نقاط و حرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

اس میں روایات میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ کارنامہ کس نے انجام دیا بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے ابوالاسود دولی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام انجام دیا بعض کا کہنا ہے کہ یہ کام کوفہ کے گورنر زیاد ابن ابی سفیان کے حکم سے ہوا اور بعض میں حجاج بن یوسف کا نام آتا ہے حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ!

اس سلسلے میں تمام روایات کو پیش نظر رکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرکات سب سے پہلے ابوالاسود نے وضع کیں لیکن اس طرح کی نہ تھیں جیسی آجکل رائج ہیں بلکہ زبر کیلئے حرف کے اوپر نقطہ ـٔ زیر کے لئے نیچے ـِ اور پیش کے لئے حرف کے سامنے ــ اور تنوین کے لئے دو نقطعے ـً مقرر کئے گئے بعد میں خلیل بن احمد نے ہمزہ اور تشدید کی علامتیں مقرر کیں اس کے بعد حجاج بن یوسف نے یحیٰی بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ نصر بن عاصم لیثی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیک وقت قرآن کریم پر نقطے اور حرکات دونوں لگانے کی فرمائش کی اس موقع پر حرکات کے اظہار کے لئے نقطوں کی بجائے زیر زبر اور پیش کی موجودہ صورتیں مقرر کیں گئیں (۲۴)

۱۷) فضائل قرآن

قرآن پاک کی سب سے بڑی بلکہ سب فضیلتوں کی جڑ بنیاد یہ ہے کہ وہ اللہ رب العلمین کا کلام ہے جو سرور کائنات فخر موجودات سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور کسی ادنی تغیرو تبدل کے بعینہ آج تک محفوظ ہے قرآن مجید تمام کلاموں سے افضل ہے (۲۵) اور اس کو سیکھنے سکھانے والے تمام انسانوں سے افضل ہیں جیسا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے!

عن عثمان بن عفان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خير كم من تعلم القران و علمه (٢٦)

ترجمہ

حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے دوسری جگہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پڑھے اور پڑھنے میں ماہر بھی ہو وہ مقربین بزرگ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا اور جو اسے اس حال میں پڑھے کہ اس کے لئے پڑھنا دشوار ہو اس کے لئے دوگنا ثواب ہے (۲۷)

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے آپ ﷺ کی زندگی اور بعد ازوفات بے شمار حضرات نے قرآن مجید کی اشاعت و تبلیغ کو اپنی اپنی زندگیوں کا نصب العین بنایا اور قرآنی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا دنیا کے باقی حصوں کی طرح اللہ تعالی نے برصغیر میں یہ کام خاندان شاہ ولی اللہ سے خصوصیت سے لیا اس کے بعد اسی خاندان کی روحانی اولاد میں علامہ شبیر احمد عثمانی ' مولانا اشرف علی تھانوی ' حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی 'حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ' مولانااصغر حسین دیوبندی ' مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی ' مولانا قاری محمد طیب قاسمی ' حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی ' حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالی نے اشاعت قرآن اور تبلیغ قرآن کا کام لیا اسی سلسلہ کی اہم کڑی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے چنانچہ یہاں پر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات علوم قرآن میں کا تذکرہ کیا جاتا ہے

جس وقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبیداللہ سندھی سے سند فراغ حاصل کی تو مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے عہد لیا کہ ساری زندگی قرآن کی خدمت کریں گے آپ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا (۲۸)

یہی وجہ ہے کہ حضرت لاہوری نے زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیا جس وقت جس طرح بھی ہوسکا قرآن پاک کی خدمت میں مصروف رہے آپ نے قرآن پاک کی اشاعت کے لئے مختلف طریقے استعمال فرمائے جن میں سے ایک درس کا بھی تھا۔

۷) درس قرآن کی ابتداء

آپ نے لاہور آمد کے فوراً بعد ۱۹۱۷ء میں قرآن مجید کا درس شروع کیا اور تادم زیست اس کو جاری رکھا.

سب سے پہلے آپ نے دو آدمیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کیا ان میں ایک تو مولانا عبدالعزیز سریانوالہ بازار لاہور تھے جو دوکانداری کرتے تھے اور دوسرے میاں عبدالرحمان جو سریانوالہ بازار لاہور میں امام مسجد تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ معلوم تھا کہ دونوں حضرات آپ کے خسر مولانا ابواحمد صاحب کے مخلص دوست تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر اعتماد تھا درس قرآن کی ابتداء آپ نے فاروق گنج مسجد (۲۹) سے کی آپ حتی الامکان یہ کوشش کرتے کہ کوئی مشتبہ شخص آپ کے درس میں شریک نہ ہو کیونکہ آپ کو خدشہ تھا کہ مبادا کوئی آپ کے خلاف رپورٹ کردے اور آپ کے ضامنوں کی ضمانت ضبط ہوجائے اس کے بعد جوں جوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت خلوص، پاکبازی 'اسلامی اخوت اور تقویٰ کے راز لوگوں پر کھلتے گئے مخلص اصحاب کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا (۳۰)

چوہدری محمد یوسف حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن کی ابتداء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!
جب حضرت لاہوری نے درس قرآن کی ابتداء کی تو شروع میں صرف دو آدمی درس میں شریک ہوئے لیکن چند دنوں کے بعد ایک ہجوم بے پایاں تھا جو والہانہ اور مجذوبانہ انداز میں شریک درس ہونے کا متمنی نظر آتا۔

حالانکہ انگریز کا اس قدر خوف اور رعب اور طنطنہ تھا کہ عوام حضرت کو حکومت کا باغی سمجھ کر قریب جانا بھی تمامتر اصولات کے منافی سمجھتے تھے اس سراسیمگی کے عالم میں اس قدر شائقین درس کا ہجوم یقیناً اچنبے کی بات ہے ایک عام آدمی کو ورطہ حیرت میں ڈوب جانے کے سوا کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ لیکن اگر قارئین میرے اس خیال کو محض حسن عقیدت پر محمول نہ فرمائیں تو پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ جب عوام اللہ والوں کی مجلسوں میں ذاتی مصلحتوں کے تحت

شریک نہیں ہوتے تو پھر خدا وند قدوس کی طرف سے ایسی مجالس پاک میں فرشتے بشریت کا لبادہ اوڑھ کر شریک ہوجاتے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن مین فرشتوں نے ہی آغاز شمولیت کیا ہو حق تو یہ ہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن کو زندگی اور بالیدگی عطا کی اور اسی درس قرآن نے حضرت لاہوری کو زندہ رکھا (۳۱)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآنی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ !

سب سے زیادہ مفید و موثر مولانا کی صحبت ' ان کی زاہدانہ اور مجاہدانہ زندگی ' ان کا اخلاص ' ان کا قرآن مجید سے والہانہ تعلق اور اس کی نشرو اشاعت کے بغیر چین نہیں آتا تھا اور وہ ان کی روح کی غذا اور درد کی دوا بن گیا تھا ان کے نزدیک اس درس میں ناغہ کرنا گویا گناہ کبیرہ اور سخت کوتاہی تھی میں نے (ابوالحسن علی ندوی) سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت لاہوری کے ایک بچہ کا انتقال ہوگیا اس کی لاش گھر میں تھی لیکن اس دن بھی انہوں نے درس کا ناغہ نہیں کیا درس کے بعد حاضرین کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے(۳۲)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سامعین کی علمی استعداد کے مطابق دروس قرآن کی تقسیم کی ہوئی تھی درس عام درس خواص عورتوں میں درس قرآن اور نوعمر بچوں کے لئے درس قرآن ہر ایک پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔

الف ۔ درس عام

درس عام نماز فجر کے ایک گھنٹہ (۳۳) بعد ہوتا تھا اس میں ہر ایک شرکت کرسکتا تھا لوگ دور دراز سے سائیکلوں 'موٹر سائیکلوں ' اور موٹر کاروں پر آکر اس درس میں شمولیت اختیار کرتے تھے اس درس میں زیادہ تر دوکاندار' طلباء' پروفیسرز اور علماء شامل ہوتے تھے .

ا) درس عام کی کیفیت

حضرت مولانا حمید الرحمان (۳۴) عباسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ لوگ ریل یا لکڑی کی پھٹیاں لے کر قرآن پاک اوپر رکھ کر بیٹھ جاتے تھے حضرت لاہوری تلاوت کردہ آیات کا پہلے لفظی ترجمہ کرتے پھر با محاورہ ترجمہ بیان فرماتے اس کے بعد تلاوت کردہ آیات کا شان نزول بیان فرماتے پھر آیات کی تفسیر کرتے اور آخر پر حالات حاضرہ پر روشنی ڈالتے اور بعد میں دعا فرما کر درس کا اختتام کردیتے تھے یہ درس ۱۹۱۷ء میں شروع کیا تھا اور تادم زیست ۱۹۶۲ء تک خود دیتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد یہ درس قرآن حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات ۱۹۸۵ء تک دیا ۱۹۸۵ء سے یہ درس قرآن حضرت مولانا حمیدالرحمان عباسی ہزاروی دے رہے ہیں۔

(ب) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس کے مرکزی مضامین

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس کے تین اہم مرکزی مضمون ہوا کرتے تھے۔

۱۔ عقیدہ توحید کی وضاحت

حضرت مولانا کے درس کا پہلا بنیادی مضمون عقیدہ توحید کی وضاحت ہوتا تھا جو ہر قسم کے مشرکانہ اثرات و رسوم سے پاک تھا اور جس میں ان کا طرز مولانا اسماعیل شہید صاحب تقویۃ الایمان سے بہت ملتا جلتا تھا نیز انہیں ایک دوسرے نامور معاصر بزرگ مولانا حسین علی صاحب (واں بھچراں ضلع میانوالی) کے طرز تفسیر اور انداز تبلیغ سے بہت ملتا جلتا تھا یہ چونکہ خود اپنے خاندانی مسلک کی ترجمانی اور تائید تھی اس لئے دل نے اس کا خوب ذائقہ لیا اور دماغ نے اس کو پورے طور پر قبول کیا(۳۵)

ii) دوسرا مرکزی مضمون تذکرہ مشائخ

دوسرا مرکزی مضمون اہل اللہ کے موثر اور دلاویز واقعات بالخصوص اپنے سلسلہ کے مشائخ کا دل نشین و دل پذیر بکثرت تذکرہ کرتے مولانا اپنے سلسلہ کے مشائخ کی محبت میں بالکل سرشار تھے اور جیسا کہ محبت کا قاعدہ ہے وہ ان کے تذکرہ کے لئے کوئی نہ کوئی تقریب پیدا کر لیتے تھے وہ جس وقت ان کا تذکرہ کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ان کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور وہ کسی نہایت شیریں اور محبوب چیز کا مزہ لے لے کر ذکر کر رہے ہیں ان کے دو روحانی مربی و شیخ (سید تاج محمود امروٹی اور خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے جس وقت ان دونوں بزرگوں کا تذکرہ کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ان کے ہر بن موسے تشکرو امتنان اور محبت و عقیدت کا چشمہ ابل رہا ہے اور کسی نے ان کے دل کا ساز چھیڑ دیا ہے سامعین کے دل ان تذکروں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ قدرتاً یہ عقیدت و محبت ان کے دل سے سننے والوں کے دلوں کو منتقل ہوتی تھی اور بجلی کے کرنٹ کی طرح دوسروں کے جسم و جان میں بھی دوڑ جاتی تھی (۳۶)

iii) تیسرا مرکزی مضمون (جہاد)

تیسرا مرکزی مضمون جذبہ جہاد اور انگریزوں سے شدید دشمنی اور نفرت کا مضمون تھا جو بار بار درس میں آتا تھا اور خود قرآن پاک کی آیات ان کی رہبری کرتی تھیں بلکہ پورا قرآن پاک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی تفسیر نظر آتا تھا(۳۷)

درس عام جو ۱۹۱۷ء میں شروع ہوا اس کا پہلا دور آٹھ سال میں مکمل ہوا ' دوسرا دور ۱۵ سال میں مکمل ہوا اور تیسرا دور ۱۹۳۹ء سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۹۶۲ء تک جاری رہا(۳۸)

یقیناً حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ان مردان حق آگاہ میں سے تھے جن کی شبانہ روز مساعی جمیلہ اور بے لوث دینی خدمات سے دین اسلام کا نام روشن ہے زمانہ خواہ کتنا ہی پر آشوب ہو لیکن اللہ والے آفات و حوادث سے بے نیاز ہو کر صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور بالآخر ساحل مراد تک پہنچ ہی

جاتے ہیں اس درس قرآن سے لوگوں کو کتنا فائدہ ہوا اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے بہر حال اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ جس نے بھی درس میں شرکت کی اس کی زندگی میں تبدیلی ضرور ہوئی جناب ڈاکٹر لال دین اخگر مرحوم بیان کرتے ہیں کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ !

میں بفضل تعالیٰ ایک جمعہ اور ایک درس قرآن مجید میں جو کچھ معروضات پیش کروں اگر کوئی شخص ان کو لوح دل پر لکھ کر لے جائے اور پھر اس پر کما حقہ عمل کرتا رہے اور پھر ساری زندگی اس کو قرآن حکیم سننے کا خواہ موقعہ نہ ملے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی نجات ہوجائے گی (۳۹)

ت۔ درس خاص

یہ درس نماز مغرب کے بعد ہوتا تھا اس میں تعلیم یافتہ لوگ ہی شرکت کرتے تھے اس درس کو ۲۵ سال تک حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے خود جاری رکھا اس کے بعد آپ کی جگہ آپ کے صاحبزادے مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملک حجاز کی ہجرت تک جاری رکھا ان کے بعد مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ دراز تک اس کار خیر کو جاری رکھا۔

ج۔ درس قرآن (خواتین کے لئے)

دین اسلام جہاں مردوں کے لئے تعلیم کو ضروری قرار دیتا ہے وہاں عورتوں کی تعلیم کو بھی نظر انداز نہیں کرتا قرآن پاک کی آیات مبارکہ و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بھی علم کے بارے میں وارد ہوئیں ہیں وہ عام ہیں مردوں اور عورتوں کو شامل ہیں جیسا ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ!

طلب العلم فریضة علی کل مسلم (۴۰)

ترجمہ

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم

کا بھی اہتمام کیا اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مرد سے کہیں بڑھ کر عورت کی اصلاح و تعلیم کی ضرورت ہے کیونکہ نئی نسل کی پرورش کا مسئلہ اسی کے سپرد ہوتا ہے بچے کی سب سے پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے اس لئے عورتوں کو تعلیم دینا از حد ضرورت ہے۔

یوں تو درس عام میں بھی عورتیں باقاعدگی سے شرکت کرتیں تھیں ان کے لئے باقاعدہ پردہ کا انتظام ہوتا تھا اس کے باوجود بھی حضرت لاہوری نے میاں غلام حسین مرحوم کے مکان واقع قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں خواتین کے لئے درس قرآن حکیم کا الگ سلسلہ شروع کیا یہ درس تقریبا دو سال تک اسی جگہ نہایت پابندی کے ساتھ جاری رہا ازاں بعد اس کو ۱۹۴۵ء میں مدرسہ البنات کی شکل دے دی گئی جو الحمد اللہ آج بھی موجود ہے یہاں پر عورتوں کو تعلیم دینے کا سلسلہ جاری ہے۔

د۔ درس قرآن و حدیث نو عمر بچوں کے لئے

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے نو عمر بچوں کے لئے بھی درس قرآن و حدیث کا اہتمام فرمایا تھا کیوں کہ آپ صرف سکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو روحانیت کے لئے زہر قاتل تصور کرتے تھے اور اس زہر کا تریاق قرآن و حدیث کی تعلیم ہی کو گردانتے تھے اس درس میں زیادہ تر تعداد چھٹی جماعت تا بارھویں جماعت کے طلباء کی ہوتی تھی یہ درس موقعہ محل کے مطابق نماز مغرب یا دن کو کسی وقت ہوتا تھا اس میں شریک طلباء کی تعداد ۳۰ سے ۴۰ تک ہوتی تھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس کلاس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتے سہ ماہی امتحان ششماہی امتحان اور سالانہ امتحان بھی لیا جاتا تھا جو ہفت روزہ خدام الدین کے پرچے میں شائع بھی کیا جاتا تھا اس درس پر قدرے تفصیل سے روشنی باب چہارم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات علوم حدیث میں ڈالی جائے گی اس درس کے بھی نتائج بہت دور رس ہوتے تھے۔ بچوں کی زندگیوں کے رخ مڑ جاتے تھے۔

ذ- دورہ تفسیر

۱۹۲۴ء میں انجمن خدام الدین کی نگرانی میں مدرسہ قاسم العلوم قائم ہوا اس مدرسہ میں سالانہ نصاب کے علاوہ دورہ تفسیر کا سہ ماہی نصاب بھی شامل تھا تین ماہ میں پورے قرآن کی تفسیر مکمل کروا دی جاتی تھی اسی دردہ تفسیر کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث کے اختتام پر جب فارغ التحصیل ہونے والے علماء کو دستار بندھواتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ!

علم کی تحصیل تم نے آٹھ سال دیو بند میں رہ کر کرلی لیکن تکمیل آپ کی لاہور جاکر حضرت مولانا احمد علی صاحب کے دورہ تفسیر میں ہوگی (۴۱)

اس دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے کسی نہ کسی دینی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونا ضروری ہے دورہ تفسیر رمضان شوال اور ذی قعدہ کے تین مہینوں میں ختم کیا جاتا ہے درس و تدریس میں مندرجہ ذیل پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی تھے

اعتقادات ، معاشرت و سیاست ، اعمال ، اخلاق ، اصول ، تدبیر منزل، قانون ومعاملات ، تمدن اسلام وغیرہ تمام ضروریات کا حل کتاب اللہ سے سمجھ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسلک سے آدمی باہر نہ جائے .

پورے تین ماہ میں پورے قرآن کی تفسیر پڑھا دی جاتی تھی اس کے بعد شائقین حضرات کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تدوین کردہ فلسفہ شریعت جو حجۃ اللہ البالغہ میں مذکور ہے پڑھایا جاتا یہ درس دن میں تین چار گھنٹہ تک جاری رہتا روزانہ سبق سے امتحان ہوتا اور سبق کے بعد تکرار کرنا بھی ضروری ہے دوران سبق طلباء ضروری مسائل کا تجزیہ کرلیتے تھے انجمن خدام الدین شرکائے درس طلباء کے کھانے پینے رہنے کے اخراجات خود برداشت کرتی دورہ کے اختتام پر امتحان لیا جاتا۔

قیام پاکستان سے پہلے دورہ میں تقریباً ایک سو علماء شریک ہوتے تھے جن کا تعلق دارالعلوم دیوبند، مظاہرالعلوم سہارنپور، درالعلوم ڈابھیل ، مدرسہ شاہی مراد آباد اور مدرسہ عربیہ دہلی کے سند یافتہ طلبہ شریک ہوتے تھے اس کے ساتھ ساتھ انڈونیشیا ، ایران ، افغانستان ، روسی ترکستان اور دیگر اسلامی

ممالک کے علماء بھی اس درس میں شرکت اپنے لئے باعث سعادت خیال کرتے اور بڑے ذوق وشوق سے اس میں شامل ہوتے تھے قیام پاکستان کے بعد صرف وہ حضرات شریک ہوتے جن کو ویزا کی سہولت میسر ہوتی بہر حال پورے پاکستان کے دینی مدارس کے علماء بالخصوص خیرالمدارس ملتان ' جامعہ اشرفیہ لاہور دارالعلوم اسلامیہ بھاولپور اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فارغ التحصیل علماء شریک ہوتے تھے (۴۲)

قیام پاکستان کے بعد علماء کی تعداد ۳۵ سے ۵۰ تک رہ گئی دورہ تفسیر کے اختتام پر امتحان لیا جاتا اور کامیاب علماء کو سند عنایت کی جاتی یہاں صرف ۱۹۵۵ء کا نتیجہ نمونہ کے طور پر درج کیا جاتا ہے

اس سال کل تعداد علماء کی ۴۱ تھی ان میں سے ۳۵ نے امتحان دیا ۳۳ کامیاب اور ۲ ناکام ہوئے کامیاب ہونے والے علماء میں یہاں صرف ۱۰ کا نتیجہ درج کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	اسم گرامی	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر
۱	مولانا عبدالغفور صاحب	۱۰۰	۱۰۰
۲	مولانا حافظ باغ علی صاحب	۱۰۰	۱۰۰
۳	مولانا عبدالستار صاحب	۱۰۰	۱۰۰
۴	مولانا وحید اللہ خان صاحب	۱۰۰	۹۱
۵	مولانا عباس خان صاحب	۱۰۰	۸۴
۶	مولانا غلام رسول صاحب	۱۰۰	۸۰
۷	مولانا علی محمد صاحب	۱۰۰	۷۸
۸	مولانا اللہ بخش صاحب	۱۰۰	۷۲
۹	مولانا عبدالرحیم صاحب	۱۰۰	۵۱
۱۰	مولانا عبدالرحمان صاحب	۱۰۰	۴۰ (۴۳)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات (۱۹۶۲ء) کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مولانا عبیداللہ انور نے اس کو

جاری رکھا حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۹۸۵ء سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری اور مولانا حمید الرحمان عباسی ہزاروی اس فریضہ کو انجام دے رہے ہیں۔

ر۔ تفسیر قرآن عزیز

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن، دورہ تفسیر، جمعہ کے خطبات میں قرآن کی خدمات مجالس ذکر وغیرہ کے علاوہ قرآن کی خدمت تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے بھی کی ہے آپ نے قرآن کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر تفسیر بھی لکھی جو مختصر مگر جامع ہے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو معیار عروج اور تنزل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین (۴۴)

ترجمہ

یقیناً اللہ تعالی اسی کتاب پر عمل کرنے کی برکت سے کچھ اقوام کو بام عروج تک پہنچا دے گا اور اسی کتاب سے روگردانی کی سزا میں قعرمذلت میں گرا دے گا۔

چونکہ یہ کتاب عزیز عالمگیر ہدایت کا سرچشمہ ہے زمانہ نزول سے لے کر لیل و نہا کی آخری گردش تک یہی کتاب راہ نمائی کے مقام پر من جانب اللہ فائز رہے گی اس کی تعلیمات کو نوع انسانی کے تمام مسائل کے لئے راہ نما بنایا اس کی تعلیمات کا دائرہ اعتقادات، عبادات، آداب و اخلاق تک محدود نہیں بلکہ تمام انسانی مسائل کا حل اس کتاب عزیز میں موجود ہے جس کی وضاحت اور تفسیر ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق کی گئی استدلالی دور میں تفسیر کبیر جیسی تفاسیر کو مدون کیا گیا تزکیہ نفس کی گرم بازاری میں انوار الفجر جیسی گراں پایہ تفاسیر منصۂ شہود پر لائی گئی چونکہ قرآن عزیز تمام انسانی مسائل کا واحد اور کامیاب حل ہے اس لئے وہی تفسیر زیادہ کامیاب اور مفید ہوگی جس میں حسب

ارشاد محدث کبیر علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ مقاصد قرآن حکیم کے ایسے ہونے چاہئیں جن سے مبدا۔

۔ومعاش و معاد اور فلاح و نجات دنیاو آخرت وابستہ ہو۔

چونکہ برصغیر میں اکثریت اردو بولنے اور پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تھی اور اب بھی ہے اس لئے وقت کا اہم تقاضا تھا کہ قرآن عزیز کے اردو تراجم اور تفاسیر لکھی جائیں تو اس سلسلے میں سب سے زیادہ خدمات انجام دینے کا سرا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵) کے خاندان کے سر ہے

۔

دنیا بھر میں کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں جس نے قرآن پاک کو اردو زبان میں سمجھا ہو اور پھر وہ حضرت شاہ رفیع الدین (۴۶)، شاہ عبدالعزیز مرحوم (۴۷)، شاہ عبدالقادر (۴۸) اور شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (۴۹) وغیرہ حضرات کی قرآنی خدمات سے واقف نہ ہو اسی ولی اللھی خاندان کو مخلصانہ دینی خدمات کو بقائے دوام حاصل ہے ۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اسی سلسلہ روحانی کے چشم و چراغ تھے مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے دومایہ ناز شاگرد تھے ایک شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مولانا عبدالحی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ مولانا سندھی نے حضرت لاہوری کو سند فراغ دیتے ہوئے موصوف سے پوری زندگی خدمت قرآن کا عہد لیا تھا جس کو آپ نے زندگی کے آخری سانس تک جاری رکھا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف طریقوں سے قرآن مجید کی خدمت کی ان میں سے ایک تفسیر قرآن عزیز بھی ہے ۱۹۲۵ء میں حضرت کو معتقدین کی درخواست پر خیال ہوا کہ اگر اسی درس قرآن کریم کو تحریری شکل میں لاکر طبع کرادیا جائے تو یہ ابدی فائدہ کا حامل ہوگا چنانچہ بعض معتقدین

کے مشورہ سے یہ طے ہوا کہ لاہور میں کثرت اشغال اس کام کے مانع ہوگی اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کسی پرسکون جگہ پر تشریف لے جائیں جس کے لئے ضلع کیمبلپور کی بستی واہ (۵۰) کا انتخاب ہوا چنانچہ اسی سال حضرت واہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے ترجمۃ القرآن کا کام شروع کیا آخر کار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محنت پھل لائی اور ۱۹۳۷ء (۵۱) میں قرآن عزیز کی تفسیر شائع ہوئی (۵۲) حضرت کو قرآنی الفاظ اور ارشادات الٰہیہ کے ترجمہ میں خصوصی مہارت حاصل تھی آپ قرآن حکیم کا ترجمہ تمام غیر متعلقہ اور غیر ضروری امور سے خالی الذہن ہوکر فرمایا کرتے تھے آپ کو اپنے خیالات کو زیر قلم لانے کا سلیقہ بھی منجانب اللہ ودیعت تھا آپ نے خدمت قرآن حکیم کے سلسلے میں جو ترجمہ قرآن حکیم فرمایا ہے۔

وہ نہایت جامع و مانع ہے جس طرح قرآنی ارشادات سے اسلام کے سب فرقے نور ہدایت کا اقتباس کرتے ہیں اسی طرح آپ کے مترجم قرآن حمیدہ کو بھی سب فرقے متفقہ طور پر صحیح اور مستند سمجھتے ہیں۔

اس قرآن عزیز کی ابتداء میں قرآن حکیم کے مضامین کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے جس کی افادیت حد بیان سے باہر ہے فہرست درج ذیل ہے ۔

فہرست مضامین قرآنیہ

۱) کتاب العقائد

توحید کے باب

یہ کل تیرہ باب ہیں اللہ تعالی سارے جہان کا خالق ہے

۲۔ اللہ تعالی ہی سارے جہان کا مالک ہے۔

۳۔ ہر چیز کا نفع و نقصان اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔

۴۔ رزق اور اس میں تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالی کے اختیار میں ہے۔

۵۔ اللہ تعالی کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

۶۔ علم غیب خاصہ خدا تعالی ہے۔

۷۔ سید المرسلین خاتم النبین علیہ الصلواہ والسلام کے متعلق اعلان کہ آپ عالم الغیب نہیں ہیں۔

۸۔ اللہ تعالی اپنے خزانہ غیب سے جسے چاہے اور جتنا چاہے عطا فرمائے۔

۹۔ اللہ تعالی کے سوا اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا۔

۱۰۔ بیمار کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی شفا نہیں دے سکتا۔

۱۱۔ مصیبت کے وقت سوائے اللہ تعالی کے کوئی کام نہیں آتا۔

۱۲۔ سوائے اللہ تعالی کے اور کسی سے دعا نہ مانگی جائے۔

۱۳۔ اللہ تعالی مصیبت زدہ کی بے قراری کو دیکھ کر اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

ii) ابواب الرسالتہ

اس میں کل سولہ ابواب ہیں

۱۔ سرور کائنات ﷺ پیغمبر خدا ہیں۔

۲۔ پیغمبروں کو انسانی جامہ میں خدا سمجھنا کفر ہے۔

۳۔ کسی نبی نے لوگوں کو اپنی بندگی کا سبق نہیں پڑھایا بلکہ بندۂ خدا بنایا۔

۴۔ سیدالمرسلین ﷺ تمام انبیا سے افضل ہیں۔

۵۔ حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ۔

۶۔ رحمت للعالمین ﷺ کا فرض منصبی۔

۷۔ حضور سراپانور ﷺ مقربین دربار الہی کے امام ہیں۔

۸۔ حضور ﷺ فیصلہ جات میں اللہ تعالی کی طرف سے قاضی ہیں۔

۹۔ حضور انور شمع توحید پر قربان ہونے والے مجاہدوں کے قائداعظم ہیں۔

۱۰۔ حضور انور فدہ ابی وامی ایک فاتح بادشاہ ہونے کے لحاظ سے قیدیوں کو شرائط رہائی پیش کرنے والے ہیں۔

۱۱۔ سرور کائنات ﷺ کی ایک شاہی شوریٰ ہے جس کے حضور والا سرتاج ہیں.

۱۲۔ حضور انور ﷺ کا خلق عظیم۔

۱۳۔ اخلاق عالیہ کا انتہائی ثبوت کہ اپنے خون کے پیاسے دشمنوں کو ہدایت یافتہ نہ ہونے پر بے حد مغموم ہیں۔

۱۴۔ قیامت کے دن تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہ ہوں گے۔

۱۵۔ رسول اللہ ﷺ کی امت دوسری امتوں پر گواہ ہوگی۔

۱۶۔ خلاف معمول جو فضل الہی انبیا علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں انبیا علیہ کو یہ اختیار نہیں تھا کہ جب چاہتے معجزہ ظاہر کر دکھاتے .

iii) تقدیر الہی

۱۔ اللہ تعالی نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔

۲۔ قرآن حکیم کے نازل ہونے کی کیا غرض ہے۔

۳۔ معجزات اور خوارق عادات۔

۴۔ اللہ تعالی کے فرشتے اور ان کے کارنامے۔

iv) ابواب القیامتہ

اس میں کل پندرہ ابواب ہیں قرب قیامت کے حالات قیامت کی ضرورت نفخ مرنے کے بعد جینے کا ثبوت ، عالم برزخ کے حالات ، نفخ صور حالات حشر، قیامت کے دن کی سختی اور اہل محشر کی بیقراری ، نافرمانی کرنے والوں کا دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرنا وغیرہ .

v) کتاب الطہارت

اس میں تیمم غسل اور حیض کے مسائل کا تذکرہ ہے .

vi) کتاب الصلوۃ

اس میں مقام ابراہیم ، نمازوں کی حفاظت ، نماز قصر، نماز کے اوقات نماز میں عاجزی وغیرہ کا بڑے اچھے انداز میں تزکرہ کیا گیا ہے۔.

اس کے بعد موصوف کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصیام ، کتاب الحج ، کتاب النکاح ، کتاب الرضاع ، کتاب الطلاق ، کتاب السرقۃ ، باب الحدودو التعزیرات ، کتاب البیوع ، کتاب الجہاد ، قصص القران ، حقوق العباد ، قرآن حکیم کی دعائیں، امثال القرآن اور باب الاداب کا تذکرہ کرتے ہیں .

حضرت موصوف کوئی عنوان باندھتے ہیں تو اس کے حوالہ کے لئے سب سے پہلے پارہ نمبر سورت نمبر اور آیت نمبر تحریر فرماتے ہیں حوالہ دیتے ہیں وقت آیت کے شروع کے الفاظ اور آخری الفاظ تحریر فرما دیتے۔

مثلاً ہر چیز کا نفع و نقصان اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ۔

پارہ نمبر	سورت	نمبر آیت	آیت
۱۱	المائدہ	۴۱	فلن نملک تاشیاء
۹	الاعراف	۱۸۸	قل لا املک تاماشاء اللہ
۱۸	الفرقان	۳	لایملکون تانفصا

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیری خصوصیات

پہلی خصوصیت

شیخ التفسیر کی تفسیری خصوصیات میں جو خصوصیت مرکزی حیثیت رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ قرآنی تعلیمات اور تفسیر کو ارشادات قرآنیہ کے ظاہری معانی اور مراد پر مرتب فرما کر ان سے بطور تاویل ان مسائل کا استنباط کیا جائے جن کا تعلق جہانبانی اور حکمرانی سے ہے مثال ملاحظہ ہو سورہ النساء آیت نمبر ۱۲۹ میں ارشاد قرآنی ہے ۔

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلاتمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقہ وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفور الرحیما ہ

ترجمہ
اور تم عورتوں کو ہر گز برابر نہ رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو سو تم بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری لٹکی ہوئی چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۔

خلاصہ مضمون متعدد بیویوں کی حالت میں یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ سب کے ساتھ یکساں دلی محبت ہو تاہم یہ ضروری ہے کہ کوئی مرد صرف ایک ہی بیوی کی طرف نہ جھک جائے بلکہ حتی الوسع سب

آ

کے ساتھ اچھا نباہ کرے اور ظاہری برتاؤ میں کوئی فرق پیدا نہ ہونے دے کلمات قرآنی کے اس ترجمہ اور خلاصہ مضمون کے اس آیت سے نظام مملکت اسلامیہ میں سربراہ مملکت کے فرائض کا استنباط تاویل کے عنوان سے کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اس طرح مسلم راعی کے ماتحت جب مختلف قومیں دارالاسلام میں آباد ہوں تو راعی اگرچہ طبعاً مسلمانوں سے بہت زیادہ مانوس ہوگا لیکن اس کے لئے لازم ہوگا کہ دوسری قوموں کو بھی قانون سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع دے تاکہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ ان پر ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔

اس استنباط میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاوند کو حکمران کا مقام دے کر حکمران کے فرائض متعین فرما دیے جیسا کہ سید دوعالم ﷺ نے اپنے ارشاد میں حکمران اور خاوند کو یک جا بیان فرما کر ان کے فرائض ارشاد فرمائے ہیں۔

دوسری خصوصیت

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے آیات قرآنی سے ایک مسلمان کی زندگی کے تمام منازل کے لئے راہ نما اصول وضع فرمائے ہیں جن کی تجدید انسانی زندگی کے تین ادوار یا تین اطوار پر مشتمل ہو سکتی ہے یعنی تہذیب الاخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ ان ہر سہ منازل کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ہر مسلمان کو اپنی انفرادی زندگی کا طور و طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہئے جس سے وہ سچا اور صحیح مسلمان کہلایا جاسکے جیسا کہ عقیدہ کی پختگی ذاتی کردار کی بلندی اسے حکمت ولی اللهی میں تہذیب الاخلاق کا نام دیا گیا ہے ظاہر ہے کہ ہر انسان اپنے امور معاش میں کنبہ قرب و جوار کا محتاج ہے ان متعلقہ افراد کے حقوق کا تعین تدبیر منزل کہلاتا ہے مسلمان محکومی کیلئے نہیں بلکہ حاکمیت کے لئے ہے ہر اس حاکمیت کے راہ نما اصول سیاست مدنیہ کہلاتے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان حقوق اور آداب کے استنباط کے ساتھ ساتھ ان ہر سہ اطوار اور ادوار کا اثبات فرمایا ہے جس کی ایک مثال درج کی جاتی ہے۔

سورہ بقرہ کے رکوع ۱۸ آیت ۱۴۹، ۱۵۲ سے تہذیب الاخلاق کی تعلیمات کا استنباط کرتے ہوئے فرمایا کہ

تہذیب الاخلاق (اصلاح فرد) کے متعلق پانچ مسائل ہیں.

۱۔ ذکر

۲۔ شکر

۳۔ صبر

۴۔ دعاء

۵۔ تعظیم شعائر اللہ

حضرت ﷺ نے انسانی تربیت کے اصول کو ان پانچ میں قرآن عزیز کے ارشادات کی روشنی میں محدود فرما کر سمندر کو قطرہ میں سمودیا ہے ظاہر ہے کہ اخلاق اصلاح اور تربیت ذکر اللہ کے بغیر ہونی ناممکن ہے شاید یہی حکمت ہے کہ قرآن عزیز نے ذکر اللہ کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے جب اللہ تعالی کا ذکر ہو اور قرب مالک حقیقی سے مشرف ہوجائے تو اب اگر مقاصد پورے ہوتے ہوئے نظر آئیں تو شکر ادا کرنا ضروری ہے اور کبھی اس کی حکمت مقاصد کے پورے نہ کرنے کی متقاضی ہو تو اب صبر کرنا بھی تہذیب الاخلاق کا رکن اعظم ہے صبر اور شکر دونوں کا مرجع تو اللہ تعالی کی ذات ہی ہے جس سے کمال محبت پیدا کرنے کے لئے بار بار اسی کے دروازہ پر دست سوال دراز کرنا ضروری ہے جب اس تعلق سے ربط حقیقی پیدا ہوجائے تو پھر محبوب حقیقی اور معبود حقیقی کا ادب فرض ہے .

تیسری خصوصیت

حضرت ﷺ نے ربط آیات ، ربط سور بلکہ ربط رکوعات میں مخصوص انداز اپنایا ہے جو مختصر سے مختصر ہونے کے باوجود اس قدر جامع ہے کہ چند کلمات میں کئی صفحات کا مضمون سمودیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ الانعام کی ابتداء میں نہایت ہی لطیف پیرایہ میں سورہ الانعام کا ربط سورہ المائدہ اور دوسری سابقہ سورتوں کے ساتھ بیان فرمایا اور پھر سورہ الانعام کی تعلیمات کا سارا خلاصہ اس طرح بیان فرمایا کہ مجوسیوں کی اجمالی تعلیمات کا استحصار بھی ہوگیا اور یہ حضرت ﷺ کی قرآن فہمی کا انداز ہے جیسا

کہ فرمایا مجوس کا عقیدہ ہے کہ خالق دو ہیں.

۱۔ خالق خیر جسے یزدان کہتے ہیں

۲۔ خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں اس سورت میں اس خیال باطل کی تردید کی جائے گی سبق توحید (جو کہ سابقہ سورتوں میں گزر چکا ہے) پختہ کرایا جائے گا پختگی توحید کے لئے اتباع کتاب اللہ کرایا جائے گا اور ابراہیم علیہ السلام کے نمونہ کو توحید پرستی میں پیش کیا جائے گا (واللہ اعلم)

چونکہ سورہ البقرہ میں یہودیوں کے غلط عقائد کی اصلاح تھی اور سورہ آل عمران میں عیسائیوں کی عقیدہ ابنیت مسیح علیہ السلام کی اصلاح تھی اور پھر سورہ النساء میں الوہیت مسیح علیہ کی تردید اور پھر اس غلط عقیدہ کی اخروی قباحت کو بیان فرمایا کہ قیامت کے دن سوائے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے اور کسی بھی نبی علیہ السلام سے ایسی باز پرس نہ ہوگی جیسا کہ ان سے ہوگی اور اس نوعیت تک ان کو اس غلط عقیدہ والی امت نے پہنچایا جو کہ ان کو معبود اور ان کی والدہ کو معبودہ قرار دیتے تھے جب سید دو عالم ﷺ تشریف لائے اس وقت عرب کے بعض علاقوں اور سارے فارس میں دین مجوسیت کا غلبہ تھا اس لئے قرآن عزیز جو کہ اصلاح عالم کے لئے نازل فرمایا گیا اس سورۃ الانعام میں دین مجوسیت کی تردید فرمائی کہ خالق خیر اور خالق شر ایک ہی ذات ہے.

روحانیت اور مادیات کا خالق وہی وحدہ لاشریک ہے چنانچہ حضرت شیخ التفسیر سورۃ الانعام کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس طرح اللہ تعالی روحانیات کا خالق ہے اسی طرح مادیات کا بھی خالق ہے نور اور ظلمت دونوں کا بنانے والا وہی وحدہ لاشریک ہے کفار (مجوسی) خیال کرتے ہیں

کہ نور کا وہ خالق ہے اور ظلمات کا خالق تو دوسرا ہے

آیت نمبر ۲ کی تفسیر اور ربط کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

تمہیں کئی درجے طے کرا کر مٹی سے بنایا اور ایک مدت تمہارے رہنے کی مقرر فرمائی اور اگر اللہ تعالی اپنے علوم مرتبت کے باعث غیر نورانی چیز کو ہاتھ نہ لگانا چاہتا تو مٹی جیسی حقیر شئی سے انسان کو

کیسے بناتا لیکن چونکہ اس کے سوا اور کوئی خالق نہیں اس لئے ہر چیز کو خود ہی اپنی قدرت کاملہ سے بناتا ہے ۔

چوتھی خصوصیت

چونکہ قرآن عزیز کی تمام تعلیمات کا جوہر اور خلاصہ تعلق باللہ ہے یعنی انسان کو یہ بات سمجھائی گئی کہ یہ ساری کائنات اللہ تعالی کی مخلوق ہے اسی کا حکم اسی کائنات پر نافذ اور جاری ہے اس لئے انسان اپنی ہر دو حالتوں (خوشی اور غم) میں اپنا تعلق محسن حقیقی حق تعالی کے ساتھ رکھے کسی بھی وقت اس کے تعلق اور ذکر سے غافل نہ ہو شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے قران عزیز کی کئی آیات کی تاویل اور استنباط سے اس بنیادی عقیدہ کو ثابت فرمایا جیساکہ سورہ فاتحہ کی پہلی ہی آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ۔

دنیا میں صفات الٰہیہ کے غیر متناہی مظاہر ہیں سب سے پہلے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی جس مظہر الٰہی سے انسان کا تعارف ہوجاتا ہے وہ مظہر صفت ربوبیت ہے مثلاً دنیا میں آتے ہی جب بچے کو بھوک لگتی ہے تو روتا ہے جب ماں کا پستان منہ میں لے لیتا ہے تو چپ ہوجاتا ہے بلکہ اس مظہر ربوبیت (ماں) سے یہاں تک مانوس ہوجاتا ہے کہ سخت رو رہا ہو اور ماں ساتھ آکر لیٹ جائے تو چپ ہوجاتا ہے ۔

گود میں اٹھائے تو مطمئن نظر آتا ہے ۔

اللہ تعالی کی صفت ربوبیت کو کائنات انسانی کی سب سے بڑی محسنہ ماں کے اطوار اور تعلقات کی تمثیل سے سمجھاتے ہوئے خالق حقیقی اور بندے کا ربط اور اعتماد استوار کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ۔

اس آیت میں عاقل بالغ انسان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اے انسان مظہر ربوبیت کے ایک ادنی سے نمونے کے ساتھ جب تمہیں اتنا سخت انس ہے تو تمہیں منبع ربوبیت کے ساتھ بطریق اولی انس ہونا چاہئیے جو سارے جہاں کا حقیقی رب ہے ۔

پانچویں خصوصیت

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اور ربط آیات کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ ربط آیات میں اگر ربط کی صورتیں ایک سے زیادہ سمجھ میں آسکیں تو یہ قرآنی تعلیمات کی عالمگیری اور افادیت عامہ کے لئے نظیر بن سکتی ہے اس لئے آپ نے ربط آیات میں ایک سے زیادہ وجہ ربط و مناسبت کو بیان فرما کر تعلیمات قرآنیہ کی افادیت کو عام فرمایا جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۱ میں فرمودہ چند احکام کا ربط بیان کرتے ہوئے فرمایا!

شرک نہ کرو اور تعلق باللہ درست رکھو (وبالوالدین احسان) تعلق بالخلوق ٹھیک رہے خلوق میں سے یہ بالا دست کی مثال ہے انسان کی خوبی تمیز کرنے کا یہ موقع ہے کہ جو بے طمع محسن ہیں ان پر احسان کرے اور ان کے ساتھ برائی کا کبھی وہم بھی نہ کرے (ولا تقتلوا اولادکم) تعلق بالمخلوق میں یہ زبردست کا قانون ہے بھوک کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرنا پہلا ترجمہ ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں رائج تھا اور دوسرا ترجمہ جو ساری دنیا کے لئے ہے یہ ہے کہ اگر کوئی فقط رزق کمانے کے لئے اولاد کو معمولی پیشوں میں قید کر رکھتا ہے اور اس کو حسب الفطرت پڑھنے تعلیم الٰہی دلانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانے سے روکتا ہے تو یہ بھی قتل اولاد ہے یہ بات مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہے۔

مسطورہ بالا تفسیر اور اس کے بعد تاویل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات قرآنی کی روشنی میں یہ مسائل مرتب فرمائے۔

الف ۔ شرک سے روکنے کی حکمت یہ ہے کہ معبود حقیقی سے جو کہ خالق اور مالک ہے اور تمام انعامات کا عطا کرنے والا ہے اسی کے ساتھ تعلق قائم رہے توحید پر ایمان کامل یہ حقوق اللہ میں سے بڑا اور اہم حق ہے۔

ب۔ حقوق اللہ کے بعد دوسرا حق جو ایک مسلمان کے متعلق ہے وہ حقوق العباد کہلائے جاتے ہیں حقوق العباد کی حکمت کو آپ نے تعلق بالخلوق کے ساتھ تعبیر فرماکر اس حکمت کو اجاگر فرمایا۔

ج۔ حقوق العباد میں سے مقدمہ تر حقوق خاندان اور برادری کے ہیں جن میں سے والدین کو بالا

دست فرما کر حدیث نبوی کی صحیح ترجمانی فرمائی اور اولاد کے حقوق کو زبردست کا قانونی قرار دے کر ان کے بدنی تحفظ کو والدین کا فریضہ قرار دیا۔

دوسرے ترجمے میں بطور تاویل عموم تربیت کا معنی لیا جس سے اولاد کا تحفظ جانی، روحانی، ایمانی اجاگر ہو کر قرآن عزیز کی آیت نمبر ۴ سورہ التحریم کا مفہوم ادا ہو رہا ہے جس میں ارشاد فرمایا قوا انفسکم واھلیکم نارا ترجمہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی اہل کو دوزخ کی آگ سے۔

چھٹی خصوصیت

جیسا کہ قرآن عزیز کا یہ اعجاز مسلم ہے کہ اس کے ارشادات کی تفسیر طویل سے طویل تر بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ ابن النقیب حنفی کی مرتبہ تفسیر قرآن عزیز چار سو مجلات میں ہے اور مختصر سے مختصر کلمات میں بھی کی جاسکتی ہے۔

جیسا کہ جلال الدین محلّی اور جلال الدین شافعی کی مرتبہ تفسیر جلالین ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تعلیم اور تدریس یہ تھا کہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں بھی قرآنی معارف کے متلاشی کچھ نہ کچھ تعلیم حاصل کرلیں اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی احتیاط اور کمال حزم کے ساتھ قرآن عزیز کی تمام سورتوں بلکہ رکوعات کا خلاصہ بیان فرمایا جس سے ربط اور حکمت قرآنی دونوں ظاہر ہو جاتے ہیں جیسا کہ!

پارہ ۲۷ کی سورۃ الحدید کے متعلق ارشاد فرمایا سورۃ الحدید موضوع سورۃ طریق حصول سلطنت اگر عزت چاہتے ہو تو عزیز کی تابعداری کرو۔

اس سورۃ کے پہلے رکوع کے خلاصہ میں ارشاد فرمایا!

اگر عزت اور غلبہ چاہتے ہو تو فنائی ارادۃ اللہ ہونا۔

(۲) اور انفاق فی سبیل اللہ کرنا سیکھو اسی طرح تمام چھوٹی اور بڑی سورتوں کی تفسیر اور حکمت ارشادات قرآنی کو مختصر الفاظ میں ارشاد فرمایا جو آپ کے ترجمہ اور تفسیر کی خصوصیت ہے پہلی دفعہ جو

مترجم قرآن حکیم شائع کیاگیا اس میں ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور تفسیر حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی تو اردو پرانی ہونے کی وجہ سے قرآن پاک کا ترجمہ سمجھنے میں کافی دقت ہوتی تھی اس لئے دوسری طباعت میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا مترجم قرآن عزیز محشی کا صفحہ نمبر ۴ ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پہلی طباعت میں طبع کیا گیا لیکن پرانی اردو کے بہت سے الفاظ چونکہ آج کل متروک الا ستعمال ہیں اور موجودہ اردو دان اسے نہیں سمجھ سکتے اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کا آسان اور بامحاورہ ترجمہ خود فرمایا جو تمام دینی حلقوں میں بے حد مقبول ہوا اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے اس سعی مشکور کی تعریف و توصیف کی --- اللہ تعالیٰ اسے مزید مقبولیت سے نوازے اسے اپنے بندوں کی ہدایت اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کا ذریعہ بنائے (امین) (۵۳)

اس جگہ ہم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بطور نمونہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

سورہ الفاتحہ مکیتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے بڑامہربان نہایت رحم والا جزا کے دن کا مالک۔

ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ جو گمراہ ہوئے۔

تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد

سورۃ فاتحہ کے نام اور ان کے وجوہ پہلا نام فاتحہ الکتاب ہے کیونکہ قرآن حکیم کا افتتاح (شروع) اسی سے ہوتا ہے دوسرا نام سورۃ الحمد ہے کیونکہ الحمد سے شروع کی جاتی ہے تیسرا نام امّ القرآن یا امّ الکتاب ہے اُم ہر چیز کی اصل کو کہتے ہیں اس سورۃ کے مضامین قرآن حکیم کے سارے مضامین کی اصل اور جڑ ہیں یہ مضامین بمنزلہ بیج کے ہیں اور سارے قرآن حکیم کے مضامین بمنزلہ درخت کے ہیں سورۃ فاتحہ میں قرآن حکیم کے مضامین کا ایک اجمالی خاکہ موجود ہے جس کی تفصیل سارا قرآن مجید ہے چوتھا نام السبع المثانی ہے یعنی سات آیتیں دہرائی ہوئی کیونکہ اس سورت کو ہر نماز اور ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے پانچواں وافیہ ہے۔ وافیہ کے معنی پوری ہونے والی کیونکہ ہر رکعت میں یہ پوری پڑھی جاتی ہے چھٹا نام کافیہ کیونکہ قرآن حکیم کے سارے مضامین پر اجمالی طور پر کافی ہونے والی ہے ساتواں نام سورہ الکنز ہے کنز کے معنی خزانہ ہے رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے۔
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ سورۃ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے آٹھواں نام سورۃ الشفاء ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے فاتحہ الکتاب موت کے سواء ہر بیماری کا علاج ہے نواں نام سورۃ الاساس ہے اساس کے معنی بنیاد کے ہیں اور یہ سورہ پورے قرآن کی بنیاد ہے تیسرے اور نویں نام میں فقط لفظوں کا فرق ہے ورنہ دونوں میں مطلب ایک ہی ہے۔

خلاصہ مضامین سورہ فاتحہ

اور وہ سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے عقائد اسلامی کے اصل الاصول تین عقیدے ہیں توحید یعنی خدا تعالی کو ذات و صفات میں وحدہ لاشریک لہ ماننا رسالت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کو سچا رسول جاننا اور قیامت کا قائل ہونا۔
چنانچہ قبل از ہجرت تیرہ سالہ آپ کی مبارک زندگی جو مکہ معظمہ مین بسر ہوئی اس اثنا میں جتنا حصہ قرآن حکیم کا نازل ہوا ہے اس میں زیادہ تر انہیں تین عقیدوں کا مخالفین کے ذہن نشین کرانا انہیں کے متعلق شکوک و شبہات کا رفع کرنا ان کے ماننے والوں کو جزائے خیر اور نہ ماننے والوں کو سزاوں کا

ذکر ہے ان عقائد کے ذہن نشین کرانے کے بعد دوسرا مقصد قرآن حکیم کی تعلیم کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلم کلمہ گو کو خدا کے برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلانا اور بارگاہ الٰہی سے مردود ہستیوں کے راستے سے ہٹانا چنانچہ سورۃ فاتحہ کے اندر یہ دوسرا مقصد بھی نہایت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔

ربط آیات

(۱) دنیا میں صفات الٰہیہ کے غیر متناہی مظاہر ہیں سب سے پہلے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی جس مظہر الٰہی سے انسان کا تعارف ہوتا ہے وہ مظہر صفت ربوبیت ہے۔

مثلاً دنیا میں آتے ہی جب بچے کو بھوک لگتی ہے تو روتا ہے جب ماں کا دودھ پیتا ہے تو چپ ہوجاتا ہے بلکہ اس مظہر ربوبیت سے اس قدر مانوس ہوتا ہے کہ سخت رو رہا ہو اور ماں آکر پاس لیٹ جائے تو چپ ہوجاتا ہے گود میں فقط اٹھالے تو مطمئن نظر آتا ہے اس آیت میں عاقل بالغ انسان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اے انسان مظہر ربوبیت کے ایک ادنی سے نمونے کے ساتھ جب تمہیں اتنا اُنس ہے تو تمہیں منبع ربوبیت کے ساتھ بطریق اولی انس ہونا چاہئیے جو سارے جہاں کا حقیقی مربی ہے بلکہ تمہیں مجاز سے نظر ہٹا کر ہر نعمت کیلئے حقیقی مربی کا شکر بجالانا چاہئیے۔

(۲) صفت ربوبیت کے تین مظہر ہیں جن کے ساتھ ہر انسان کا تعلق ہے باپ ماں اور بادشاہ۔

پدری اور مادری رحمت میں فرق

باپ یہ چاہتا ہے کہ بیٹا صاحب فضل و کمال ہوجائے خواہ کتنی ہی محنت کرے مشقت اٹھائے مصیبتیں جھیلے مگر اس قابل ہوجائے کہ دنیا کی زندگی اپنے ہمسروں میں عزت سے بسر کرے اسی جذبہ کے ماتحت بعض اوقات باپ بیٹے کو استاد کے سپرد کرتے وقت یہ کہہ دیتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ہماری اور گوشت تمہارا ماں کا دل یہ چاہتا ہے کہ بیٹے کو کھانا عمدہ نصیب ہو اس کا لباس قیمتی ہو کپڑے ستھرے ہوں میٹھی نیند سوئے مارنا تو بجائے خود رہا کوئی اسے گھورنے بھی نہ پائے اگر استاد کبھی بچے کو تھپڑ مارے تو

اسے کوستی ہے بددعائیں دیتی ہے رحمن اللہ تعالی کی وہ صنعت ہے جو باپ کی سی رحمت عموی کا منبع ہے بلکہ باپ تو فقط اولاد کی دنیاوی سرفرازی کا متمنی تھا اور اللہ تعالی یہ چاہتا ہے کہ انسان ایسے کمالات اپنے اندر پیدا کرے جن سے غیر متناہی زمانہ تک اپنے ہمعصرں میں معزز رہ سکے اور رحیم وہ صفت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی سعادت کے باعث ایسا ہوجائے کہ دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرے بلکہ ہمیشہ کے لئے مستحق آرام ہوجائے گویا صفت رحیم والدہ کی رحمت کا غیر متناہی منبع ہے ۔

۳) بچپن میں ہر انسان اپنے نفع پانے اور شر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے والدین کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن جب بڑا ہوجاتا ہے اور کاروبار کا سلسلہ چلائے تو پھر اپنے حقوق کی نگہداشت کے لئے جس مظہر ربوبیت کی طرف رجوع کرتا ہے وہ بادشاہ عادل ہے اگر اس کی کوئی حق تلفی کرے تو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔

۴) جب ایک منصف مزاج انسان ان مذکورہ الصدر مظاہر ربوبیت کی قدر دانی اور عزت افزائی اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہے تو ان کے منبع اصلی خدائے قدوس وحدہ لا شریک لہ کی اطاعت بطریق اولی فرض ہوگی بلکہ حقیقت میں مستحق شکریہ فقط وہی ہوگا اس آیت میں اسی کا اعلان ہے اور جب زمین و آسمان کے چلانے والے مولائے حقیقی سے انسان کا براہ راست تعلق ہے تو دوسرے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی بجائے کیوں نہ اس سے ہی مدد کی درخواست کی جائے ۔

۵) جب انسان نے خدا تعالی کی غلامی کا حلقہ اپنے گلے میں ڈال لیا تو اسے ہروقت ہر آن میں اپنے آقا سے احکام لینے کی ضرورت ہوگی جب مجازی غلام پر آقا کا یہ حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ایک پیسے کی خرید و فروخت نہیں کرسکتا اس کی اجازت کے بغیر عبادت کے لئے نہیں جاسکتا تو حقیقی غلام پر حقیقی آقا کے تو اور زیادہ مستحکم حقوق ہوں گے اس لئے درخواست کی گئی ہے کہ مجھے اپنی غلامی کا حق ادا کرنے کے لئے احکام عطا فرما۔

۶) الذین انعمت علیھم کی تفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ پر موجود ہے یعنی اس آیت کے تحت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من

النبین والصدیقین والشهداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا .

ترجمہ

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرما برداری کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شداء اور صالحین ہیں اور یہ لوگ بہتر رفیق ہیں .

ایک خدا پرست ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق چاہتا ہے اور انہی کا مسلک صراط مستقیم ہے

۷) راندہ درگاہ الہی کے مسلک سے بچنے کے لئے اللہ تعالی سے استدعا کرتے ہیں مغضوب علیھم سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاری ہیں (واللہ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ)

خلاصہ

یہ سورۃ سارے قرآن حکیم کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے .

ماخذ توحید آیت ۱۔۲ قیامت آیت ۳

رسالت وغیرہ آیت ٦ برگزیدگان آیت ٦

مردودین آیت ۷

علمائے کرام سے استناد

ترتیب دیئے جانے کے بعد سورۃ چیدہ ترین علمائے کرام کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ وہ اسے کتاب و سنت کی روشنی میں جانچ کر دیکھیں کہ کوئی چیز خلاف اسلام تو نہیں چنانچہ ان حضرات علمائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں جنہوں نے اصل مسودہ کو دیکھ کر اس پر اپنی رائے لکھی

۱) حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

۲) حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔

۳) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت علمائے ہند۔

۴) حضرت مولانا سید محمد سلیمان صاحب ندوی۔

۵) حضرت مولانا سلطان محمود صاحب مدرس اول فتحپوری دہلی۔

۶) حضرت مولانا خواجہ عبدالحئی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ دہلی۔

۷) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۸) حضرت مولانا نجم الدین صاحب مرحوم سابق پروفیسر اورینٹیل کالج لاہور۔

۹) حضرت مولانا عبیداللہ صاحب فاضل دیوبند مدرس پروفیسر گورنمنٹ کالج شاہ پور۔

۱۰) حضرت مولانا محمد چراغ صاحب فاضل دیوبند مدرس مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۱۱) حضرت مولانا محمد صدیق صاحب فاضل دیوبند مقیم ڈیرہ غازی خان۔

۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۵۴)

اب ان میں سے چند علمائے امت کی رائے ملاحظہ فرمایئے

۱) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کی لاکھوں تفسیریں لکھی گئیں اور ہر ہی طرح اور ہر ہی پہلو سے خدمت کی گئی اب چونکہ زمانہ کا اور دور ہے اور تقریر و تحریر کا نیا طریقہ مقاصد قرآن حکیم کی خدمت مناسب ضرورت وقت شروع ہوئی جناب مستطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری دام ظلہ کی خدمت ظہور میں آئی جو عاجز نے متفرق دیکھی یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ماضی و مستقبل میں اس کی نظیر ناممکن ہے مگر یہ کہنا بیجا نہیں کہ حق تعالیٰ نے ایک بہت بڑی خدمت جناب ممدوح سے لی اور اب انشاء اللہ العزیز عوام و خواص دونوں طبقے اس تفسیر سے اپنی تشنگی کر سکیں گے اور ترجمہ پڑھانے والے حضرات بہت سی مشکلات سے رہا ہو جائیں گے میرے نزدیک خدمت قرآن کریم کا یہ ایک نیا دور ہوگا اور ربط آیات و مقاصد رکوعات کا ایک نیا باب حق تعالیٰ جناب موصوف کے صحیفہ اعمال میں اس ذخیرہ حسنہ کو ودیعت رکھے اور

اہل اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق نصیب فرمائے آمیں یا رب العلمین (۵۵)
احقر محمد انور کشمیری عفا اللہ عنہ
۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ

ii) حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

میں نے مولانا موصوف کی یہ تحریر دربارہ ربط آیات قرآنیہ وایضاح معانی فرقانیہ مختلف مقامات سے دیکھی بحمد اللہ تعالی مفید اور کار آمد تحریر پائی دل چسپ اور صحیح و ضروری مضامین کا خلاصہ اس طرح اس میں بھردیا گیا ہے کہ عوام اور خواص دونوں کو بہت زیادہ آسانی کے ساتھ درگراں مایہ ہاتھ آسکیں گے میری نظر سے کوئی مضمون ایسا نہیں گزرا جو کہ مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف ہویا اس پر کوئی گرفت ہو سکے مجھ کو قوی امید ہے کہ اگر لوگ اس عجیب وغریب تحریر کو غور و خوض کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے تو کتاب اللہ کے سمجھنے کا بہت بڑا فرض ادا کریں گے
آخر میں میں مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے دارین میں ان کو سرخرو اور کامیاب فرمائے اور اپنی لقاء اور رضوان کے اعلی درجات سے ان کو مالا مال کرے آمین(۵٦)
ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ
دیوبند جمادی الاول ۱۳۵۱ھ

iii) امام العلماء حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

قرآن حکیم کی خدمت خواہ اس کی نوعیت کچھ ہی ہو مسلمان کے لئے سعادت اور ذخیرہ آخرت ہے بالخصوص جب کہ وہ خدمت امت مرحومہ کو قرآنی معارف سے روشناس کرانے والی اور قلوب میں فہم قرآن کی رغبت پیدا کرنے والی ہو حضرت فاضل علامہ مولانا احمد علی صاحب نے جس صورت سے کتاب

اللہ کی خدمت کی ہے یہ انشاء اللہ تعالی مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگی اور ان کے قلوب میں قرآن مجید کی تلاوت کی رغبت اور مضامین قرآنیہ پر غور کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنے کا قوی ترین وسیلہ ثابت ہوگی میں نے اس کو جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا اور اس طرز کو مفید اور سہل اور اقرب الی الفہم پایا میری نظر میں کوئی بات مسلک اہلسنّت والجماعت کے خلاف نہیں آئی میری دعا ہے کہ اللہ تعالی مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی مخلصانہ خدمت کو قبول فرما کر مسلمانوں کو مستفید و بہرہ مند کرے آمین والحمد اللہ رب العلمین والصلواہ والسلام علی رسولہ محمد والہ و صحبہ اجمعین (۵۷)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

۲۱ محرم ۱۳۵۱ھ نیو سنٹرل جیل ملتان

iv) حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب شیخ التفسیر جامعہ ملیہ

قرول باغ دہلی

بسم اللہ وحدہ میں نے تقریباً تمام کتاب کو بغور دیکھا یہ اللہ کا فضل مخصوص ہے کہ اس نے حضرت العلام کو اس جلیل القدر خدمت کے لئے چن لیا اور سلف صالحین کے طریق پر اقتضائے زمانہ کے مطابق اپنی کتاب عزیز کی تشریح و توضیح کی توفیق عطا فرمائی اللہ کی نصرت و کامگاری پر اعتماد کرکے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اسے قبول عام بخشے گا اور درس و فکر قرآن میں جو رکاوٹیں ہیں اس کی وجہ سے دور کرے گا وما ذلک علی اللہ بعزیز (۵۸)

عبدالحیٔ استاد تفسیر و ناظم دینیات

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

۳ رجب المرجب ۱۳۵۱ھ بمطابق ۳ نومبر ۱۹۳۲ء

د۔ مختلف سورتوں کی تفسیر

قرآن عزیز محشی کے علاوہ بھی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے آخری سپارہ کی چند سورتوں کی الگ تفسیر بھی لکھی ہے جو چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں ہے جہاں ان کے اہم اہم اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں.

۱) سورہ قریش

سورہ قریش کی تفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ کی شکل میں لکھی ہے یہ رسالہ کل اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سورہ قریش کے مطالب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت احسن انداز میں بیان فرمایا ہے.

احادیث مقدسہ کے حوالے سے اس رسالے کو شروع کیا گیا ہے اس مختصر مگر جامع جریدہ میں چند چیزیں فردوسی موتیوں سے بھی زیادہ گرانمایہ ہیں صفحہ نمبر۵ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فوزالکبیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اصول التفسیر میں علوم القرآن کی پانچ قسمیں ہیں علم الاحکام،علم المناظرہ،علم التذکیر بآلاء اللہ،علم التذکیر بایام اللہ اور علم التذکیر بمابعد الموت۔

مذکورہ بالا پانچ اقسام سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم التذکیر بالا اللہ کی روشنی میں فرمایا کہ قرآن حکیم نے سورۃ قریش میں قریش قبیلہ پر احسان جتایا ہے کہ اللہ تعالی نے تم کو سردیوں اور گرمیوں میں سفر کا ذوق عطا کر کے تمھاری تجارت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور تمھاری روزی کا ایک مستقل سبب پیدا کردیا ہے اور چونکہ تم بیت الحرام کے مجاور ہو لہذا تمھارے قافلوں کو تمام ملک میں لوٹ گھسوٹ کا خطرہ نہیں ہے اور یہ امن تام بھی فضل خداوندی سے وابستہ ہے اہل قریش شعائر الہی میں سے حرم پاک کی خدمت کے صلے میں رزق دامن سے نوازے گئے اور حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اسی سورۃ کے نتیجے پر غور فرماتے ہوئے لکھتے ہیں .

جس طرح قریش شعائر اللہ میں بیت الحرام کے مجاور و محافظ تھے اور اسی عمدہ جلیلہ کے باعث رب البیت کی عبادت اور اس کے پیغامبر علیہ الصلواہ والسلام کی حمایت ان کا فرض منصبی قرار دی گئی تھی بعینہ اسی طرح علماء کرام اور صوفیائے عظام اللہ تعالی کے دوشعائروں کے محافظ ہیں ایک کتاب اللہ دوسرا رسول اللہ ﷺ کتاب کی حفاظت تو ظاہر ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت سے مراد محافظت سنت رسول اللہ ﷺ ہے آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے

من احیی سنتی فقداحیانی و من احیانی کان مع فی الجنۃ

ترجمہ

جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا پس بے شک اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں رہے گا۔اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ محافظ سنت نبوی ﷺ محافظ رسول اللہ ﷺ ہے اور تارک سنت نبوی ﷺ مخالف رحمتہ اللعالمین ہے۔

اس کے بعد سید المرسلین ﷺ کی جامعیت کی طرف رجوع فرماتے ہیں.

حضور اکرم ﷺ جامع علم و عمل تھے آپ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی علم الہی کا بڑا عالم تھا اور نہ ہی اس نور مقدس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی پیکر عمل گویا آپ ﷺ مجسمہ تعلیم قرآن تھے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے لیکن فیضان محمدی ﷺ کے حامل آپ ﷺ کی امت میں ہمیشہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور انہیں حضرات کے دم سے اسلام کا نور اس کی عزت اس کے خصائل و محاسن دنیا میں زندہ رہے ہیں اور قیامت تک رہیں گے.

اس کے بعد شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ علماء کرام اور صوفیائے عظام کی زندگی کا نصب العین بیان فرماتے ہیں کہ !لوگ علماء کرام اور صوفیائے عظام کی بڑی عزت کرتے ہیں ان کے لئے نذرانے پیش کرتے ہیں لہذا ان کا بھی اولین فرض ہے کہ خدمت دین کو اپنا نصب العین بنائیں ان کے دل و دماغ دین الہی کی نشرو اشاعت میں مصروف رہیں ان کی قوت گویائی اعلائے کلمتہ الحق میں صرف ہو ان کی قوت شنوائی مرضیات الھیہ کی طرف متوجہ ہو ان کی قوت مشی (چلنا) اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے مسافت طے کرنے

میں ممد و معاون بنے۔

توکل کی دو اقسام بیان فرماتے ہیں ایک یہ کہ علماء کرام کسب معاش کی فکر نہ کریں صرف اللہ پر توکل کرکے دن رات دین کی خدمت کریں تو خدا تعالی وہاں سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہوگا دوسرا یہ کہ زندگی کا نصب العین اشاعت دین بنائیں اور اس کے ساتھ ساتھ زراعت صنعت و حرفت وغیرہ اختیار کریں اس میں بھی کوئی عیب نہیں رسالہ کے آخر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قرآن کا اثر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے۔

۱	معبودان ماسواء اللہ سے منہ موڑا	ایک خدائے قدوس وحدہ لا شریک لہ سے تعلق جوڑا
۲	اتباع ہوا کو چھوڑا	اتباع نبی کریم ﷺ کو مقصد زندگی بنایا
۳	انانیت غرور تکبر سے توبہ کی	بے نفسی منکسر المزاجی مساوات کو اپنا شعار بنایا
۴	حسد کینہ	بغض سے متنفر ہوئے ایثار اور صاف دلی کو تمغہ امتیاز بنایا
۵	لعنت اختلاف کے جوئے کو اتار پھینکا	رشتہ اتحاد میں پروئے گئے
۶	دوسرے مسلمانوں کے عیوب سے نظر ہٹ گئی	اپنے عیب و ثواب پر نظر پڑ گئی
۷	تعیش دنیاوی نظر سے گر گیا	عزت آخرت نظر میں جم گئی
۸	ریاء دل سے نکل گیا	اخلاص دل میں بھر گیا
۹	سستی و کاہلی کافور ہوگئی	قوائے عملیہ میں سیماب کی طرح ایک بیقراری اور ہیجان پیدا ہوگیا
۱۰	بداخلاقی سے ہٹ گئے	پیکر اخلاق حمیدہ بن گئے
۱۱	طوائف الملوکی سے تائب ہوگئے	علم رسالت و خلافت کے نیچے جمع ہوگئے
۱۲	ساری دنیا کی محبت دل سے نکل گئی	ساری دنیا سے بڑھ کر رسول اللہ سے محبت اور پھر اس سے بڑھ کر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہوگئی
۱۳	تمام مقاصد دنیا نمبر دوم ہوگئے	اعلائے کلمۃ اللہ ان کی زندگی کا مقصد اولین بن گیا
۱۴	اقامت وطن گراں گزرنے لگی	اشاعت دین کے لئے سفر پیارا ہوگیا

۱۵	کفر اور کفار سے نفرت ہوگئی	محبان الہی کے فدائی بن گئے (۵۹)

ii) سورۃ کوثر

یہ رسالہ تفسیر سورۃ کوثر کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سب سے پہلے شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ کوثر کے متعلق احادیث نبوی ﷺ کو پیش کیا ہے اور نتیجہ کے طور پر بیان فرمایا ہے کہ کوثر سے مراد حوض کوثر بھی ہے جس کے فضائل احادیث سے ثابت ہیں اور کوثر سے مراد خیر کثیر بھی ہے اور دونوں معنوں کی تطبیق یوں فرمائی ہے۔

اس بنا پر وہ قرآن حکیم جو یہاں صفحہ قرطاس پر منقوش ہے اور مومنین کے دل و دماغ میں محفوظ ہے اور بین الدفتین مجلا ہے انسان جس کو ہاتھ میں اٹھالیتا ہے اس کا ظہور عالم مثال میں بصورت حوض کوثر ہوگا جن لوگوں نے عالم ناسوت میں اس چشمہ الہی سے جرعہ نوشی کی ہے وہ وہاں بھی حوض کوثر سے شراب طہور پی کر ایسے مست ہو جائیں گے کہ ان پر محشر کا پچاس ہزار سالہ دن اسطرح گزرے جائے گا گویا کہ چار رکعت نماز ادا کی ہے اور جن لوگوں نے یہاں اس منبع خیرو برکت سے اعراض برتا وہ وہاں بھی اس سے محروم رکھے جائیں گے۔

چونکہ امت محمدیہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے لہٰذا آگے فرماتے ہیں نعمت قرآن کا شکر یہی ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے چپہ چپہ زمین پر اس کا نور پھیلا دیا جائے کسی شخص کے کان اس سے نا آشنا نہ رہیں کوئی دل اس کی تصدیق سے خالی نہ رہے قرآن حکیم کی اشاعت و خدمت کے متعلق صحابہ کرام کا اسوہ پیش فرماتے ہیں۔

کہ کس طرح اس مقدس کتاب کی علمی اور عملی نشرو اشاعت ان کی زندگیوں کا نصب العین تھا اور کس طرح وہ لوگ ارضی و سماوی برکات کے مستحق بنے۔

چونکہ سماعت قرآن حکیم کا مستقل پروگرام نماز ہے لہٰذا فَصَلِّ لِرَبِّكَ (یعنی پس اپنے رب کی نماز پڑھ) کی اہمیت بیان فرماتے ہیں اور بعد ازاں وا نحر (قربانی کر) کے مفہوم پر روشنی ڈالنے کے لئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے نور بصر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کیا گیا ہے اور ان ہردو مطالب کے بعد ان شانئک ہوالابتر (بے شک تیرا دشمن ہی ابتر وخوار ہوگا) پر غور کرکے نامرادی دشمن اور ہزیمت اعلائے اسلام کے بے بدل اصول اخذ کرتے ہیں یہ وہ مختصر سا پمفلٹ ہے جو شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان قلم سے کیا نکلا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر جو قرآن عزیز کے اثرات تھے ان کا مکمل عکس بن کر سامنے آگیا (۶۰)

iii) سورہ فلق و ناس

تفسیر سورہ فلق و ناس یہ ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے

معوذتین کے مضامین کی تشریح کے لئے عنوان مصائب میں جائے پناہ کا انتخاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی بصیرت کی ایک روشن دلیل ہے اس میں انسان کو جسم اور روح سے مرکب ثابت کرنے کے بعد صفحہ نمبر ۶ پر فرماتے ہیں سورہ فلق میں جسم انسانی کو ضرر پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کے لئے پناہ الہی میں آنے کی تلقین ہے اور سورہ ناس میں روح انسانی کو ضرر پہنچانے والی چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے پناہ الہی میں آنے کی تلقین کی گئی ہے بعد مین سورہ فلق کے ضمن میں چار آفات کی تشریح فرمائی ہے اور خصوصیت سے چوتھی آفت سے بچنے کے لئے پناہ الہی میں آنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد بدترین شر ہے واقعہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حسد سے بڑھ کر کوئی شر نہیں ہے کیونکہ جس قدر تکلیف ایک انسان کو دوسرے انسان سے پہنچتی ہے ان کا اصل منشا صفت حسد ہی ہوتی ہے اسی لئے عقلاء نے کہا ہے کہ پہلا گناہ جو آسمان پر واقع ہوا ہے وہ شیطان کا حسد آدم علیہ السلام پر تھا اور پہلا گناہ جو زمین پر ہوا وہ قابیل کا حسد ہابیل پر تھا سورہ ناس کے متعلق

ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں خدائے تعالی کی تین صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان تین صفتوں کو شیطان لعین کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے جائے پناہ سمجھا گیا ہے اور وہ صفات ہیں ربوبیت ۔ ملکیت ۔ الوہیت ۔

آگے فرماتے ہیں

چنانچہ اس سورت مین اس جذبہ کی تکمیل کا سبق دیا گیا ہے کہ انسان طبعاً اپنی مظلومی میں مربی بادشاہ یا معبود کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو ایک توحید پرست مربی ۔ بادشاہ اور معبود حقیقی فقط خدائے قدوس وحدہ لا شریک لہ کو سمجھتا ہے لہٰذا اس کی دوڑ سوائے رب السموات والارض کے دروازے کے اور کہیں نہیں ہوگی اور وہی اس پرانے بدترین دشمن شیطان لعین سے اسے بچائے گا(٦١)

iv) سورۃ عصر

یہ رسالہ تفسیر سورۃ عصر کل اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر

کی علیحدہ علیحدہ تشریح و توضیح فرمائی ہے

جو ہر لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی مفسرانہ اور عالمانہ شان کے لائق ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مختصر سی سورت سے اقوام عالم کی کامیابی کے چار اصول مستنبط کئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

۱۔ علوم صحیحہ کا حاصل ہونا

۲۔ علوم صحیحیہ پر عامل ہونا

۳۔ حلقہ اثر کو ہر ممکن ذریعہ سے وسیع کرنا

۴۔ تکمیل مقصد میں ہر قربانی کے لئے آمادہ رہنا۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا اصول کو کائنات انسانی کی کامیابی کا ضامن قرار دیا ہے بعدازاں مسلمانوں کی ذلّت کا باعث بیان فرماتے ہیں اور بزار افسوس سے موجودہ دور کے مسلمانوں کی زبوں حالی بے دینی بے راہروی اور رسوائی کا ذکر فرماتے ہیں۔

اور نجات کار مسلمانوں کو دعوت عمل دیتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان اگر دنیا کی سرفرازی چاہتے ہیں تو دوسری اقوام سے بڑھ کر پیکر عمل بن جائیں تو خدا تعالیٰ ان کو آگے بڑھادے گا (۶۲)

۷) سورۃ علق

یہ رسالہ تفسیر سورۃ علق کل چالیس صفحات پر مشتمل ہے سورۃ علق کی تفسیر کرنے سے پہلے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ دو اہم عقائد کا ذکر کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہمارا ایمان ہے کہ سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانے سے لے کر قیامت تک آنے والی نسل کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۔ یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن حکیم کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی اسلئے قیامت تک یہی کتاب دین و دنیا کی بھلائی کا راستہ دکھائے گی۔

اس کے بعد سورہ علق کی عربی عبارت اور ساتھ ساتھ اردو ترجمہ کیا گیا ہے ساتھ ہی احادیث متعلقہ سورہ علق درج کی گئیں ہیں پھر مختلف عنوانات باندھ کر وضاحت کی گئی مثلاً موضوع سورہ علق ' وضاحت ' موضوع' غلبہ روحانیت ' بعثت محمدی ﷺ کا راز' مادیت کی دوشاخیں اسلام ملوکیت اور سرمایہ داری کا دشمن ہے وغیرہ ۔

غلبہ روحانیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

جب سے اس جہان کا نظام چلا ہے اسی وقت سے روحانی اور مادی قوتوں کا تصادم چلا آیا ہے چونکہ دونوں آپس میں متضاد ہیں لہٰذا ایک کا بقاء دوسری کے لئے پیغام فنا ہوتا ہے ایک کی عزت دوسری کی ذلت کا موجب ہوتی ہے مثلاً روحانیت خدا کا دروازہ دکھاتی ہے خداتعالیٰ کے ہاں سرخرو بناتی ہے انسان کو انس ہمدردی کا سبق پڑھاتی ہے بداخلاقی سے بچاتی ہے تہذیب کا رنگ چڑھاتی ہے بخلاف اس کے مادیت زرپرست بناتی ہے غرور ' انانیت ' تکبر ' حسد ' کینہ ' بغض جاہ طلبی کا رنگ لاتی ہے اغراض ذاتیہ کے لئے کشت و خون کراتی ہے خون کی ندیاں بہاتی ہے اس لئے خداتعالیٰ کی منشایہی ہے کہ مادیت ابھرنے نہ پائے اس میں طاقت نہ آجائے بلکہ یہ دنیا میں مغلوب و ذلیل ہوکر رہ جائے

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورہ اقرا (علق) قرآن حکیم کا سنگ بنیاد ہے اس کی تعلیم کا ماحصل دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ ہادی برحق اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی ہدایت کے واسطے قرآن مجید کی آواز ہر فرد بشر تک پہنچانا چاہتے ہیں دوسری یہ معلوم ہوتی

ہے کہ معاندین حق کا سر اٹھانا لازمی ہے اور ان کی بربادی اور تباہی کا فیصلہ بارگاہ الٰہی سے ہو چکا ہے۔

رسالہ کے صفحہ نمبر ۳۵ پر حق پرستوں کا نصب العین بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ!

حضور ﷺ کے تابع ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں کا نصب العین زندگی یہی ہوگا کہ معاندین حق سے دبنے نہ پائیں اشاعت حق سے جی نہ چرائیں اپنے اپنے فرائض عبودیت میں کم ہمتی نہ دکھائیں حصول قرب الٰہی میں دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جائیں (۶۳) تفسیر قرآن کے علاوہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے علوم قرآن کے سلسلے میں مختلف مفید رسائل بھی تصنیف فرمائے ہیں جن کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

ز۔ علوم قرآن میں مختلف رسائل

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ نے پنجاب اور سندھ میں خصوصاً صحیح عقائد اشاعت توحید اور اصلاح اعمال و رسوم اور انابت الی اللہ کا جو عظیم و وسیع کام لیا درس قرآن کے علاوہ اس کے دو اور موثر ذریعے تھے ایک جمعہ کا خطبہ دوسرے عام فہم اصلاحی رسائل کی اشاعت ۱۳۴۵ھ میں انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام ایک شعبہ اشاعت قائم کیا گیا اس نے اردو میں چونتیس مختلف موضوعات پر پمفلٹ شائع کئے جن کی تعداد لاکھوں تک ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ یہ رسائل مفت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۱) رسالہ ضرورۃ القرآن

قرآن کے سلسلہ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پہلا رسالہ ہے جو کل چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ کو اس آیت کریمہ سے شروع کیا گیا ہے

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (۶۴)

یعنی اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف

اس کے بعد خطبہ مسنونہ درج کیا گیا ہے انسان مخلوق ہے کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ!
برادران عزیز عنوان بالا ایک ایسی بین اور واضح چیز ہے کہ جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو انکار نہیں ہوسکتا لیکن انسان اس کو بھول گیا اگر بھولا نہ ہوتا تو اللہ تعالی کے بارے مین اس کا موجودہ رویہ ہرگز نہ ہوتا اس کے ساتھ ساتھ کچھ لوگ اللہ کے فرمانبردار بھی ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اس غرض کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی ہے اور وہ اس غرض کو پورا کرنے کے لے شب و روز مشعل ہدایت نور الہی کے ماتحت قدم اٹھارہے ہیں میں اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں سے یہ درخواست کرسکتا ہوں کہ وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں کہ آیا ان کے اندر یہ حس انسانی موجود ہے؟ اگر ہے تو اس مقصد کے ایفاء کے لئے انہوں نے کون سا طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ واضح کرتے ہیں کہ انسان گندے پانی کے نطفے سے پیدا ہوا ہے مگر پھر بھی اکڑتا ہے اے انسان تو بے بس ہے اپنی تخلیق میں بھی اللہ تعالی کا محتاج ہے۔
تجھے اللہ تعالی نے جیسا چاہا پیدا کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے.
یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شی قدیر (۶۵)
اللہ تعالی جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے
لہٰذا اب تیرا فرض ہے کہ تو اپنے بنانے والے کے روبرو شرم وحیا کی آنکھ نیچی رکھ تیرا چلنا ' پھرنا ' کھانا' پینا غرض چوبیس گھنٹے کی زندگی اسی خالق حقیقی کی فرمانبرداری میں بسر کرے پھر تو بھلا مانس ہے نیک بخت ہے ورنہ ان القابات کا تو حق دار نہیں ہے۔
انسان کامل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے روح اور جسم جو ان دونوں کے حقوق پورے کرتا ہے اسے انسان کامل کہا جاتا ہے جسم کی غذا تو روٹی پانی وغیرہ لیکن روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے روح سے مراد وہ روح نہیں کہ اگر انسان کے جسم سے نکل جائے تو مردہ بن جائے ایسی روح تو جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے روح انسانی سے میری مراد وہ روح ہے جس کی وجہ سے اسے انسان کہا جاتا ہے اسی روح کی غذا اللہ کا ذکر ہے قولہ تعالی!

الا بذکر اللہ تطمین القلوب(۶۶)
خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے
انسان گناہ کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے خدا تعالیٰ تو کسی پر ہرگز ظلم نہیں کرتا قولہ تعالیٰ
وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون (۶۷)
اور خدا تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کر رہے تھے۔

میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں توفیق دے کہ تم اپنے اوپر ظلم کرنے سے باز آجاؤ اور سمجھ دے کہ اس ظلم کو محسوس کرو اور اتنی عقل دے کہ تم کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت محمد رسول اللہ ﷺ سے جذبات و احساسات ملکیہ کا صحیح اندازہ لگاسکو تاکہ تم ظلم سے باز آکر دانش حقیقی سے آراستہ ہوجاؤ۔

حصول کمال ملکیہ کا ذریعہ الہام ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی تمام ضروریات خود پوری نہیں کرسکتا وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اگر کسی نے اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کوئی راہ نکالی ہوئی ہے تو باقی لوگ فوراً اس کی تقلید کرتے ہیں مثلاً ریل' تار' ڈاک' ہوائی جہاز' وغیرہ تمام چیزوں میں یہی رنگ پایا جاتا ہے اسی طرح ضرورت ملکیہ (جس کے باعث انسان انسان کہلاتا ہے) کو پیدا کرنے اور حاصل کرنے کے تمام مرحلے ہر انسان خود بخود طے نہیں کرسکتا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً انبیاء بھیجے ایسی پاکیزہ ہستیوں تک اللہ تعالیٰ جو بات پہچانا چاہتا ہے وہ ٹیلیفون ملائکہ کی وساطت سے پہنچا دیتا ہے جس کو الہام اور وحی کا نام دیا جاتا ہے لہٰذا انسان کو اپنے اندر صفت ملکیہ پیدا کرنے کے لئے رسولوں کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

لہٰذا اپنے وجود مقدس اور اشرف جزو یعنی ملکیہ کی صحت کا خیال رکھو اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں اطباء روحانی انبیاء علیہ السلام کی اتباع کو اپنی کسرشان مت سمجھو بلکہ ان کی ہدایت الہامی کو اپنے لئے حیات دائمی اور کمال انسانی کا زینہ بناؤ۔

مولانا موصوف آگے چل کر الہامی استاد کی ضرورت کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر حکومت اپنی مملکت کے نظام کو چلانے کے لئے چیدہ دماغوں کو جمع کرتی ہے وہ ملک کے لئے قانون بناتے ہیں پھر حکومت عوام الناس تک اس کا صحیح مفہوم پہنچانے کے لئے خاص پروفیسرز کو مقرر کرتی ہے تاکہ لوگ اپنی مرضی سے قانون کا غلط مفہوم نہ لے لیں۔

اگر حکومت غافل ہوجائے تو بجائے امن کے بدامنی پھیلے گی کوئی حکومت یہ جائز نہیں سمجھتی کہ میرے الفاظ قانون کا جو مطلب ہر شخص الٹا سیدھا لے وہی ہوگا اسی مطلب کے موافق میں اسکو حقوق دوں گی ایک سند یافتہ وکیل ہی جج کو قانونی مشورہ دے سکتا ہے تو اگر دنیاوی قانون کو سمجھنے اور نافذ کرنے کے لئے تربیت یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے تو پھر قانون الٰہی کو سمجھنے اور اس کو نافذ کرنے کے لئے بطریق اولی ماہرین قانون الٰہی کی ضرورت ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ لوگ اس کو ضروری تصور ہی نہیں کرتے کسی ماہر قرآن استاد کے پاس بیٹھنا اپنی توہین تصور کرتے ہیں اور اردو ترجمے والا قرآن لے کر بیٹھ جاتے ہیں خواہ وہ کسی بدمذہب ہی نے لکھا ہو کچھ لوگ قرآن کو بغیر استاد کامل سے پڑھ کر اس کا غلط مفہوم بیان کرتے ہیں عوام الناس اسی کو حرف آخر مان لیتے ہیں۔

بغیر کامل استاد کے قانون الٰہی کی سمجھ نہیں آسکتی اس لئے کسی استاد کامل کا دامن پکڑیں لیکن یاد رکھیں مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اس نے پالیا اگر آپ کے اندر طلب صادق موجود ہے تو اللہ تعالی ضرور بالضرور ایسے پاک علماء کرام مہیا کردے گا۔اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ دینی تعلیم کی دنیاوی تعلیم پر فوقیت واضح کرتے ہیں۔یہ بات یاد رہے کہ ہم پہلے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کریں اور پھر ضرورت کے مطابق دنیاوی تعلیم حاصل کریں تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں مگر معاملہ اس کے برعکس ہے کہ ایک آدمی ایم اے بی اے وغیرہ تو کرتا ہے لیکن اسے روز مرہ کے ضروری دینی مسائل سے آگاہی نہیں ہوتی اس کی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پرزور مذمت کرتے ہیں فرماتے ہیں دنیاوی تعلیم صرف دنیا تک محدود ہے مگر دینی تعلیم دونوں جہانوں کی ضامن ہے دنیاوی علوم ایجاد کرنے والا ایک عام انسان ہوتا ہے جس کو حضرات حکیم کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور دینی تعلیم ایک نبی کے

ذریعے سے خالق کا پیغام مخلوق تک پہنچتا ہے تو یاد رکھیں ایک حکیم کی رائے فقط اس کا دماغی اختراع ہے اور نبی کی رائے علاوہ زہد و عقلیات ہونے کے موید بالنور الالہی بھی ہے اس لئے نبی کی تعلیم کہیں حکیم کی تعلیم سے افضل ہے۔

خدا کے بندو! آج ہم مسلمان دنیاوی تعلیم کے دل دادہ اور اسی پر فریفتہ ہو رہے ہیں جس کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ خدا تعالی کو تو اس ناشائستہ حرکت سے ہم نے ناراض کر ہی دیا ہے ہمیں دنیاوی زندگی میں بھی چین نصیب نہیں ہے ہماری تو وہ حالت ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

پھر صحابہ کرام کی تمام تر کامیابیوں کا سبب الہامی تعلیم کو گردانتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اہل عرب بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کیا کچھ نہ تھے وحشی ظالم ڈاکو تھے لیکن نبیؐ کی پاک صحبت انہیں مہذب منصف محافظ اقوام بنادیتی ہے نبی ﷺ کی صحبت میں اس انقلاب کاموجب اصلی اس کی روحانی طاقت ہے جو کہ بتائید ایزدی نبی کے اندر تیار ہوتی ہے توجو برکات نبیؐ کی تعلیم پر عمل کرنے سے نصیب ہوسکتی ہیں وہ غیرنبی کی تعلیم میں کبھی نہیں ہوسکتی۔

الہامی تعلیم (یعنی قرآن پاک) نے اپنے متبعین میں کیاانقلاب لایا جس وقت قرآن نازل ہوا تو اس وقت کے معاشرہ کو ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کی کیا حالت تھی لیکن صحابہ کرام نے قرآن کو سینے لگایا تو معاشرہ میں ایک انقلاب برپاکردیا۔

فہرست اصطلاحات انقلاب اسلامی

صحابہ کرام ؓ کا تعلق باللہ اور تعلق بالناس درج ذیل تھا!

۱ تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ایک خدائے قدوس کے غلام بن گئے تھے خدائے تعالی کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے۔

۲ ماسوی اللہ کا رعب دلوں سے نکال کر ایک خدا سے ڈرتے تھے والدین کے متعلقین کی عزت فرض سمجھتے تھے۔

۳۔ ہرلمحہ زندگی میں رضائے مولی از ہمہ اولی سمجھتے تھے مساوات و ایثار اپنا فخر سمجھتے تھے۔

۴۔ شعائر اللہ (کتاب اللہ رسول اللہ بیت اللہ وغیرہ کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے خلق اللہ پر رافت و رحمت ان کا مایہ ناز تھا۔

۵ مظلوم کی امداد ان کا شیوہ تھا۔

۶ انسانوں پر آقا بن کر حکومت نہیں کرتے تھے بلکہ خدائے تعالی کا غلام بن کر حکمرانی کرتے تھے۔

بعداز اسلام صحابہ کرام کی طرز معاشرت

۱۔ سادگی ان کا شعار تھا

۲۔ سپاہ گری ان کا فن تھا

۳۔ سخاوت ان کا لباس تھا

۴۔ شجاعت ان کا دل تھا

۵۔ تواضع ان کا تاج تھا

۶۔ غیرت ان کی آنکھیں تھیں

۷۔ ہمت ان کا انجن تھا

۸۔ امداد الہی ان کا سٹیم تھا

۹۔ حمیت اسلامی ان کا وجود تھا

عروج و ترقی کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ بعض احباب کی طبیعت میں یہ خیال گزرے کہ مولف نے تو سب راحت و عزت و جلال کا مدار تعلق باللہ کی صحت کو قرار دیا ہے اور تعلق باللہ کی صحت کا مدار واتباع قانون الہی کو ٹھہرایا گیا ہے جو کہ موجودہ وقت میں

آ

فقط قرآن ہی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں عروج و ترقی عزت و راحت ان ہی لوگوں کو نصیب ہے جو قرآن مجید کے مخالف ہیں تو سمجھ لینا چاہئیے عروج و ترقی یہ ہے کہ انسان جس معنی میں انسان کہلاتا ہے ان چیزوں میں وہ نشو نما پارہا ہو نہ کہ روز بروز وہ چیزیں انسانوں میں بڑھ رہی ہوں جو کہ خواص حیوانی ہیں کیا اللہ کی نافرمانی کا نام ترقی ہے ؟ کیا زنا کاری کا نام ترقی ہے ؟ کیا محبت خدا کی بجائے محبت زر کا نام ترقی ہے ؟ کیا مساجد کی غیر آبادی اور تھیٹروں میں تماشائیوں کی کثرت کا نام ترقی ہے؟ کیا قناعت و کفایت جو پہلے تھی اس کی جگہ اسراف بیجا کا نام ترقی ہے ؟ کیا عفت ماب و عصمت پناہ نازنین مستورات کا بے نقاب ہو کر پھرنا اس کا نام ترقی ہے؟

خدا کے بندو! یہ ترقی نہیں تنزل ہے عروج نہیں زوال ہے یہ اسباب بقا نہیں بلکہ علل تباہی ہیں.

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کی تباہی کا اصل سبب اعراض عن القرآن کو قرار دیتے ہیں اور مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ تم اپنا کھویا ہوا وقار ترقی اور عزت واپس لانا چاہتے ہو تو پھر سے قرآن مجید کا دامن تھام لو. رسالہ کے بالکل آخری صفحات پر قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے اشیاء ضروریہ کا تذکرہ کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں.

۱۔ لغت عربی کا جاننا .

۲۔ بقدر ضرورت صرف و نحو عربی کا حاصل کرنا.

۳۔ ان محاورات و معانی کا اعتبار کیاجائے جو کہ رسول اللہ کے زمانہ میں مستعمل تھے.

۴۔ پہلی تین چیزوں میں استعداد پیدا کرنے کے بعد قرآن شریف پڑھنے کے وقت سابقہ خیالات و اعتقادات سے خالی الذہن ہو کر بیٹھے اور نص کتاب اللہ سے جو چیز بلا تکلف سمجھ میں آئے اس کو لے .

۵۔ اگر نمبر ۴ میں اس کا فہم رسول اللہ ﷺ کے فہم سے متصادم ہو تو اپنی رائے چھوڑ دے اور آنحضور ﷺ کی رائے پر عمل کرے.

اگر بالفرض قرآن مجید کے کسی حصہ کا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے

دروازہ (یعنی حدیث شریف) سے جاکر پوچھے (۶۸)
اس رسالہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سامعین کو شفیق باپ کی طرح مخاطب کیا مختلف انداز سے مثالیں دے دے کر بات کو ذہن نشین کرانے کی پوری کوشش کی گئی ہے اگر ایک انسان ایمانداری سے رسالہ کا مطالعہ کرے تو ضرورہ القرآن کو خوب سمجھ سکتا ہے.

۱۱) رسالہ مقصد قرآن

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا علوم قرآن کے سلسلہ میں یہ دوسرا رسالہ ہے جو کل چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ہذا کو اس آیت مبارکہ سے شروع کیا گیا ہے.

ان ھذا القران یھدی للتی ھی اقوم (۶۹)

ترجمہ

بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک چیز کی تخلیق کا ایک مقصد ہے جس مقصد کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے یا بنایا گیا ہے اگر تخلیقی مقصد پورا کر رہی ہے تو وہ چیز کارآمد ہے ورنہ بیکار آگے بھینس کی مثال دیتے ہیں کہ بھینس کا مقصد ہے کہ وہ دودھ دے اگر وہ دیتی ہے تو اپنا مقصد حیات پورا کر رہی ہے ورنہ نہیں سواری کا بھی یہی حال ہے تو خالق نے انسان کی زندگی کا بھی ایک خاص مقصد قرار دیا ہے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا گیا ارشاد باری تعالی ہے؛

افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون (۷۰)

ترجمہ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے خدا تعالی کی بارگاہ سے یہ جواب ملتا ہے!

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۷۱)

ترجمہ

میں نے جن اور انسان سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کئے کہ وہ میری عبادت کریں.

تو جس طرح باقی اشیاء اپنے تخلیقی مقصد کو پورا کررہی ہے اسی طرح انسان کو بھی خدا کا مطیع و فرما بردار ہونا چاہئیے اس کی معاشرت سیاست تجارت اور تمام تر معاملات خدا کے قانون کے تابع ہونے چاہئے اگر انسان اللہ کی فرما برداری کرے گا تو اسی کا فائدہ ہے دونوں زندگیوں میں کامیاب ہوجائے گا دنیا کی زندگی عارضی ہے اور باقی رہنے والی اور بہتر زندگی تو آخرت کی زندگی ہے.

قولہ تعالی وماھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (۷۲)

ترجمہ

اور دنیا کی زندگی سوائے لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی آخرت کی ہے اگر انہیں اس کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے.

اس کے بعد موصوف قرآن مجید کی حقانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کی زبانی دعوی کرتے ہیں کہ ہے کوئی جو اس کی مثل پیش کرسکے قولہ تعالی فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین (۷۳)

ترجمہ

پس تم اس جیسی کوئی سورت لے او اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو آگے خداتعالی نے خود ہی جواب دے دیا کہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں کرسکتے۔ آگے موصوف مقاصد قرآن پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک انسان کی مندرجہ ذیل شعبوں میں راہنمائی کرتا ہے۔

۱۔ اعتقادات صحیحہ

۲۔ عبادات بدنیہ و مالیہ

۳۔ اخلاق

۴۔ تمدن

۵۔ معاشرت

۶۔ اقتصادیات

۷۔ سیاسیات

نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ اگر مسلمان ان سات عنوانوں پر صحیح معانی میں قرآن حکیم کو راہنما بنالیں تو!

۱۔ اعتقادات کے لحاظ سے ان جیسا مخلص اور مقبول کوئی نہ ہو۔

۲۔ عبادات کے لحاظ سے ان جیسا عابد دنیا میں نظر نہ آئے۔

۳۔ اخلاق کے لحاظ سے ساری دنیا انکی شرافت کے سامنے ندامت سے سر جھکائے اور اپنی درستی اخلاق کے لئے انہیں نمونہ بنائے۔

۴۔ تمدنی ارتقاء کے لحاظ سے ساری دنیا کے امام نظر آئیں۔

۵۔ ان کی معاشرت اتنی اعلیٰ اور قابل رشک ہو کہ تمام اقوام عالم اپنی اپنی قوموں کے ظلم سے بچنے کے لئے ان کی سوسائٹی میں آکر پناہ لیں۔

۶۔ اقتصادیات کے لحاظ سے ان جیسا دولت مند اور صاحب ثروت کوئی نظر نہ آئے۔

۷۔ سیاسیات مین خلافت ارضی کا وارث انہیں بنادیا جائے اور تمام اقوام عالم ان کے حلقہ غلامی میں زندگی بسر کرتے نظر آئیں۔

پھر حضرت ؒ مسلمانوں کی یورپ کی کورانہ تقلید پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا ذہن بھی غلامانہ ہوگیاہے اور وہ ہر بات میں اہل یورپ کی تقلید و نقل کو فخر تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ مادی ترقی کا اصل سبب اور موجد یورپ ہی ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے جس وقت ذرا تفتیش کی جائے تو تمام ترقی اور ایجادات کے موجد مسلمان ہی نظر آئیں گے۔

اہل یورپ نے بہت بعد میں مسلمانوں سے کچھ چیزیں نقل کی ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ عربوں نے جو ترقی ایک صدی میں کی تھی باقی اقوام ہزاروں برسوں میں بھی حاصل نہیں کرسکیں۔اسلام جہاں کہیں بھی گیا علم و حکمت اور تمدن اس کے ہمرکاب تھے عرب ' مصر' فارس ' شام 'اندلس ' مراکش ' ترکستان ' ہندوستان غرضیکہ جہاں بھی اسلام گیا آفتاب تھا جس نے ساری دنیا کو منور کردیا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایسے احکام دیے ہیں جو شائستگی اور تمدن کے اعلی ترین مدارج پر فائز کرنے اور تمام قوموں میں ممتاز جگہ دلانے میں پر اثر ثابت ہوچکے ہیں.

اس کی تائید میں ایک امریکی فاضل کی رائے ملاحظہ ہو کہتا ہے دنیا میں اکثر کامیابی صداقت کا معیار رہی ہے اہل اسلام اپنی رفتار تمدن کی سرعت اور اس کی شان و شوکت میں اپنے پیغمبر کی دعوت الہامی کو پیش کرسکتے ہیں یہ خیال کرنا قطعی غلط ہے کہ اہل عرب کی ترقی بزور شمشیر ہوئی ہے (۷۴)

ایک دوسرے غیر مسلم فاضل ڈاکٹر گستاولی کی بھی رائے ملاحظہ ہو وہ لکھتا ہے!

عربوں کا اثر مغرب کی زمین پر اتنا ہی ہوا جتنا مشرق پر ہوا اور انہیں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا(۷۵)

قرآن نے اپنے ماننے والوں سے پوری دنیا کی بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے

قولہ تعالی وعداللہ الذین امنو امنکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (۷۶)

ترجمہ

اور جو تم میں سے ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے ان سے اللہ تعالی نے زمین میں بادشاہت کا وعدہ فرمایا ہے جس طرح پہلوں کو اللہ تعالی نے بادشاہی عطا فرمائی تھی۔چنانچہ اہل عرب اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے ہی ایک صدی کے اندر اتنی بڑی طاقت بن گئے کہ تمام غیر مسلم طاقتیں ان کے پاوں تلے تھیں عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں مسلمانوں نے تیس لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرایا ہے بنی امیہ کی سلطنت ایشیا میں عرب عراق افغانستان اور ہندوستان میں ملتان تک وسیع ہوگئی تھی اندلس

میں مسلمانوں نے سات سو سال تک حکومت کی فرانس کے جنوبی حصہ اور اٹلی کے شمالی حصہ پر
مسلمانوں نے دو سو سال تک حکومت کی اور ہندوستان پر ایک ہزار سال تک حکومت کرتے رہے۔
تو گویا اسلام نے اپنے ماننے والوں کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کا ایفاء کر دکھایا اور ثابت کر دکھایا
کہ مسلمان ساری دنیا پر بھی حکومت کر سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی
تبلیغی سرگرمیوں یوگو سلاویہ کے تفصیلی حالات مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیوں ہندوستان میں مسلمانوں
کی تجارت کے حالات مسلمانوں کی علمی خدمات مثلاً تاریخ (۷۷) ' جغرافیہ ' ہیئت 'نجوم علم ہندسہ
یا جامیٹری ' فن طب ' فن جراحی ' علم الکیمیا میں بارود کی ایجاد گھڑی کی ایجاد ' قطب نما ' کاغذ سازی
عربوں کی جہاز رانی کا بڑی تفصیل کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ ان
تمام ترقیوں کے موجد (۷۸) اور پروان چڑھانے والے سب مسلمان ہی تھے صرف اپنے دلائل ہی
نہیں باقاعدہ غیر مسلم یورپین فاضلوں کی آراء اور ان کی کتب کے حوالہ جات درج کرتے ہیں
موصوف مسلمانوں نے قرون اولی میں جو ہر لحاظ سے ترقی کی تھی اس کی بنیادی وجہ رب العلمین
کی اطاعت کو گردانتے ہوئے فرماتے ہیں۔
مسلمان جب قرآن کے پابند تھے خدا تعالی ان کا حامی و مددگار تھا مذکورہ الصدور چیزوں کے حصول کا
اصل باعث ہی یہی تھا کہ انہوں نے احکم الحاکمین کے قانون پر عمل کیا اللہ تعالی کی رحمت نے ان
کی دستگیری کی دنیاوی علوم میں ان کی شرح صدر فرمائی دنیا میں انہیں اقوام عالم کا امام بنایا اور
آخرت میں جنت کا مستحق ٹھہرایا گویا انہیں ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرہ حسنۃ کا پورا
مصداق بنایا دراصل یہ علوم و فنون اور یہ ترقیاں فرع تھیں اور اصل جڑ اتباع قرآن تھا جب جڑ
خشک ہو چکی ہے تو شاخیں کس طرح ہری بھری نظر آسکتی ہیں شہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (۷۹)

ترجمہ

اللہ تعالی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے حالت خود نہ بدلیں لہذا جب ہم مسلمانان

ہندوستان پر قانون الہی سے طغیان عصیان اور عدوان آیا تو اللہ تعالی نے حکومت کو غلامی، عزت کو ذلت اور راحت کو رنج میں بدل دیا۔

قولہ وما ظلمھم اللّٰہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون (۸۰)

ترجمہ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آئیں ہم اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگیں اللہ کی فرمانبرداری کا تجدید عہد کریں اس طریقے سے ہم اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں۔

موصوف مادی ترقی کا تذکرہ کرتے ہوئے گوہر افشانی کرتے ہیں کہ! اگر مادی ترقی کرنے والوں میں خوف خدا اور فرمانبرداری کا جذبہ دل میں موجود ہے تو پھر یہ ترقی اللہ کی رحمت ہے اور اگر خوف خدا دل میں نہیں اور دل میں تصور آخرت نہیں ہے تو پھر مادی ترقی اللہ کا عذاب ہے دل میں خوف خدا نہ رکھنے اور مادی ترقی کے دلدادوں نے انسانیت کی تباہی و بربادی کے تمام ترسامان مہیا کرلئے ہیں جس کا عملی مشاہدہ آئے دن ہم کرتے رہتے ہیں یورپ جو اپنے آپ کو بڑا مہذب اور ترقی یافتہ تصور کرتے ہیں اسے اپنی تباہ کاریوں کی خبر نہیں کہ اس نے ۱۹۱۴ء میں کیا گل کھلائے کہ بے گناہ انسٹھ لاکھ اکتالیس ہزار ایک سو انیس انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور ایک کروڑ اٹھتر لاکھ چھ ہزار دوسو اسی مجروحین کی تعداد ہے جو بالکل ناکارہ ہوگئے تھے لاپتہ افراد کی کوئی اطلاع نہیں کتنے تھے یہ تعداد صرف ایک جنگ کی ہے۔

اس کے مقابلہ میں حضور ﷺ کے غزوات (۸۱) و سرایا (۸۲) کی شرح اموات ملاحظہ ہو:

حضور کے زمانہ حیات میں کم و بیش اسی لڑائیاں شمار کی جاسکتیں ہیں اگر ان تمام غزوات و سرایا کے مقتولین کی تعداد کو جمع کیا جائے تو ایک ہزار اٹھارہ بنتی ہے جو فریقین کے مقتولین کی مجموعی تعداد ہے جب ایک ہزار اٹھارہ کو اسی پر تقسیم کریں تو فی جنگ تیرہ سے بھی کم اوسط نکلتی ہے جو عرب جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے کے لحاظ سے بالکل صفر کے برابر ہے ذرا غور کیجئے سیدالمرسلین و خاتم النبیین

آ

علیہ الصلوات والسلام نے عرب جیسے وسیع ملک میں فریقین کی صرف ایک ہزار اٹھارہ قربانیوں کے بعد اس قدر روحانی اخلاقی مادی اور ملی فوائد حاصل کئے جن کو بحیثیت مجموعی آج تک دنیا کی کوئی قوم اور ملک حاصل نہیں کرسکا بتائیں ترقی یافتہ مسلمان ہیں یا اہل یورپ رسالہ کے آخری صفحات میں موصوف رحمۃ اللہ علیہ انسان کی انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام بیان فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ضروری عرض داشت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام کے متعلق ہمارے ہر دعوی کی صداقت کا معیار فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے عبادات 'معاملات ' تمدن ' معاشرت ' اقتصادیات اور سیاسیات میں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سارنگ ہوگا تو ہم مسلمان ہیں اگر یہ نہیں ہے تو زبانی دعووں سے کچھ نہیں بن سکتا(۸۳)

اس باب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت قرآن کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا تقریر و تحریر اور دروس کے ذریعہ آپ نے قرآن مجید کی خدمت کی جس کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عظیم مفسر قرآن کہا جاسکتا ہے۔

حوالجات و حواشی

۱۔ سورہ مجادلہ آیت ۔۱۱ پ ۲۸

۲۔ واذقال ربک للملئکتہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔
جس وقت تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں
(سورہ البقرہ آیت ۔۳۰ پ ۱)

۳۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورہ التین آیت ۔۴ پ۳۰)

۴۔ وعلم آدم الاسماء کلھا ۔ سورہ البقرہ آیت ۳۱ پ ۔۱ (ترجمہ ۔ اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے)

۵۔ سورہ الزمر آیت ۔۹ پ ۲۳۔

۶۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ سورہ فاطر آیت ۲۸ پ ۲۲۔
ترجمہ ۔ اللہ تعالی سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں سے جو علماء ہیں ۔

۷۔ پروفیسر کریم بخش نظامانی علم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ !
دین اسلام میں علم بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور اسی کے ذریعے توحید کی حقیقت تک پہنچا جاسکتا ہے اسی لئے پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی کی طرف سے ارشاد ہوا "قل رب زدنی علما" یعنی کہہ دیجئے اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما (پروفیسر کریم بخش نظامانی "سیرت طیبہ" انسٹی ٹیوٹ آف سندالاجی ۔ سندھ یونیورسٹی جام شورو اکتوبر ۱۹۸۲ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۰۳ھ صفو پیش لفظ)

۸۔ ابی عبداللہ محمد اسماعیل "البخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد اول جز اول ص ۱۸۔۔۔ الشیخ محی الدین ابو زکریا یحی بن شرف نواوی " مسلم مع شرح نواوی " مکتبہ اصح المطابع دھلی ۱۳۴۹ھ جلد اول ص ۲۷۲۔۔۔ محمد بن حبان احمد بن حبان " ابن حبان " دارالکتب العلمیہ بیروت (لبنان) ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جلد اول ص ۱۵۲۔

۹۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری "البخاری " مکتبہ دارالجیل بیروت

۱۳۳۰ھ جلد اول جز اول ص ۲۶ --- ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی " ترمذی "
المکتبۃ نول کشور لکھنؤ ربیع الآخر ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء جلد اول ص ۴۴۱۔

۱۰۔ اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الا
کرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم (سورہ العلق آیت
۱۔۵ پ۔۳۰ (ترجمہ۔ اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے عالم کو
پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم
ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم
نہ تھا)

۱۱۔ ذلک الکتب لا ریب فیہ (سورہ البقرہ آیت ۲۔ پ۔۱ ترجمہ یہ وہ کتاب ہے جس
میں کوئی شک نہیں)

۱۲۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔
(سورہ البقرہ آیت ۱۸۵۔ پ۔۲ ترجمہ۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا
گیا)

۱۳۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا
(سورہ فرقان آیت ۔۱ پ ۱۸۔ ترجمہ وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر
فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا ہو)

۱۴۔ وھذا ذکر مبارک انزلنا (سورہ انبیا آیت ۔۵۰ ۔پ ۱۷ ترجمہ۔ اور یہ ایک
مبارک ذکر (نصیحت) ہے جسے ہم نے نازل کیا)

۱۵۔ وانہ لتنزیل رب العلیمن (سورہ شعراء آیت ۱۹۲۔پ ۱۹۔ ترجمہ۔
اور یہ قرآن (تنزیل) رب العلمین کا اتارا ہوا ہے)

۱۶۔ بل ھو قرآن مجید (سورہ البروج آیت ۔۲۱ پ۳۰۔ ترجمہ بلکہ وہ قرآن ہے (مجید)

بڑی شان والا)

۱۷۔ وانہ لکتب عزیز (سورہ حم سجدہ آیت ۴۲ پ ۲۴۔ ترجمہ اور بے شک وہ کتاب عزیز ہے۔

۱۸۔ قرآن عربیاً (سورہ الزمر آیت ۲۸ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ وہ عربی زبان کا قرآن ہے

۱۹۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے Thomas Patrick Hughes لکھتے ہیں!

The Word Quran is derived from the Arabic Qara

لفظ قرآن عربی کے لفظ قرآء سے ماخوذ ہے (Thomas patrick hughes

Dictionary of Islam Premir Book House Anarkali

Lahore 1964 p 483

۲۰۔ ادارہ دائرہ معارف اسلامیہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹۷۸ جلد ۱۶/۱ ص ۳۱۸

۲۱۔ ڈاکٹر صبحی صالح "علوم القرآن "ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد اگست ۱۹۸۶ء ص ۳۰ ترجمہ غلام احمد حریری

۲۲۔ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور اس کی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے اور ہمیشہ کے لئے ہیں اس بات کا تذکرہ اے۔ کے۔ بروہی۔ صاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

The Holy Quran claims to be a book of Hidayat Guidance for man. It is a book that is awailable to whole man kind--- indeed it addresses itself by and large to the totality of mankind. Its message is relevant to different peoples living in different parts of the world. Further

its message is valid for all times to come - in other words it is not a book that will ever to be out of date.(A.K. Brohi Islam in the modern world chiragh -e-Rah Publications Karachi 21 July 1968 p 121

۲۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹۷۸ جلد ۱۶/۱ ص ۳۵۷۔

۲۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان "معارف القرآن" ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء جلد اول ص ۴۵

۲۵۔ دنیا بھر کی تمام کتب سے افضل کتاب قرآن مجید ہے۔ دنیا بھر میں ۲۷۹۶ زبانیں بولی جاتی ہیں ان سب سے اعلیٰ زبان اور سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان عربی ہے۔ قرآن مجید تمام کلاموں سے افضل ہے یہ عقیدہ نہ صرف مسلمانوں کا ہے بلکہ غیر مسلم بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں چنانچہ مسٹر کارلائل اور کونت ھنری دی کاسٹری لکھتے ہیں کہ! "قرآن مجید کے پڑھنے سے اس کی سچائی اور پاکیزگی معلوم ہوتی ہے یہ دلوں پر اثر کرنے والا خدائی پیغام ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد اس کی خوبیاں دیکھ کر تعجب ہوتا ہے اور قبول کرنا پڑتا ہے کہ بے شک قرآن رسول عربی ﷺ کا بڑا معجزہ ہے (ہفتہ وار "آزاد" کراچی ۹ فروری ۱۹۶۲ء ص ۳)

۲۶۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ "جامع ترمذی" فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء باب فضائل قرآن جلد ۲ ص ۳۳۲ مترجم علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاروی۔

۲۷۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ " جامع ترمذی" مترجم باب فضائل قرآن جلد ۲ ص ۳۳۲۔

۲۸۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۵۲۔

۲۹۔ اس مسجد کا فوٹو آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جارہا ہے جس کا نمبر ۳ ہے۔

۳۰۔ عبدالحمید خان " مردمومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۵۲۔

۳۱۔ چوہدری محمد یوسف ہفت روزہ " خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۵ مئی ۱۹۶۴ء ص ۷

۳۲۔ سید ابوالحسن علی ندوی "پرانے چراغ" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸ - ۲۳ رجب ۱۳۹۲ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۷۲ء جلد اول ص ۱۵۱ ۔

۳۳۔ حضرت لاہوری ؒ سامعین کا پورا پورا خیال فرمایا کرتے تھے ۔ کچھ حضرات دوکان دار ہوتے تھے وہ صبح سویرے اپنی اپنی دوکانوں کی صفائی وغیرہ کرکے مسجد میں آتے دوسرا یہ کے درس میں دور دراز سے لوگ آتے تھے اس لئے نماز کے گھنٹہ بعد شروع ہوتا۔

۳۴۔ مؤلف کو ۲ نومبر ۱۹۹۳ء میں حضرت مولانا حمیدالرحمن عباسی ہزاروی صاحب کے درس میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی' مولف ذاتی طور پر اس طرز درس سے بڑا متاثر ہوا اور یہ میری زندگی کا پہلا موقعہ تھا کہ مجھے اس طرز درس سے آگاہی ہوئی' میں سمجھتا ہوں کہ اس سے عوام الناس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے ۔ ایک تو قرآن مجید کو چھونے اور حروف کو دیکھنے کا ثواب دوسرا سامعین کے ذہن میں کسی حد تک قرآن کے الفاظ کے معانی بھی آجاتے ہیں ۔ جو حضرات قرآن لینے کے بغیر بیٹھ جاتے ہیں ان کو اتنا فائدہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ درس قرآن ۴۵ سال تک (۱۹۱۷ تا ۱۹۶۲ء) حضرت لاہوری نے دیا ۔ اور تقریبا ۲۳ سال (مارچ ۱۹۶۲ء تا اپریل ۱۹۸۵ء) تک مولانا عبیداللہ انور نے دیا۔ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری کی زیادہ مصروفیت اور انجمن خدام الدین کے فیصلے کے مطابق ۱۹۸۵ء سے مولانا حمید الرحمن عباسی ہزاروی (تلمیذ رشید حضرت لاہوری ؒ)

دے رہے ہیں

۳۵۔ سید ابوالحسن علی ندوی " ہفت روزہ خدام الدین شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۱۷۶۔

۳۶۔ ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری نمبر" ص ۱۷۷۔

۳۷۔ ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری نمبر" ص ۱۷۷۔

۳۸۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۷۷۔

۳۹۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "کتاب الحسنات " مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۲۲۰۔

۴۰۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوۃ المصابیح" مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ کتاب العلم ص ۳۴۔

۴۱۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۲۶۰۔

۴۲۔ عبدالحمید خان "مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۷۷۔۷۸۔

۴۳۔ ہفت روزہ "خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۵ جولائی ۱۹۵۵ء ص ۱۳۔

۴۴۔ الشیخ محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نواوی مسلم بمعہ شرح نووی مکتبہ اصح المطابع دہلی جلد اول ص ۲۷۲۔

۴۵۔ شاہ ولی اللہ کا اصل نام عظیم الدین شاہ تھا۔ آپ ۱۷۰۳ میں شاہ عبدالرحیم کے گھر دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔دوبار حج کیا۔ علم حدیث مدینہ شریف

سے حاصل کیا ۔ کثیر التصانیف بزرگ تھے موطا امام مالک کی دو شرحیں عربی و فارسی میں لکھیں ' عربی میں الفوزالکبیر فی اصول تفسیر ' قرآن کی تفسیر بعنوان فتح القرآن وغیرہ لکھیں ۔۱۷۶۲ء کو دھلی میں فوت ہوئے اور دہلی ہی میں دفن کئے گئے (سید قاسم محمود شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا" اے اینڈ ایس پریس ناظم آباد کراچی اپریل ۱۹۹۳ء ص ۷۷)

۴۶۔ شاہ رفیع الدین ۱۷۵۰ء میں شاہ ولی اللہ کے گھر پیدا ہوئے ۔ علم دین اپنے والد محترم سے پڑھا تقریبا بیس کتب لکھیں جن میں زیادہ تر عربی اور فارسی میں ہیں ۔ اردو میں تفسیر قرآن بھی لکھی ۱۹ اگست ۱۸۱۸ میں فوت ہوئے (سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" ص ۴۳۴)

۴۷۔ شاہ عبدالعزیز مرحوم ۱۷۴۶ء میں شاہ ولی اللہ کے گھر پیدا ہوئے ۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا ۔ سترہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کرچکے تھے ۔۔ پوری زندگی درس و تدریس میں گذری ۱۸۲۴ء میں وفات پائی (سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" ص ۴۸۶)

۴۸۔ آپ شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحبزادے تھے ۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئے آپ نتیجہ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا سلیس بامحاورہ اردو میں ترجمہ اور " موضح القرآن " کے نام سے اس کے حواشی لکھنا ہے ۱۸۱۵ کو وفات پائی (سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص ۵۳۷)

۴۹۔ آپ بھی شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے تھے ۔ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے ۔ ممتاز مفسر محدث اور فقیہ تھے (سید قاسم محمود " اسلامی انسائیکلوپیڈیا " ص ۴۸۶)

۵۰۔ حضرت لاہوری نے واہ گاؤں کی جامع مسجد کے حجرہ میں قیام کیا مؤلف نے ۴ فروری ۱۹۹۴ء کو اس حجرہ کی زیارت کی اور تھوڑی دیر اس حجرہ مبارک میں قیام بھی کیا یہ حجرہ بالکل مسجد کے ساتھ ہے اور اس کے نیچے سے ایک چشمہ بہہ رہا ہے جو ساتھ کی

پہاڑی سے نکلتا ہے۔ بڑا ہی دل کش منظر ہے۔ اس عرصہ قیام میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ محمد ایوب خان کی والدہ کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے تھے کیونکہ وہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ دوران قیام مسجد میں درس قرآن اور جمعہ کا خطبہ حضرت لاہوری ہی دیا کرتے تھے (یہ معلومات جناب محمد ایوب خاں مقیم واہ گاوں سے حاصل ہوئیں)

۵۱۔ عبدالحمید خان مرد مومن فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۴۰

۵۲۔ واہ گاوں کی مسجد اور حجرہ کا فوٹو آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جا رہا ہے جس کا نمبر ۴ ہے۔

۵۳۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی "مترجم قرآن عزیز محشی" فیروز سنز انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۳ ھ ایڈیشن نمبر ۱۷ ص ۴

۵۴۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری "مترجم قرآن عزیز محشی" فیروز سنز انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور ص ۴

۵۵۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری "مترجم قرآن عزیز" فیروز سنز انجمن خدام الدین ص ۷۔۸۔

۵۶۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "مترجم قرآن عزیز محشی" فیروز سنز شیرانوالہ گیٹ لاہور ص ۸۔۹۔

۵۷۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "مترجم قرآن عزیز" شیرانوالہ گیٹ لاہور ص ۹۔

۵۸۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری "مترجم قرآن عزیز" شیرانوالہ دروازہ لاہور ص ۱۱

۵۹۔ مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "تفسیر سورہ قریش" انجمن خدام الدین شیرانوالہ

دروازہ لاہور رجب ۱۳۷۲ھ سلسلہ تفسیر نمبرا

۶۰۔ مولانا احمد علی ماخوذ تفسیر سورہ "کوثر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور۔ سلسلہ تفسیر نمبر ۲ ت۔ن۔

۶۱۔ مولانا احمد علی ماخوذ تفسیر سورہ معوذتین " سلسلہ تفسیر نمبر ۳۔ فیروز سنز لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۳۷۹ھ

۶۲۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ رسالہ تفسیر سورہ " عصر "سلسلہ نمبر ۴/۷ ۱۳۴ھ فیروز سنز لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

۶۳۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ تفسیر سورہ "علق" سلسلہ تفسیر نمبر ۵ فیروز سنز لاہور رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور۔

۶۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۵۷ پ ۳۔

۶۵۔ سورہ نور آیت نمبر ۳۵ پ ۱۸۔

۶۶۔ سورہ الرعد آیت ۲۸ پ ۱۳۔

۶۷۔ سورہ بقرہ آیت ۵۷ پ ۱۔

۶۸۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ " ضرورہ القرآن "سلسلہ نمبر ۵ کواپریٹو پرنٹنگ پریس لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق جولائی ۱۹۵۹ء۔

۶۹۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۔ پ ۱۵۔

۷۰۔ سورہ المومنون آیت نمبر ۱۱۵۔ پ ۱۸۔

۷۱۔ سورہ الذریت آیت ۵۶ پ ۲۷۔

۷۲۔ سورہ عنکبوت آیت ۔۶۴ پ ۲۱۔

۷۳۔ سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۲۳۔

۷۴۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رسالہ " مقصد قرآن " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور صفر ۱۳۷۹ھ ص ۲۰ بحوالہ ڈاکٹر ڈریپر "انٹیلیکچوئل آف یورپ" ج ۱ ص ۳۳۲ ---آج بھی الحمد للہ جو لوگ دین اسلام کو قبول کر رہے ہیں وہ دین اسلام کے حق ہونے کی بین دلیل ہے۔ مثال کے طور پر دہلی کے انگریزی روزنامہ ٹائمز آف انڈیا کے شمارہ ۲۵ جون ۱۹۹۵ء ص ۱۳ پر نام کی تبدیلی کے زیر عنوان یہ اعلان شائع ہوا کہ!

I Arvind Kumar son of shri Prim Kumar R/o 6716 Zamurd

Pur greater kailash Part -1 new Delhi 110048 by faith

Hindu would here after by called as Ateeq and has embraced islam

ترجمہ۔

میں اروند کمار ولد شری پریم کمار ساکن زمرد پور، گریٹر گیلاش نئی دھلی، ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والا اب عتیق کے نام سے پکارا جائے گا اور میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

The times of india new Delhi June 25 1995 p 13--

ماہنامہ "الرسالہ" اردو بازار کراچی دسمبر ۱۹۹۵ء ص ۷)

اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ آج انڈیا میں کونسی اسلام کی تلوار کام کررہی ہے اب تو حکومت ہی ہندو کی ہے۔

۷۵۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ " مقصد قرآن " ص ۲۲ بحوالہ "تمدن عرب" مولف ڈاکٹر گستاولی

۷۶۔ سورہ نور آیت ۵۵ پ ۱۸۔

۷۷۔ ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی کے مشہور عربی دان فاضل ہیں۔ مدت تک ایشیاٹک سوسائٹی میں کام کیا۔ اصابہ کا نسخہ انہی کی تصحیح کردہ کلکتہ میں چھپا۔ اسی کتاب کے دیباچہ میں ڈاکٹر

موصوف نے لکھا ہے نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے (حضرت مولانا شبلی نعمانی "سیرہ النبی ﷺ" مطبع اسلامی لاہور قمر سعید پبلشرز لاہور ۱۹۷۵ء جلد اول ص ۶۴ حاشیہ

۷۸۔ حضرت مولانا علامہ عبدالسلام بسنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اسلامی خطبات جلد اول میں حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے آدم علیہ کو جنت سے زمین پر اتارا تو ان کو ہر قسم کی صنعت کی تعلیم دی آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کپڑا بنا اماں حوا نے کاتا، حضرت داود علیہ السلام نے زرہ، ادریس علیہ السلام نے فن کتابت لکھنے اور سینے کا طریقہ ایجاد کیا، نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی، اسماعیل علیہ السلام تیر بناتے، ادریس علیہ السلام درزی کا کام بھی کرتے لقمان علیہ السلام رسیاں بناتے اور فروخت کرتے اور حضرت صالح علیہ السلام تھیلوں کی تجارت کرتے اور یحیی علیہ السلام جوتے سیتے اور ان کی تجارت کرتے تھے (مولانا عبدالسلام بسنوی رحمۃ اللہ علیہ "اسلامی خطبات" جلد اول ص ۵۲۹)

۷۹۔ سورہ الرعد آیت نمبر ۱۱ پ ۱۳۔

۸۰۔ سورہ النحل آیت ۳۳ پ ۱۴۔

۸۱۔ غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود بنفس نفیس حصہ لیا ہو۔

۸۲۔ سریہ وہ جنگ ہے جس کا حکم تو آپ ﷺ نے دیا ہو لیکن اس میں آپ خود شرکت نہ کی ہو۔

۸۳۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ " مقصد قرآن" سلسلہ نمبر ۲۹ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور صفر ۱۳۷۹ھ۔

باب چہارم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری
کی خدمات علوم حدیث میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات علوم حدیث میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مفسر قرآن کے ساتھ ساتھ ایک محدث بھی تھے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بے حد عقیدت و محبت تھی آپ نے اشاعت قرآن کے ساتھ ساتھ اشاعت حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اعلیٰ پائے کی خدمات انجام دی ہیں قبل اس کے کہ آپ کی خدمات علوم حدیث میں کا ذکر کیا جائے ضروری ہے کہ حدیث کے لغوی و اصطلاحی معنی، حدیث کی ضرورت واہمیت، حدیث کا مقام علوم اسلامیہ میں اور تدوین حدیث کے بارے میں مختصر روشنی ڈال دی جائے.

۱۔ حدیث کے لغوی معنی

حدیث کے لغوی معانی بات، نئی چیز، بیان، ذکر، قصہ، کہانی اور تاریخ کے ہیں (۱)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں حدیث کے لغوی معنی درج ذیل لکھے ہیں حدیث کے بنیادی معنی ہیں کوئی خبر یا کوئی بیان یا کوئی نئی بات خواہ وہ مذہب سے متعلق ہو یا دنیاوی معاملات سے اسی سے حدوث، حادثہ، حادث جیسے الفاظ بنے ہیں (۲)

۲۔ حدیث کے اصلاحی معنی

حدیث کے اصطلاحی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی خبر (۳)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں حدیث کے اصطلاحی معنی یہ لکھے ہیں کہ!

مسلمانوں میں یہ لفظ (حدیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال کے لئے مختص ہوگیا مزید علمائے حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل یا تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کا لفظ اپنے کلام کے لئے خود پسند فرمایا

تاکہ آپ ﷺ کے اور دوسرے لوگوں کے کلام اور اقوال میں تمیز ہوسکے۔
حدیث کے مفہوم میں اثر خبر اور سنت (۴) کے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں (۵)
آنحضرت ﷺ کو خود حدیث کی حفاظت و روایت منظور و مطلوب تھی یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور خوب وضاحت کے ساتھ ارشاد فرماتے تاکہ سننے والے کو پورا فائدہ حاصل ہو ضروری باتوں کو آپ تین تین مرتبہ بھی دھراتے تاکہ حاضرین خوب یاد کرلیں (٦)
مسلمانوں کے دین کا سرمایہ اور ان کی شریعت کی متاع کل حضور ﷺ کا نمونہ حیات ہے حضور ﷺ کے اقوال و احوال اور آپ کے شب و روز کے معمولات ہی ان کے لئے سرچشمہ ہدایت ہیں صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی کتاب زندگی کے ایک ایک ورق کو حفظ کیا خلوت و جلوت، سفر و حضر اور نجی حالات سے لے کر عام سیاسی معاملات تک حضور ﷺ کی زندگی کا کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے مگر اس کو حضرات صحابہ نے محفوظ نہ کرلیا ہو حضور ﷺ کی احادیث کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ان کے بعد تابعین اور ان کی اتباع نے حفظ اور کتابت کے اس عمل کو جاری رکھا یہاں تک کہ دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور ابواب و کتب کی ترتیب سے حدیث کی کتابیں مدون ہوئی یوں ہمارے پاس حضور ﷺ کی جامع سیرت اور دین کی مکمل تصویر پہنچنے کا اہتمام ہوا اکابر علماء امت اور محدثین عظام نے علم حدیث کی تحصیل کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں انہوں نے بارہا صرف ایک حدیث کی خاطر سینکڑوں میل کا سفر کیا (۷)

۳۔ ضرورت و اہمیت حدیث

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے انسانی معیشت کے اصول اور مبادی اجمالا بیان فرمائے ہیں جن کی تعبیر و تشریح بغیر احادیث نبوی ﷺ کے ممکن نہیں ہے نیز احکام کی عملی صورت بیان کرنے کے لئے اسوہ رسول ﷺ کی ضرورت ہے احادیث رسول ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں علاوہ ازیں مثلا صلواۃ، زکواۃ، تیمم، حج اور عمرہ میں محض الفاظ ہیں لغت عربی الفاظ کے وہ معانی نہیں

بتاتی جو شرع میں مطلوب ہیں پس اگر احادیث رسول اللہ ﷺ موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن کریم کے معانی شرعیہ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا اس لئے حدیث کی حجیت پر اجماع ہے اللہ تعالی نے حضور ﷺ کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے!

i اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (۸)

یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

ii ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم منہ فانتھوا (۹)

رسول اللہ ﷺ تم کو جو حکم دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے احکام کی اطاعت اور آپ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔

احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور ﷺ کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن کریم کی دی ہوئی ہدایات سے بھی مکمل طور پر ہم مستفید نہیں ہوسکیں گے کیونکہ اللہ تعالی نے ہدایت کے لئے قرآن پاک نازل فرمایا لیکن اس کے معانی کا بیان اور اس کے احکام کی تعلیم حضور ﷺ کے سپرد کردی (۱۰) چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

iii وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (۱۱)

ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن کریم) نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کئے گئے ہیں.

۴۔ تدوین حدیث

لغت میں تدوین کے معنی ترتیب دینا، جمع کرنا، تالیف کرنا وغیرہ کے ہیں مدون کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے.

تدوین حدیث کے درج ذیل ادوار ہیں

الف عہد نبوی ﷺ میں کتابت حدیث

کچھ صحابہ کرام اور تابعین حدیث کا لکھنا اور اسے ضبط تحریر میں لانا ناروا سمجھتے تھے کہ کہیں احادیث قرآن سے غلط ملط نہ ہوجائیں یا یہ کہ لوگ کہیں اسی کے نہ ہوکے رہ جائیں اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ بیٹھیں جو اس کے ضائع ہوجانے اور اس سے یکسر بے تعلق ہوجانے کا سبب بن جائے اور کچھ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شروع زمانہ نزول قرآن حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ احادیث کو لکھنے کی اجازت دی بلکہ اس کو لکھنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کیا میں آپ ﷺ کی جو بات سنوں لکھ لیا کروں خواہ آپ ﷺ حالت غضب میں ہوں یا عالم مسرت میں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسی بھی حالت میں کوئی چیز بغیر حق کے میرے منہ سے نہیں نکلتی (۱۲)

ایک بار حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے اعتراف کیا کہ اصحاب رسول ﷺ میں مجھ سے زیادہ کوئی احادیث بیان کرنے والا نہ تھاماسوا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھنا نہ جانتا تھا (۱۳)

عہد نبوی ﷺ میں متعدد دستاویزات آپ ﷺ کی نگرانی میں مرتب ہوئیں مثلا

۱۔ اھ میں آپ ﷺ نے ایک دستاویز مرتب کروائی جو ترپن جملوں پر مشتمل تھی اور جو آج تک کتب حدیث میں محفوظ ہے۔

۲۔ آنحضور ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو خطوط اور دعوت نامے ارسال فرمائے تھے وہ بھی کتب حدیث میں محفوظ ہیں۔

۳۔ بعض تحریریں آنحضور ﷺ نے فرامین کے طور پر ماتحت حکام کو بھجوائیں.

۴۔ فتح مکہ کے موقع پر جو خطبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو شاہ یمنی کی درخواست پر آپ ﷺ نے وہ مکمل طور پر لکھوادیا۔

۵۔ بعض کبار صحابہ نے حضور ﷺ کی اجازت سے ذاتی یادداشتیں صحیفوں کی شکل میں مرتب فرمائیں۔

مندرجہ بالا بحث سے منکرین حدیث کے پھیلائے ہوئے ان تمام شبہات کی احادیث تو آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد لکھی گئیں اس لئے ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے کا کافی و شافی جواب آگیا اور تحریری طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ منکرین حدیث کا یہ اعتراض انتہائی لغو اور غیر معقول اصل میں تو یہ لوگ دین سے فرار کا بہانہ چاہتے ہیں۔

ب) صحابہ کرام اور تدوین حدیث

صحابہ کرام ؓ کی نظروں میں آنحضور ﷺ کا جو مقام تھا اور جو ان کے دلوں میں آپ کے لئے جو محبت و عقیدت اور احترام تھا اس کا تقاضا تھا کہ زبان رسالت مآب ﷺ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ اور آپ ﷺ کی ایک ایک ادا محفوظ کرلیں چنانچہ اس ضمن میں صحابہ کرام نے جو اہتمام کیا محدثین کرام نے انہیں صحیفوں کا نام دیا ہے ان صحیفوں میں سے چند درج ذیل ہیں!

۱۔ حضرت علی نے پانچصد احادیث کا ایک مجموعہ قلبند کیا جسے وہ تلوار کی نیام میں بحفاظت رکھتے تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاض نے ایک ہزار احادیث پر مشتمل ایک صحیفہ ترتیب دیا جو صحیفہ صادق کے نام سے مشہور تھا

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی تمام روایات کا ایک مجموعہ ان کے بیٹے عبدالرحمان کے پاس تھا

۴۔ حضرت عائشہ سے دوہزار دوسو دس احادیث نقل ہوئی ہیں (۱۴)

دوسرا دور

اس دور میں علم حدیث باقاعدہ ایک علم کی حیثیت سے منضبط ہونے لگا اور اس موضوع پر مختلف کتابیں لکھی جانے لگیں.

سرکاری سطح پر اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہ اعزاز نصیب ہوا کہ انہوں نے اپنے ماتحت حکام کو احادیث نبوی ﷺ کے بکھرے ہوئے ذخیرے یکجا کرنے کی طرف توجہ ولائی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مکہ کے گورنر عمرو بن حزم کو ہدایت کی کہ وہ احادیث کا ایک گراں قدر ذخیرہ تیار کریں اور دوسری طرف محمد شہاب الدین زہری کو احادیث جمع کرنے کا حکم دیا جس کی تکمیل میں انہوں نے ایک مجموعہ احادیث مرتب کیا

چنانچہ آپ کی اس کوشش سے دیکھتے ہی دیکھتے احادیث کے دفتر کے دفتر دمشق پہنچنے لگے جن کی نقول تیار کر کے ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دی گئیں.

تیسرا دور

اس دور کے اوائل میں مسانید لکھی گئیں اور اواخر میں صحاح ستہ مدون ہوئیں مسانید لکھنے والے چند آئمہ محدثین کے نام یہ ہیں

عبداللہ بن موسی بغدادی ، مسدد بن مرید بصری ، اسد بن موسی الاموی ، نعیم بن حماد الخزاعی ، ابو خثیمہ زہر بن حرب ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ، اسحاق بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ .

اسی تیسری صدی میں مسانید کے بعد چھ مشہور ترین کتب حدیث مرتب و مدون ہوئیں جن کو صحاح ستہ کا نام دیا گیا ہے یہ وہ کتب حدیث ہیں جنہیں تیسری صدی ہجری کے نابغہ روزگار محدثین نے بڑی چھان بین کے بعد ایسی خوبی سے ترتیب دیا کہ آج کئی صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی اہمیت وافادیت اسی طرح مسلم ہے ان میں تین کتابیں جامع کہلاتی ہیں جو عقائد عبادات اخلاق و

معاملات کے متنوع عنوانات پر حاوی ہیں جب کہ بقیہ تین تالیفات سنن کہلاتی ہیں اور وہ صرف معاملات (عملی زندگی) سے تعلق رکھتی ہیں۔

اس دور میں بڑے بڑے محدثین مولفین اور نقد و روایات میں مہارت رکھنے والے ماہرین پیدا ہوئے (۱۵) اسی طرح یہ سلسلہ الحمد اللہ آج تک جاری ہے اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی مولانا احمد علی بھی تھے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ عشق رسول مقبول ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے موصوف کو بدعات سے سخت نفرت تھی خود سنت رسول ﷺ کے مطابق عمل کرتے اور اپنے پیرو کاروں کو بھی اسی کا حکم فرماتے آپ کسی ایسی محفل میں نہ جاتے جس میں خلاف حدیث کوئی کام ہورہا ہوتا موصوف جب بھی درس قرآن دیتے تو ساتھ کتب احادیث بھی رکھتے اور ان سے احادیث مبارکہ کو درس میں بیان فرماتے جو بھی کتاب لکھتے اس کو قرآن و حدیث سے مزین فرماتے انجمن خدام الدین سے جو ہفت روزہ رسالہ نکلتا اس کا دوسرا صفحہ احادیث نبوی ﷺ کے لئے مختص ہوتا آپ نے حفاظت حدیث و ناموس رسالت کی خاطر بارہا جیل کاٹی تکلیفیں برداشت کیں آپ ہر چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے لیکن حدیث نبوی ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی گوارانہ کرتے یہی وجہ ہے حفاظت حدیث، ناموس رسالت، ختم نبوت اور فتنہ انکار حدیث کے سلسلہ میں جو بھی تحریک چلی آپ نے شانہ بشانہ حصہ لیا حالت تو یہ تھی کہ بڑھاپا بیماری اور کمزوری بھی عشق رسول ﷺ کے سلسلہ میں مانع نہ ہوتی تھی آپ ؒ کو جو حدیث رسول ﷺ کے ساتھ وابستگی محبت اور عشق تھا آپ کے ان الفاظ سے جو آپ نے وصال سے صرف ۲۵ دن پہلے ۲۹ جنوری ۱۹۶۲ء کو دیال سنگھ کالج میں فتنہ انکار حدیث کے سلسلہ میں ہونے والے عظیم الشان جلسے کی صدارت کرتے ہوئے کہے تھے پتہ چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ!

یہاں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں کہی جو میں کہتا ہوں میں کہتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے اور منکر قرآن خارج از اسلام یعنی بے ایمان ہے۔

یہ وہ پہلی ضرب تھی جو پرویزیت(۱۶) کے قلعہ تزویر پر لگی اس کے بعد تمام علمی اور دینی حلقوں نے اس فیصلے پر صاد کرتے ہوئے پرویزیت کی مخالفت کی اور تمام ملت اسلامیہ کے ہزارہا علماء کرام نے پرویز کے کافر ہونے کا متفقہ فتویٰ صادر فرمایا تقریر ووعظ کے علاوہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ کے قیام کے ساتھ ہی عربی پڑھانے کا انتظام فرمایا اور دوسال تک باقاعدہ عربی پڑھائی گئی جس میں کتب حدیث وغیرہ شامل تھیں۔

مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد ۱۹۲۴ء میں رکھی گئی اور ۱۹۲۶ء میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے حج کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عدم موجودگی میں عربی کے طلباء نے بے ضابطگیاں کیں حج سے واپسی پر شیخ التفسیر نے طلباء سے یہ کہا کہ معافی مانگ لیں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا یقین دلادیں تو انکو معاف کیا جاسکتا ہے مگر بدقسمتی سے طلباء اپنی ضد پر ڈٹے رہے جس کی وجہ سے عربی کی تعلیم جو باقاعدہ درس نظامی کی طرز پر دی جاتی تھی ۱۹۲۶ء میں بندی کرنی پڑی (۱۷) بعد میں پھر شروع ہوگئی قرآن مجید کی طرح درس حدیث بھی آخری سانس تک جاری رہا خصوصا درس مشکوۃ المصابیح جو صحاح ستہ کا نچوڑ ہے دوسرے نمبر پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کا درس دیتے تھے اور تیسرے نمبر پر حجۃ اللہ البالغہ کا درس زیادہ مشہور تھا.

یہاں پر مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے

د- دروس حدیث اور اشاعت حدیث

ا) درس مشکوہ المصابیح

درس مشکوہ شریف شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دیتے رہے اس جگہ صرف ایک درس کا ذکر کیا جاتا ہے جو ۱۶ جولائی ۱۹۳۸ء سے شروع ہوا اور ۲۰ مئی ۱۹۴۳ء کو اختتام پذیر ہوا

محمد مقبول عالم بی اے منشی فاضل بیان کرتے ہیں کہ!

ہم گیارہ آدمیوں نے ۱۹۳۸ء کو مشکوۃ شریف کا درس شیخ التفسیر سے شروع کیا پڑھنے کا قائدہ یہ تھا کہ پہلے ہم قرآن مجید کا درس عام سنتے پھر درس مشکوہ شریف ہوتا اور پھر حجۃ اللہ البالغہ کا درس ہوتا مشکواہ شریف کا درس ۲۰ مئی ۱۹۴۳ء کو ختم ہوا شریک درس تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل تھے

۱۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب خلف اکبر حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ علامہ علاء الدین صدیقی صاحب ایم اے ایل ایل بی

۳۔ چوہدری عبدالرحمان خان صاحب ایم اے ایل ایل بی

۴۔ مولانا بشیراحمد صاحب بی اے

۵۔ چوہدری عطا اللہ خان صاحب بی اے

۶۔ حافظ فضل الہی صاحب ایم اے

۷۔ مولانا غازی خدا بخش صاحب منشی فاضل

۸۔ ڈاکٹر عبدالطیف صاحب ایم بی بی ایس بی ڈی ایس

۹۔ مولانا عبدالعزیز مالک الہلال بک ایجنسی

۱۰۔ مولانا سیف الدین بہاری صاحب فاضل امروہہ

۱۱۔ محمد مقبول عالم بی اے منشی فاضل (۱۸)

ii) درس مسلم شریف

محترم جناب ڈاکٹر سید عبداللہ (تلمیذ شیخ التفسیر مدظلہ) حضرت مولانا احمد علی کے نظام الا وقات کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں کہ!

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا نظام الاوقات بہت سے لوگوں کے لئے حیرت انگیز ہوگا مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ تہجد سے فارغ ہوکر نماز صبح کی اذان سے کچھ قبل مسجد (شیرانوالہ لاہور) میں آجاتے تھے اور

ایک نہایت ہی مختصر سی جماعت کو حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیتے تھے پھر نماز کے بعد درس عام ہوتا تھا جو کم وبیش دو گھنٹے تک جاری رہتا تھا اس کے بعد صحیح مسلم شریف کا درس ہوتا اس کے بعد فارغ التحصیل علماء کے لئے علمی درس ہوتا دوپہر کے کھانے سے پہلے اور پھر مختصر قیلولہ کے بعد بھی اسے جاری رکھا جاتا تھا نماز عصر کے بعد کالجوں کے طلباء کے لئے درس دیا جاتا شام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ عام ملاقات کیا کرتے تھے یا کبھی کبھی انجمن خدام الدین کے انتظامی امور طے کیا کرتے (۱۹)
اس عبارت سے واضح ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر مسلم شریف کا بھی درس دیا کرتے تھے۔

iii) حجۃ اللہ البالغہ کا درس

حجۃ اللہ البالغہ وہ عظیم ترین کتاب ہے جس میں اسلامی شریعت کے حقائق واسرار بیان کئے گئے ہیں جو علم کلام کی روح ہے یہ کتاب حدیث و فقہ فلسفہ و اخلاق زبان و ادب اصول و فروع اسلام غرض تمام علوم اسلامی پر محیط ہے (۲۰) درس حجۃ اللہ البالغہ کا تفصیلی تذکرہ شیخ التفسیر حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دیگر "علوم میں" کے تحت کیاجائے گا جیسا کہ اس باب کے شروع میں عرض کیا جاچکا ہے کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی شاید ہی کوئی تحریر یا تقریر ایسی ہو جس میں آپ نے حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو یہاں صرف نمونہ کے طور پر اپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر و تقریر کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں یہ بھی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی کی خدمات علوم حدیث کے سلسلے میں اہم کڑی ہے۔

iv) رسالہ ہفت روزہ خدام الدین

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ خدام الدین کو احادیث نبویہ سے مزین فرماتے ہفت روزہ خدام الدین کا صفحہ نمبر ۲ ہمیشہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف ہوتا تھا یہاں صرف ایک رسالہ جو آٹھ جنوری ۱۹۶۰ء کو شائع ہوا تھا اس کے صفحہ نمبر ۲ سے چند احادیث درج کی جاتی ہیں

۱۔ عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا سید ولد ادم یوم القیمة واول من ینشق عنه القبر و اول شافع و اول مشفع (۲۱)

ترجمہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن آدم علیہ کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا اور پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی اور پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں ہی پہلا شخص ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی.

تشریح

قیامت کے دن کی قیداس واسطے فرمائی کہ آپ ﷺ کی سرداری کا ظہور اس دن ہوگا اس دن ظاہر ہوجائے گا کہ قرب الہی میں جو درجہ آپ ﷺ کا ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں (۲۲)

۲۔ عن ابی بریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اختتن ابراهیم النبی وهوابن ثمانین سنة بالقدوم (۲۳)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے مکرم نبی ابراہیم علیہ السلام نے قدوم میں اسی سال کی عمر میں ختنہ فرمایا تھا.

تشریح

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے اس وقت آپ کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی مگر اسی والا قول زیادہ صحیح ہے قدوم بڑھی کے ایک ہتھیار کو بھی کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہا جاتا ہے جہاں انہوں نے ختنہ کیا تھا.

۳۔ عن عائشه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال خلقت الملائکة من نور وخلق الجان من مارج من نارو خلق ادم مما وصف لکم (۲۴)

ترجمہ

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلہ سے اور آدم علیہ السلام اس سے جو تمھارے لئے بیان کیا گیا۔

تشریح

یہی وجہ ہے کہ ہر ایک سے اپنے اپنے مادہ خلقت کے لحاظ سے مختلف قسم کے افعال صادر ہوتے ہیں

ملائکہ عظام سے نافرمانی ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ نور ہی ہیں

جنوں سے زیادہ تر نافرمانی ہوتی ہے کیونکہ آگ اپنی سوزش کے باعث حد اعتدال سے متجاوز ہے

اور آدمی مٹی سے پیدا شدہ ہے اس کے اندر اپنی مال اندیشی نہیں ہے اس لئے جن (جو شیطان کے نائب ہیں) اسے گمراہ کرلیتے ہیں (۲۵)

۷) خطبہ جمعہ

شیخ التفسیر رحمہ اللہ اپنے خطبہ جمعہ کو بھی قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ سے ترتیب دیتے تھے نمونہ کے لئے صرف ایک خطبہ جمعہ کا حوالہ دیا جاتا ہے جس میں آپ رحمہ اللہ نے گیارہ احادیث نبوی ﷺ درج کی ہیں ان میں سے صرف دو احادیث درج کی جاتی ہیں

۱۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد و بین الکفر ترک الصلواہ (۲۶)

ترجمہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان اور کفر کے درمیان پردہ نماز کا چھوڑنا ہے

یعنی نماز چھوڑ دے تو مسلمان اور کافر ہونے میں پردہ نماز ہی کا تو تھا اگر نماز چھوڑ دے وہ پردہ ہٹ جائے گا

۲۔ عن ابی الدرداء قال او صانی خلیلی ان لا تشرک باللہ شیاء وان قطعت و حرقت ولا تترک الصلواتہ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برائتمنہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر (۲۷)

ترجمہ

ابی دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے میرے دوست نے وصیت کی ہے کہ تو کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک قرار نہ دے اگرچہ تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں اور تجھ کو آگ میں جلادیا جائے اور یہ کہ فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑ اس لئے کہ جس نے فرض نماز کو دانستہ ترک کیا اس سے اسلام بری الذمہ ہے اور یہ کہ تو شراب نہ پی اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے کنجی ہے۔

بے دینوں کے لئے تازیانہ!

بے دینوں کے لئے تازیانہ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیں ورنہ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن انہیں معلوم ہوجائے گا کہ ہم دوسروں کو حاجت روا سمجھتے رہے یہ ہماری غلطی تھی اور تارکین نماز کو بھی قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا کہ ترک نماز کتنا بڑا جرم عظیم تھا جس کے ہم مرتکب رہے اور مسلمان شراب خوروں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا کہ یہ چیز کتنی مہلک ثابت ہوئی (۲۸)

vi) مجلس ذکر

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب شیرانوالہ لاہور میں مجلس ذکر منعقد فرمایا کرتے تھے خطبہ جمعہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی اصلاح قرآن و حدیث کی روشنی سے فرمایا کرتے تھے مثلاً آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۸ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ بمطابق یکم ستمبر ۱۹۶۰ء کو اپنے حلقہ احباب سے خطاب کرتے ہوئے یہ دو احادیث پڑھ کر سنائیں!

۱۔ ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (۲۹)

ترجمہ

بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے

۲۔ ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر (۳۰)

ترجمہ

بے شک میں جس چیز سے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔

اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تحریر و تقریر کا اکثر حصہ احادیث نبوی ﷺ پر مشتمل ہوتا تھا۔

vii) نو عمر بچوں میں درس حدیث

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں مرد و زن بوڑھے اور جوانوں کے لئے قرآن و حدیث کے دروس کا اہتمام کیا ہوا تھا بچوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ مسلمان بچوں کی روحانیت کے لئے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم زہر قاتل ہے جس کا تذکرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جگہ کیا ہے اور اس زہر کا تریاق قرآن و حدیث کی تعلیم ہے اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کے لئے الگ درس حدیث کا انتظام فرمایا اس درس میں اکثر بچے جماعت ششم تا بارہویں تک کے ہوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ ان بچوں کا ششماہی اور سالانہ تحریری امتحان لیتے تھے جس سے نئی نسل میں ایک واضح تبدیلی آجاتی تھی

اس جگہ صرف نمونہ کے طور پر ایک ششماہی امتحان کا پرچہ اور نتیجہ درج کیا جاتا ہے

viii) پرچہ ششماہی امتحان مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور

وقت ۳ گھنٹے کل نمبر ۷۵

سوال نمبرا ترجمہ اور مطلب تحریر کرو

قل ارءیتم ان اخذ اللہ الی بما کانوا یفسقون (۳۱)

یا

ادعوا ربکم تضرعا وخفیه الی القوم یشکرون (۳۲)

سوال نمبر ۲۔ حدیث نمبر ۸۲ ۔ اس حدیث شریف کا ترجمہ اور مطلب لکھو

عن ابی سعید سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقه ویسجد له کل مومن و مومنة ویبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء وسمعه فیذہب یسجد فیعود ظهره طبقا واحدا (۳۳)

حدیث نمبر ۸۳

۲۔ عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیمة لایزن عندالله جناح بعوضة وقال اقرا و افلا تقیم لهم یوم القیمة وزنا (۳۴)

حدیث نمبر ۸۳

اس حدیث شریف کا مطلب لکھو اور یہ بتاؤ یہ جو فرمایا لیاتی الرجل العظیم السمین یہ اس شخص کی دنیوی حالت ہے یا اخروی

سوال نمبر ۳۔ کوئی دو حدیثوں کا مطلب لکھو جو تمہیں یاد ہوں

سوال نمبر ۴۔ ارکان خمسہ اسلام میں سے کسی ایک پر مضمون لکھو

سوال نمبر ۵ ۔ اس درسگاہ میں تعلیم پانے سے تم میں جو نمایاں فرق ہوا ہے اسے لکھو (۳۵)

اس پرچہ کا حل بھی اسی رسالہ خدام الدین میں دیا ہوا ہے بخوف طوالت درج نہیں کیا جارہا ہے یہاں صرف ایک امتحان کا نتیجہ درج کیا جاتا ہے

نتیجہ امتحان سہ ماہی مدرسہ قاسم العلوم درس کلام مجید و حدیث شریف

نمبر شمار	نام طالب علم	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	عمر	کلاس و پتہ
۱	فرخ عبید ملک	۷۵	۷۵	۱۹ برس	تھرڈ ائیر انٹی مل بسبنڈری کالج لاہور
۲	محمد شریف	۷۵	۷۵		نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس لاہور
۳	عبدالمجید مرزا	۷۵	۷۵		دفتر پبلک سروس کمیشن مغربی پاکستان لاہور
۴	محمد آصف	۷۵	۷۵	۱۹ برس	سیکنڈ ائیر اسلامیہ کالج لاہور
۵	ول محمد	۷۵	۷۵	۱۳ برس	ہفتم سی وطن ہائی سکول لاہور
۶	محمد طیب	۷۵	۷۵	۱۳ برس	ہفتم سی مشن ہائی سکول لاہور
۷	بابو فتح محمد	۷۵	۷۵		دفتر پی ڈبلیو ڈی سنٹرل زون اا ہور
۸	زاہد جاوید بٹ	۷۵	۷۵	۱۰ برس	ششم سی مشن ہائی سکول لاہور
۹	بابو محمد شفیع	۷۵	۷۵		دفتر ریلوے ہیڈ کوارٹر لاہور
۱۰	عبدالوحید	۷۵	۷۵	۲۶ برس	متعلم مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور
۱۱	محمد طاہر	۷۵	۷۰	۱۳ برس	ہفتم سی مشن ہائی سکول لاہور
۱۲	آفتاب احمد	۷۵	۷۰	۱۵ برس	دہم ڈی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ لاہور
۱۳	زبیر گل ریز	۷۵	۶۵	۱۵ برس	دہم بی اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ لاہور
۱۴	عبدالصمد	۷۵	۶۵	۱۷ برس	میٹرک

اس امتحان میں کل ستائیس طلباء کامیاب ہوئے تھے جن میں سے صرف ۱۴ کا نتیجہ یہاں درج کیا گیا ہے

اس درس قرآن و حدیث کا بچوں کے کردار پر بہت ہی اچھا اثر پڑا صرف دو بچوں کے ذاتی تاثرات درج کئے جاتے ہیں چنانچہ ایک لکھتا ہے!

آج سے کوئی چار پانچ سال پہلے ہم نے مدرسہ قاسم العلوم (شیرانوالہ دروازہ لاہور) میں پڑھنا شروع کیا جب ہم گیارہ برس کے ہوتے تھے تب ہماری جماعت میں بہت تھوڑے سے لڑکے تھے اور صرف شام یعنی مغرب کے بعد ہی کلاس ہوا کرتی تھی لیکن اب تو اللہ کے فضل سے دن کے وقت بھی جماعت لگتی ہے پہلے ہم سارا وقت کھیل کود میں گذار دیا کرتے تھے لیکن جب مولانا (احمد علی لاہوری) صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درس لیا تو ہمیں بھی معلوم ہوا کہ نماز کیا چیز ہے اسلام نام کس چیز کا ہے تھوڑی بہت نماز پڑھنی شروع کی ان دنوں ہم مغرب کی نماز بڑی مستعدی سے پڑھا کرتے تھے اس طرح آہستہ آہستہ عادت ہی پڑھ گئی ہم گھر میں اپنے بہن بھائیوں سے لڑا بھی بہت کرتے تھے لیکن جب سے معلوم ہوا ہے کہ لڑائی والے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تب سے لڑائی حد درجہ تک کم کردی ہے اور اسی طرح اسلام کے کئی مسئلے بھی معلوم ہوگئے ہیں میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان نیکیوں کی وجہ سے ہمارے استاد (شیخ التفسیر حضرت احمد علی رحمۃ اللہ علیہ) صاحب کو جنت فردوس عطا فرمائے آمین۔

زاہد عبید ملک کلاس نہم سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور (۳۷)

اسی طرح عبدالوحید عمر سولہ برس اپنے تاثرات لکھتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں!

میں خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے اس مدرسہ کی تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ عطا فرمایا اس مدرسہ میں صبح و شام کی جماعت میں پڑھنے کے لئے آتا ہوں اس میں تفسیر قرآن مجید پڑھائی جاتی ہے اور حدیث شریف کا سبق ہوتا ہے زیادہ تر عقیدہ کی پختگی کے متعلق تقریر ہوتی ہے تاکہ اچھی طرح حق و

باطل کی تمیز ہوسکے الحمد للہ جس نے مسلمان کا بیٹا بنا کر علم دین پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی خدا مجھے پڑھنے کے بعد پڑھانے کی توفیق بھی عطا فرمائے آمین۔

عبدالوحید متعلم مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور (۳۸)

ز۔ علم حدیث میں رسائل

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر اور دروس حدیث کے علاوہ علوم حدیث میں چند مفید رسائل بھی تصنیف فرمائے ہیں جن کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے!

ا) رسالہ گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا علوم حدیث کے سلسلہ میں یہ پہلا رسالہ ہے یہ رسالہ کل چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے آخری چھ صفحات پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام رسائل کی مکمل فہرست دی گئی ہے اس رسالہ میں کل سو حدیثیں درج کی گئی ہیں اور اس میں التزام کیا گیا ہے کہ سوائے بخاری شریف اور مسلم شریف کے اور کسی کتاب کی حدیث نہ لکھی جائے اور کوئی حدیث اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہ ہو اسے عام فہم بنانے کے لئے ہر حدیث پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ اور اس کی مختصر سی شرح بھی لکھ دی گئی ہے.

رسالہ کے شروع میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان پر اللہ کی عبادت کرنا ضروری ہے اور انسان اس وقت تک عبادت نہیں کرسکتا جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ہدایات دینے والا نہ ہو ضرورت حدیث پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ عربی زبان میں اس قدر وسعت ہے کہ شاید ہی کسی اور زبان میں ہو اس لئے ایک لفظ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں تو معتبر معنی وہی سمجھا جائے گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مراد لیا ہو جو معنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی مراد

نہیں ہو سکتی اس لئے وہ مردود ہے رسالہ کے صفحہ نمبر ۴ پر حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ گلدستہ احادیث نبویہ ﷺ میں سو حدیثیں مختلف مضامین کی جمع کی گئیں ہیں یہ گویا روحانی پھول ہیں جن کو نمبروار سجا کر پیش کیا گیا ہے

بطور نمونہ اور برکت کے لئے ایک حدیث ملاحظہ ہو

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر مانھی اللہ(۳۹)

ترجمہ

عن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ شخص ہے جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے

تشریح

مسلمانوں میں سے بہترین وہ آدمی ہے جو اللہ تعالی کے حقوق کے ساتھ ساتھ مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے اور ان کی عزت اس کے شر سے محفوظ رہے اور اس طرح بہترین مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے (۴۰)

رسالہ کے اختتام پر درج ذیل علمائے کرام کی تصدیقات درج ہیں

۱۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب صدر مدرس انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۲۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدرس شاہی مسجد لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب مدرس انوارالعلوم جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب مدیر العدل گوجرانوالہ۔

۵۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدرس انوارالعلوم گوجرانوالہ۔ یہاں صرف مولانا خلیل احمد

صاحب کے الفاظ تصدیق درج کئے جاتے ہیں
فرماتے ہیں کہ!
حضرت مولانا موصوف نے احادیث صحیحہ کو جمع فرما کر اپنے لئے اور سب کے لئے زاد آخرت بنایا ترجمہ سلیس اردو اور معتبر کتب سے لیا گیا ہے کچھ کچھ شرح بھی فرما دی ہے اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے اور جمیع مسلمانوں کو ان احادیث پر عمل کی توفیق بخشے (۴۱)

ii) خلاصہ مشکوۃ شریف

علوم حدیث کے سلسلہ میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دوسرا رسالہ ہے جو کہ کل ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے مشکوۃ شریف جو صحاح ستہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے عوام الناس کی مزید سہولت کے لئے اس کا خلاصہ تحریر فرمادیا ہے عربی کی اصل عبارت لکھنے کے بعد اس پر اعراب بھی لگادیئے گئے تاکہ عربی نہ جاننے والے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں احادیث مبارکہ کا نہایت آسان اور عام فہم زبان میں اردو ترجمہ کردیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی ضروری شرح بھی کردی گئی ہے عوام الناس کو اس طرح احادیث مبارکہ کا مفہوم سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی حضرت لاہوری کی یہ کوشش امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا سرمایا ہے حضرت موصوف اس خلاصہ میں صحت کے اعتبار سے اعلی درجے کی احادیث لائے ہیں یہ خلاصہ کتاب الرقاق کتاب الفتن اور کئی مختلف ابواب پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں!

۱۔ کتاب الرقاق

یہ کتاب ان باتوں کے بیان میں ہے جو دل کو نرم کرنے والی ہیں

۱ باب فضل الفقرآء وما کان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس باب میں فقراء کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا جائے گا

۲ باب الامل والحرص

یہ باب آرزو اور حرص کے بیان میں ہے

۳ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ

یہ باب مال اور عمر کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے چاہنے میں ہے

۴ باب التوکل والصبر

یہ باب توکل اور صبر کے بارے میں ہے

۵ باب الریاء والسمعہ

یہ باب اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے بیان میں ہے

۶ باب البکاء والخوف

یہ باب رونے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بیان میں ہے

۷ باب تغیر الناس

یہ باب لوگوں کی حالتیں بدل جانے کے بیان میں ہے

۸ باب الانزارو التحزیر

یہ باب اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرانے کے بیان میں ہے

۲۔ کتاب الفتن

یہ کتاب فتنوں کے بارے میں ہے

۱ باب الملاحم

یہ باب لڑائی کے میدانوں کے بیان میں ہے

۲ باب اشراط الساعۃ

یہ باب علامات قیامت کے بیان میں ہے

۳ باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر دجال

یہ باب قیامت سے پہلے آنے والی علامتوں اور دجال کے ذکر کے بیان میں ہے

۴ باب قصۃ ابن صیاد

یہ باب ابن صیاد کے قصہ میں ہے

۵ باب نزول عیسی علیہ السلام

یہ باب عیسیٰ علیہ کے آسمان سے نازل ہونے کے بیان میں ہے

۶ باب قرب الساعۃ وان من مات فقد قامت قیامتہ

یہ باب قیامت کے قریب ہونے کے بیان میں ہے اور اس چیز کے بیان میں کہ جو مرگیا اس کی قیامت آگئی

۷ باب لا تقوم الساعۃ الا شرار الناس

یہ باب اس بیان میں ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی مگر بد ترین لوگوں پر

۸ باب النفخ فی الصور

یہ باب صور پھونکے جانے کے بیان میں ہے

۹ باب الحشر

یہ باب حشر کے بیان میں ہے

۱۰ باب الحساب والقصاص والمیزان

یہ باب حساب قصاص اور میزان کے بیان میں ہے

۱۱ باب صفۃ الجنۃ واھلھا

یہ باب بہشت اور بہشتیوں کی صفت میں ہے

۱۲ باب رویۃ اللہ تعالی

یہ باب اللہ تعالی کی رویت کے بارے میں ہے

۱۳ باب صفۃ النار واھلہا

یہ باب دوزخ اور اہل دوزخ کے بیان میں ہے

۱۴ باب خلق الجنۃ والنار

یہ باب بہشت اور دوزخ کے پیدا کرنے کے بیان میں ہے

۱۵ باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم السلاہ والسلام

یہ باب ابتدائے پیدائش اور انبیا علیہم الصلواہ والسلام کے ذکر کے بارے میں ہے۔

۱۶ باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ

یہ باب سب پیغمبروں کے سردار کی فضیلتوں میں ہے اللہ کی رحمتیں اور اس کا سلام اس پر ہو

۱۷ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صفاتہ

یہ باب نبی ﷺ کے ناموں اور صفتوں کے بیان میں ہے

۱۸ باب فی اخلاقہ و شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب حضور ﷺ کے خلقوں اور عادتوں کے بیان میں ہے

۱۹ باب المبعث وبدء الوحی

یہ باب آنحضور ﷺ کی بعثت اور ابتداء وحی کے بیان میں ہے

۲۰ باب علامات النبوۃ

یہ باب نبوہ کی علامات کے بیان میں ہے

۲۱ باب فی المعراج

یہ باب معراج کے بیان میں ہے

موصوف اس خلاصہ مشکوہ میں ایک سو چھتر احادیث نبوی ﷺ لائے ہیں ان میں سے بطور نمونہ اور برکت کے لئے چند احادیث مبارکہ ان کا ترجمہ اور شرح ملاحظہ ہو

باب الرقاق کی پہلی حدیث۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعمتان مضبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ (۴۲)

ترجمہ

عبداللہ بن عباس سے روایت کی گئی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو نعمتیں ہیں ان میں بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں ایک ان میں سے تندرستی ہے اور دوسری فراغت

تشریح

انسان اچھی طرح سے عبادت بھی تب ہی کرسکتا ہے کہ تندرستی کے علاوہ دنیاوی ضرورتوں کے پورا ہونے کے باعث بے فکری بھی ہو ان دونوں نعمتوں کے میسر آنے کے بعد بھی جو شخص عبادت نہ کرے اس سے بڑھ کر اور کون گھاٹے میں ہوسکتا ہے۔

۲) عن عبداللہ ابن مسعود قال خط النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا مربعا و خط خطا فی الوسط خارجا منہ وخط خططاصفارا الی ہذا الذی فی الوسط من جانبہ الذی فی الوسط فقال ہذا الانسان وھذا اجلہ محیط بہ وھذہ الذی ہو خارج املہ وہذا الخطط الصغار الا عراض فان اخطاءٗ ہذا انھسہ ھذا و ان اخطاہ ہذا الھسہ ھذا(۴۳)

ترجمہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا اور ایک خط اس مربع خط کے درمیان کھینچا جو اس مربع خط سے باہر نکلنے والا تھا اور اس درمیان والے خط کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے کئی خط کھینچے پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت کی میعاد ہے جو اسے گھیرا کرنے والی ہے اور مربع خط سے باہر نکلنے والی اسکی آرزو ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط مصیبتیں ہیں اگر ایک مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے تو دوسری اسے آ پہنچتی ہے اور اگر اس سے چھٹکارا پاتا ہے تو دوسری آپہنچتی ہے۔

شرح

چونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی آرزوئیں ابھی پوری نہ ہونے پائیں گی کہ موت پہلے آجائے گی اس لئے انسان کو چاہیئے کہ آرزوں کو پایہ تکمیل پر پہنچانے سے زیادہ موت کا خیال رکھے تاکہ اسے ایسی موت آئے جس سے مرحوم و مغفور ہوجائے اور بجائے معتوب ہونے محبوب بارگاہ الٰہی بن جائے۔

۴) عن ابی ھریرہ قال قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا (۴۴)

ترجمہ

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں البتہ تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔

عام فہم ہونے کی وجہ سے اس حدیث کی شرح نہیں کی گئی

iii) رسالہ مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ لکھ کر حدیث کی بہت بڑی خدمت کی ہے اگر حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس ہی محفوظ نہ ہو ختم نبوت کا انکار کیا جارہا ہو احادیث کی بخاری اور مسلم جیسی معتبر کتب کو من گھڑت قرار دیا جارہا ہو نئی نبوت کا اعلان کیا جارہا ہو جمیع مسلمانوں کو کافر گردانا جاتا ہو اور خود کبھی خدا اور کبھی نبی ہونے کا دعوی کیا جارہا ہو تو ایسے موقع پر دین کی سب سے بڑی خدمت یہی ہوگی کہ انسان اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ایسے فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت تیار نظر آئے اور ہر طرح تقریر میں یا تحریر میں اسکی تکفیر بیان کرے تاکہ دین اسلام کی بنیاد محفوظ رہ سکے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالت مآب ﷺ کی اور حدیث کی ہر لحاظ سے حفاظت اور دفاع کیا یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے یہ رسالہ کل بتیس صفحات پر مشتمل ہے جس میں قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزائی غیر مسلم ہیں اور عوام الناس کو مرازئیت کے عقائد سے آگاہ کیا گیا ہے

آگے حضرت لاہوری بقول ڈاکٹر اقبال بیان فرماتے ہیں کہ نوجوان مسلمان مرزائیت سے صرف روٹی کی خاطر متاثر ہوتے ہیں اور مرزائیت سے اپنے تعلقات قائم کرتے ہیں موصوف فرماتے ہیں

کہ روٹی کی خاطر ایک مسلمان کو اپنا ایمان نہیں بیچنا چاہئیے بلکہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے رزق کا بندوبست اللہ تعالی کردیتے ہیں آگے حضرت ان اسباب کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان مرزائیت سے نفرت کرتے ہیں اس ضمن میں موصوف سولہ بڑے بڑے اسباب کا تذکرہ کرتے ہیں مثلاً قادیانی کی انگریز سے وفاداری اور جہاد سے فرار، نبوت کا دعوی، خدا کی توہین، رسول اللہ ﷺ کی توہین، جمیع مسلمانوں کو کافر قرار دینا، حضرت عیسی کی توہین وغیرہ ہر جگہ پر قادیانیوں کی کتب کا حوالہ صفحہ نمبر مصنف کا نام تحریر فرماتے ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں جو کہ ساری کی ساری قادیانیوں نے ہی لکھی ہیں تحفہ قیصریہ دافع البلا، آئینہ کمالات اسلام، حاشیہ اربعین، اخبار بدر، اعجاز احمدیہ، انوار خلافت، ملائکۃ اللہ، آئینہ صداقت، کتاب البریہ اور تریاق القلوب وغیرہ

رسالہ ہذا کے صفحہ ۱۸ ۔۱۹ء پر مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان نقل فرماتے ہیں مرزا کہتا ہے میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار تقسیم کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کیجائیں تو پچاس الماریاں بھرجائیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام کابل اور روم تک پہنچایا میری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ بن جائیں۔

رسالہ کے آخری صفحات پر قادیانیوں کے متضاد اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور آخر پر موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے واضح کردی ہے اللہ تعالی سب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو لوگ مرزائی ہوکر دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہیں اللہ تعالی انہیں تائب ہوکر اسلام کا متبع بنائے آمین یا الہ العالمین(۴۵)

اس باب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات "علوم حدیث" میں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لاہوری ایک مفسر قرآن کے ساتھ ساتھ ایک محدث بھی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حدیث کے سلسلے میں بھی قابل قدر ہیں۔

حوالجات و حواشی

۱۔ مولانا فیروز الدین "فیروز اللغات "فیروز سنز لاہور (ت۔ن) ص ۵۶۴

۲۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء جلد ۷ ص ۹۶۲۔۔ ایچ اے ار گب لفظ حدیث (HADITH) کا معنی لکھتے ہوئے یوں گویا ہیں کہ! بنیادی طور پر حدیث کا مطلب ہے باہمی تعلق۔انگریزی عبارت درج ذیل ہے۔

Hadith : The word hadith means Primarily a Communication (H.A.R.Gibb and Kramers shorter Encyclopadia of Islam 1953 P 116

آگے لکھتے ہیں کہ ازاں بعد قول رسول ﷺ ' آپ ﷺ کے ساتھیوں کے اقوال اور پاکیزہ لوگوں کے اقوال کو حدیث کا نام دیا گیا۔ لکھتے ہیں۔

Than it has the particular meaning of a record of action or saying of the prophet and his Companions. In the latter sense the whole body of the sacred Tradion of the Muhammans is called the hadith (H.A.R Gibb and Kramers Shotter Encylopadia of Islam 1953 p 116)

۳۔ مولانا فیروز الدین " فیروز اللغات " فیروز سنز لاہور ص ۵۶۴۔

۴۔ سنت کے معنی طریقہ ' رسم ' چلن ' عادت ' روش اور مثال کے آتے ہیں (تاج محمد دھلوی "لغات القرآن " مکتبہ خیر کثیر کراچی (ت۔ن) ص ۱۷۸)

اسی طرح ایچ اے آر گب سنت کے معنی CUSTOM لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں Sunat Allah یعنی The Sunnah of Allah یعنی اللہ کا دستور۔ رسول اللہ ﷺ

کے طریقہ کو بھی سنت کہا جاتا ہے لکھتے ہیں!

Sunna is usually under stood muhammad s Sunna

(H.A.R. Gibb w . heffening and E. lelel- Provencal

First encyclopadia of Islam New york 1987 p 555

۵۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء جلد ۷ ص ۹۶۲۔

۶۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۷ ص ۹۶۳۔

۷۔ امام ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "جامع ترمذی" ....ترجمہ و تحشیہ مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مطبوعہ عالمین پریس لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۴ء ص ۶۔

۸۔ سورہ آل عمران آیت ۳۲۔ پ ۳۔

۹۔ سورہ حشر آیت نمبر ۷۔ پ ۲۸

۱۰۔ ابو عیسی محمد بن عیسی رحمۃ اللہ علیہ "جامع ترمذی" مترجم مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی ص ۷

۱۱۔ سورہ النحل آیت ۴۴ پ ۱۴

۱۲۔ سلیمان بن اشعث سجستانی "سنن ابی داود" مطبع المجتبی دہلی ۱۳۴۶ھ جلد ۲ ص ۱۵۸۔-- امام احمد بن حنبل مسند احمد مکتبہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ گوجرانوالہ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ جلد ۲ ص ۱۶۳۔

۱۳۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری البخاری مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد اول جز اول ص ۳۹

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی جمع کردہ احادیث ان کے خاندان والوں کے پاس

محفوظ تھیں موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے کہ ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن عباس کی اس قدر کتابیں ہیں کہ ان کا بوجھ ایک اونٹ کے برابر ہو سکتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ہے۔ انہوں نے دوسروں سے لکھوائیں تھیں۔ پھر ان سے ان کے دو شاگردوں نے ان روایات کو نقل کیا تھا جن کا ذکر کتب سیر میں موجود ہے۔

۱۵۔ پروفیسر محمد شریف اصلاحی۔ پروفیسر محمد نواز چوہدری پروفیسر معین الدین "افہام القرآن والحدیث" مطبع ندیم یونس پرنٹر لاہور ۱۹۸۷ء ص ۳۱۷۔۳۲۰۔ (یہ کتاب تین معزز پرفیسروں نے مرتب کی ہے)

۱۶۔ پرویز کا پورا نام غلام احمد پرویز ہے جو فتنہ انکار حدیث کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ غلام احمد پرویز ۱۹۰۳ء کو بٹالہ (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوا۔ ناظرہ قرآن اور ابتدائی دینی کتب اپنے دادا سے پڑھیں۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور ہجرت کر آئے۔ اپنی فکری تحریک کی ترجمانی کے لئے ماہوار طلوع اسلام نکالا۔ اس کے علاوہ بھی کئی کتب لکھیں مثلاً انسان نے کیا سوچا' آسمانی کتابیں ' معراج انسانیت ' لغات القرآن' مفہوم القرآن 'شاہکار رسالت (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) تبویب قرآن وغیرہ (سید قاسم محمود " شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا " شاہکار بک فونڈیشن حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی یکم جنوری ۱۹۸۴ء ص ۱۱۲۵) عبدالحمید خان پرویز کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح سید دوعالم ﷺ کے نامہ مبارک کو خسرو پرویز شاہ ایران نے پھاڑ کر اپنے جہنمی ہونے کا ثبوت دیا تھا اسی طرح موجودہ صدی میں اسی کا ہم نام پرویز انکار حدیث کرکے سید دوعالم ﷺ کے مجموعہ اقوال (جو بخاری و مسلم جیسی عظیم المرتبت اور بین الاسلامی قبولیت یافتہ کتب کی شکل میں ہیں) کو لغویت کے ساتھ تعبیر کرکے کئی ہزار نامہ ہائے سید دوعالم ﷺ کو پرزے کر رہا ہے (عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۱۹)

۱۷۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "انوار ولائت" جلد اول پنجاب پریس لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء ص ۱۳۲۔۱۳۳

۱۸۔ محمد مقبول عالم بی اے ہفت روزہ خدام الدین "امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۴ء ص ۵۰۳۔۵۰۵

۱۹۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ شاگرد رشید مولانا احمد علی ہفت روزہ خدام الدین "امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۴ء ص ۲۱۹

۲۰۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "حجتہ اللہ البالغہ" دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبرا (ت۔ن) ص ۱۱

۲۱۔ الشیخ محی الدین ابو زکریا بن شرف نواوی مسلم بمعہ شرح نووی مکتبہ اصح المطابع دہلی ۱۳۶۹ھ ص ۲۴۵ ۔۔۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان "ابن حبان" دارالکتب العلمیہ بیروت (لبنان) ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جلد ۸ ص ۱۳۴۔

۲۲۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہفت روزہ "خدام الدین" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۸ جنوری ۱۹۶۰ء ص ۲

۲۳۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری "البخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد ثانی جز ۴ ص ۱۷۰ ۔۔۔الشیخ محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نواوی "مسلم بمعہ شرح نووی" مکتبہ الصح المطابع دہلی ۱۳۶۹ھ جلد ثانی ص ۲۶۵۔

۲۴۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان "ابن حبان" دارالکتب العلمیہ بیروت (لبنان) ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء جلد ۸ ص ۹

۲۵۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی ہفت روزہ "خدام الدین" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۸ جنوری ۱۹۶۰ء ص ۲

۲۶۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوٰۃ المصابیح " مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ کتاب الصلوٰہ ص ۵۸۔

۲۷۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوٰۃ المصابیح " مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ کتاب الصلوٰہ ص ۵۹۔

۲۸۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ " خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء ص ٦۔

۲۹۔ سلیمان بن اشعث سجستانی " سنن ابی داود " مطبع المجتبی دھلی ۱۳۴٦ھ جلد ۲ ص ۳۲۴۔۔۔ الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی " تنبیہ الغافلین " دار احیاء الکتب العربیہ مصر ۱۲۷٦ھ ص ٦۳۔

۳۰۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوٰۃ المصابیح " مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ ص ۴۵٦۔۔۔ الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی " تنبیہ الغافلین " دار احیاء الکتب العربیہ مصر ۱۲۷٦ ص ۳۔

۳۱۔ سورہ الانعام آیت ۴٦ تا ۴۹ پ ۷۔

۳۲۔ سورہ الاعراف آیت ۵۵ تا ۵۸ پ ۸۔

۳۳۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوٰۃ المصابیح " مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ ص ۴۸۴۔

۳۴۔ الشیخ محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نواوی رحمۃ اللہ علیہ "مسلم بمعہ شرح نووی" مکتبہ اصح المطابع دھلی ۱۳٦۹ھ جلد ثانی ص ۳۷۰۔۔۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوٰۃ المصابیح " مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ ص ۴۸۴۔

۳۵۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ " خدام الدین " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) ص ۱۸۔

۳۶۔ ہفت روزہ "خدام الدین" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء ص ۹۔

۳۷۔ ہفت روزہ "خدام الدین" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء ص ۱۹۔

۳۸۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء ص ۱۹۔

۳۹۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری "البخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد اول کتاب الایمان ص ۹۔۔۔ الشیخ محی الدین ابو زکریا یحی بن شرف نواوی "مسلم بمعہ شرح نووی" مکتبہ اصح المصالح دھلی ۱۳۶۹ھ جلد اول ص ۴۸۔

۴۰۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "گلدستہ صد احادیث" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور اپریل ۱۹۶۰ء ص ۶۔

۴۱۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از رسالہ "گلدستہ صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور اپریل ۱۹۶۰ء سلسلہ نمبر ۲۶۔

۴۲۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری "صحیح بخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد ۳ جز ۸ ص ۱۰۹۔۔۔۔ امام احمد بن حنبل "مسند احمد" مکتبہ ادارہ احیاء السنہ شارح گرجاکھ گوجرانوالہ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ جلد اول ص ۲۵۸۔۔۔۔ حافظ شیرویہ بن شیردار بن شیرویہ دیلمی مسند الفردوس المکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جلد ۵ ص ۲۴۔

۴۳۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری "صحیح بخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد ۳ جز ۸ ص ۱۱۰۔۔۔الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی مشکوہ المصابح مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ ص۴۲۹۔۔۔۔ امام احمد بن حنبل مسند احمد مکتبہ

ادارہ احیاء السنہ شارح گرجاکھ گوجرانوالہ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ جلد اول ص ۳۸۵۔

۴۴۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان " ابن حبان " دارالکتب العلمیہ بیروت (لبنان) ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جلد اول ص ۱۶۳۔

۴۵۔ حضرت مولانا احمد علی بیتجہ ماخوذ از رسالہ "مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے اسباب" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الاول ۱۳۷۶ھ سلسلہ نمبر ۳۴۔

باب پنجم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

کی خدمات علوم فقہ میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات علوم فقہ میں

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک عظیم مفسر اور محدث ہی تھے بلکہ ایک عظیم فقیہ بھی تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقیہانہ بصیرت کا ایک دور معترف ہے قبل اس کے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات "علوم فقہ میں" کا تذکرہ کیا جائے ضروری ہے کہ کہ فقہ کا لغوی معنیٰ، اصطلاحی مفہوم، علم فقہ کی ضرورت و اہمیت اور تاریخ فقہ کا مختصر تذکرہ کردیا جائے۔

۱) فقہ کے لغوی معنیٰ

لغت میں فقہ کے معنیٰ واقفیت اور علم کے ہیں(۱)

۱۱) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر فقہ کے لغوی معنیٰ یہ لکھتے ہیں العلم بالشیٔ ولفہم لہ(۲) کسی شی کا علم اور اس کا فہم

ابن الاثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اشتقاقہ من الشق والفتح (۳)

یعنی فقہ کا اشتقاق کسی چیز کو چیرنا اور اسے کھولنا

مزید امام راغب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ھوالتوسع علی علم غائب بعلم شاہد وہو اخص من العلم(۴)

یعنی غیر موجود علم پر توسع موجود علم کی مدد سے اس اعتبار سے فقہ خاص ہے علم سے

۱۱۱) مولانا منہاج الدین مینائی فقہ کے لغوی معنیٰ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

فقہ عربی زبان کا لفظ ہے اور علم کے مرادف دونوں میں فرق یہ ہے کہ علم محض جاننے کو کہتے ہیں اور فقہ سمجھ بوجھ کر اور حقیقت سے پوری طرح واقف ہوکر جاننے کو کہتے ہیں (۵)

۱۷) محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فقہ کے لغوی معنیٰ یہ لکھتے ہیں کہ!

فقہ ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں جاننا (٦)

ب-فقہ کے اصطلاحی معنی

ا) اصطلاح شرع میں فقہ کے معنی احکام شریعت کی معلومات علم دین اور شریعت کا علم کے معنی میں آتے ہیں (٧)

اا) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر فقہ کے اصطلاحی معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

علم عام ہے اور فقہ خاص ہے اس کے اصطلاحی معنی شریعت کا علم یا علم باحکام الشریعۃ یا علم استنباط احکام شریعت ہے (٨)

ااا) سید قاسم محمود فقہ کے اصطلاحی معنی یہ لکھتے ہیں کہ!

اصطلاح شرح میں فقہ (٩) مخصوص فہم سے حاصل کردہ اس علم کو کہتے ہیں جو قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ سے ماخوذ ہو عمومی طور پر اعمال شرعیہ کے مسائل کے علم کو فقہ کہتے ہیں سید قاسم محمود نے اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر اور مولانا اشرف علی تھانوی کی کشاف اصطلاحات الفنون میں امام حنیفہ کی نسبت سے فقہ کی تعریف اس طرح بیان کی ہے یعنی کل علوم دینیہ کی معرفت اسی طرح امام شافعی کے حوالہ سے سید قاسم محمود لکھتے ہیں کہ فقہ شریعت کے ان عملی احکام کا علم ہے جو تفصیلی دلائل سے ثابت ہوں (١٠)

iv) محترم جناب ڈاکٹر حمید اللہ فقہ کے اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں کہ!

فقہ کے اصطلاحی معنی قانون کے ہیں (١١)

آگے ڈاکٹر صاحب قانون کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ !

قرآن مجید میں قانون کے متعلق ایک بہت ہی لطیف انداز میں ذکر آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا تصور قانون کیا ہے وہ آیت یہ ہے

الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرہ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء (۱۲)

ترجمہ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے اچھی بات کی مثال ایک اچھے درخت کی طرح ہے اس کی جڑ تو زمین میں گڑھی ہوئی رہتی ہے لیکن اس کی شاخیں آسمان تک پھیل جاتی ہیں

اس آیت مبارکہ کی شرح میں ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ!

دوسرے الفاظ میں قانون کی بنیاد بیج جیسی چھوٹی سی چیز کی طرح ہے لیکن اس سے جو درخت نکلے گا وہ آسمان تک پھیل جائے گا اور اس کی شاخیں ہر چیز کو ڈھانپ سکیں گی چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ اگر ہم قرآن اور حدیث کو جڑیں یا بیج تصور کریں تو اس جڑ یا بیج سے نکلا ہوا درخت اتنا تناور اور اتنا شاخ در شاخ پھیل گیا ہے کہ انسان کی ہر ضرورت کو اور قیامت تک مسلمانوں کو آنے والی نسلوں کی جدید ضرورتوں کو پورا کرنے کے قابل ہے اور ظاہر ہے کہ شاخ در شاخ روزانہ اس درخت میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے (۱۳)

ج۔ غرض و غایت

فقہ کی غرض و غایت سعادت دارین کی ظفریابی ہے کہ فقیہ دنیا میں خود بھی جہالت کی تاریکیوں سے نکل کر علم کی روشنی حاصل کرتا اور مخلوق خدا کو اس کی تعلیم دیکر مراتب عالیہ پاتا ہے یا یہ کہو کہ علم فقہ کا مقصد احکام شریعہ کے موافق عمل کرنے کی قوت اور ملکہ پیدا کرنا ہے۔

د۔ علم فقہ کے ماخذ

i) قرآن

علم فقہ کا پہلا ماخذ قرآن مجید ہے یہ شریعت کا اصل الاصول ہے اس میں عقائد کا بیان مفصل ہے اور عبادات و حقوق کا بیان مجمل ہے یعنی منصوص احکام اس میں موجود ہیں مگر اجمالی طور سے مثلاً وفائے عہد، بیع کے حلال ہونے اور ربوٰ کے حرام ہونے کے بارے میں حکم موجود ہے مگر تفصیلات سنت میں بیان ہوئی ہیں البتہ میراث حدود و قصاص اور ان محرمات کا نسبتاً مفصل ذکر ہے جن سے نکاح ناجائز ہے یہی حال معاملات اجتماعی کا ہے ان کے بارے میں اجمالی اشارے ہیں اور یہ مصلحت و حکمت سے خالی نہیں اور بڑی حکمت تو یہی ہے کہ آنے والے ہر دور میں صورت حال بدل جانے پر نصوص کی روشنی میں نئے فیصلے کرتے ہوئے دشواری نہ ہو قرآن مجید ایک کامل رہنما اصول ہے اس کی تفصیلات سنت میں موجود ہیں جن کی مزید تعبیر و تشریح فقہ سے ہوتی ہے (۱۴)

ii) حدیث

علم فقہ کا دوسرا ماخذ حدیث و عمل رسول مقبول ﷺ یعنی آپ ﷺ کا قول و فعل اور تقریر وہ کام جو آنحضرت کے سامنے کیا گیا لیکن آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا سنت میں وہ تعامل بھی شامل ہے جو آپ ﷺ کے زمانے میں شروع ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانے تک متواتر جاری رہا اور بعد میں بھی اس کی مسلسل پیروی ہوئی (۱۵)

iii) اجماع

کسی زمانے کے مجتہدین کا کسی ایک حکم پر متفق ہوجانا اجماع کہلاتا ہے استنباط احکام کے سلسلے

میں یہ بھی ایک محکم اصول ہے کیونکہ یہ "راسخون فی العلم" کہ وہ "ارباب تقویٰ" بھی ہوتے ہیں کا متفقہ فیصلہ ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اجماع کتاب و سنت کے منافی نہیں ہوسکتا اجماع یا قولی ہوگا یا سکوتی۔قولی سے مراد یہ ہے کہ کسی زمانے کے فقہاء نے متفق ہوکر ایک شرعی فیصلہ کیا۔سکوتی سے مراد یہ ہے کہ کسی حکم کے سلسلے میں کسی زمانے کے مجتہدین نے سکوت اختیار کیا یعنی نہ تائید کی اور نہ مخالفت کی حالانکہ وہ حکم ان کے علم میں آچکا تھا ظاہر ہے کہ اجماع کی یہ دوسری صورت پہلی صورت کی طرح قطعی نہیں ہوسکتی اسی لئے اس کے حجت ہونے کے سلسلے میں بہت اختلاف اور تامل ہے (۱۶)

۱۷) قیاس

فقہ اسلامی کا چوتھا ماخذ قیاس ہے کسی شرعی حکم کو کسی مصلحت کی بنا پر کسی دوسرے امر کی شرعی حکم کے حصول کے لئے بنیاد بنانا قیاس کہلاتا ہے یہ اجماع سے وسیع تر اور آسان ممکن العمل حجت یا طریقہ ہے اور شریعت کا نہایت اہم اور وسیع الاثر ماخذ ہے اور اس کے جواز کی سند خود آنحضرت ﷺ کا اپنا ارشاد ہے آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجنا چاہاتو ان سے جو گفتگو ہوئی وہ ابوداؤد نے اس طرح نقل کی ہے

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اراد ان يبعث معاذا الى اليمن قال كيف تقضى اذاعرض لک قضاء ؟ قال اقضى بكتاب الله قال ! فان لم تجد فى كتاب الله ؟ قال فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فان لم تجد فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا فى كتاب الله ؟ قال اجتهد فى رأيى ولا الو فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره وقال الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم لمايرضى رسول الله(۱۷)

ترجمہ

آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو والی یمن بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوچھا! جب تمھارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو تو کس طرح فیصلہ کروگے ؟ انہوں نے کہا! کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں (صراحت) نہ پاؤ تو؟ عرض کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق آنحضرت نے فرمایا اگر سنت رسولؐ اور کتاب اللہ بھی (دلیل) نہ پاسکو تو پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میں اپنی رائے سے اجتهاد کروں گا اور میں اس میں کوتاہی نہیں کروں گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جسے اس کا رسولؐ پسند کرتا ہے.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مکتوب میں حضرت ابو موسیٰ الا شعری رضی اللہ عنہ کو فصل خصومات و معاملات کے سلسلے میں اسی نوع کی ہدایت دی تھی اصول قیاس کی بدولت فقہ اسلامی میں بڑی وسعت پیدا ہوئی اور اس میں تسلسل زمانی کا عنصر شامل ہو کر نت نئے مسائل و تغیرات کے بارے میں شرعی فیصلے حاصلکرنے کی سہولت ہوئی.

بعض اہل علم نے فقہ کے دس اصول (ماخذ) قرار دیئے ہیں!

۱۔ قرآن مجید۔

۲۔ سنت۔

۳۔ خلفائے راشدین کا تعامل۔

۴۔ اجماع۔

۵۔ قیاس۔

۶۔ بعض ایسے نظامات جو مسلمان حکمرانوں نے رائج کئے اور قرآن و سنت کے خلاف نہ تھے اور فقہاء نے ان سے برات کا اظہار نہیں کیا۔

۷۔ ثالثوں کے فیصلے جن سے قرآن و سنت اور اجماع کی نفی نہیں ہوئی۔

۸۔ وہ ہدایات جو آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ تابعین یا فقہائے کبارؒ کے مشورے سے مسلمان سلاطین نے اپنے اعمال اور سفراء وغیرہ کو جاری کیں۔

۹۔ بین الاقوامی تعلقات وغیرہ سے متعلق قانون سازی جو قرآن وسنت کے مخالف نہ تھی۔

۱۰۔ عرف یا عادت اور رواج و روایات جن سے قرآن و سنت کے اصول یا حکم کی نفی نہیں ہوتی (۱۸)

ر۔ تاریخ فقہ اسلامی

اصولی طور پر فقہ اسلامی کے چھ ادوار ہیں

i) فقہ، آنحضرت ﷺ کے دور میں۔

ii) فقہ، کبار صحابہ کرامؓ کے دور میں۔

iii) فقہ صغار صحابہؓ کے دور میں یہ زمانہ پہلی صدی ھجری کا ہے۔

iv) وہ زمانہ جس میں فقہ نے ایک مستقل علم کی شکل اختیار کی اور بڑے بڑے فقہاءؒ نے یہ علم مدون کیا یہ دور تیسری صدی ھجری پر ختم ہو جاتا ہے

v) وہ دور جس میں آئمہ کے اجتہادات پر نقدو نظراور ان کے مسائل کی مزید تحقیق ہوئی یہ دور انقراض خلافت بغداد پر ختم ہوکر مصر میں قدرے اس کے بعد تک قائم رہتا ہے

vi) اس کے بعد وہ زمانہ آتا ہے جس میں تقلید پر زور دیا جاتا ہے اور اجتہاد کا سلسلہ تقریبا ختم ہوجاتا ہے (۱۹)

سید قاسم محمود فقہ اسلامی کے سات ادوار کا ذکر کرتے ہیں اور ساتواں دور موجودہ بیداری کا دور ہے (۲۰)

س ۔ فقہ کی ضرورت و اہمیت اور فضیلت

قرآن مجید میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد گرامی ہے

ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (۲۱)

اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی

اس میں بہت سے مفسرین نے حکمت سے مراد فقہ لیا ہے یعنی جس کو علم فقہ دیا گیا اس کو خیر کثیر دی گئی

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (۲۲)

ترجمہ

اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔

قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ علم فقہ پر دلالت کرتی ہیں غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور غور و فکر نہ کرنے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے مثلاً سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون (۲۳)

ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں

حدیث میں بھی علم فقہ کی بڑی اہمیت اور فضیلت بیان ہوئی ہے

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے!

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (۲۴)

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے

نیز فرمایا!

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ اشد علی الشیطن من الف عابد(۲۵)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

کیونکہ عابد کے زہد و ورع سے خود اس کی ذات کو فائدہ پہنچتا ہے اور فقیہہ حلال و حرام و دیگر مسائل کی تعلیم دیکر ہزاروں کو فائدہ پہنچاتا ہے نیز عابد کی عبادت بلا بصیرت ہوتی ہے اسلئے شیطان پر بہت آسان ہے کہ وہ اس کو گمراہی میں دھکیل دے اور شکوک و شبہات کے جال میں پھنسا دے مگر فقیہ مسائل جاننے کی وجہ سے اکثر اوقات گمراہی سے بچ جاتا ہے

فقہ کے مشہور ترین چار سلسلے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں!

i) فقہ حنفی (۲۶)

ii) فقہ مالکی (۲۷)

iii) فقہ شافعی (۲۸)

iv) فقہ حنبلی (۲۹)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد تھے حضرت لاہوری خود فرماتے ہیں کہ!

میں فقہ میں حضرت امام اعظمؒ اور طریقت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا متبع ہوں گویا کہ میں حنفی بھی ہوں اور قادری بھی اگر ہمارے بھائی غلط رسموں کو امام اعظم یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت کردیں تو میں ان رسموں کی مخالفت چھوڑ دوں گا(۳۰)
اس کے ساتھ ساتھ اپنے نام نہاد حنفی بھائیوں کو دعوت فکر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ!
ہماری آپس کی ناچاکی کے باعث لاہور میں جو کچھ ہورہا ہے وہ آپ کو معلوم ہی ہے اس اختلاف کے باعث ہم اپنا دین بھی برباد کر رہے ہیں اور دنیا کی تباہی بھی خرید رہے ہیں
آؤ ذرا علماء کے اختلاف پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور جانچیں کہ یہ حنفی علماء کیوں لڑ رہے ہیں اور ان میں سے مسلمانوں کا سچا خیر خواہ کون ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح تبع کون ہے اور حنفیت صحیحہ کا علم بردار کون ہے (۳۱)
اس کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو حنفی ثابت کرتے ہیں اور فریق ثانی کو کہتے ہیں کہ آپ نے بے شمار بدعات و رسومات کو ایجاد کیا ہے جن کا فقہ حنفی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اس لئے آپ حنفی کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔
شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ تقلید کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حنفی بھائیو! اپنے مذہب کو کھیل اور تماشا نہ بناؤ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ سوچو کہ حضرت امام اعظم بو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہونے کا کیا مطلب ہے ؟ ہمارے تمام سلف صالحین احناف اس امر پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہم اسی کے بندے ہیں اور جب اس کا حکم صریح مل جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں اس کے بعد نمبر دوم سید المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ ہیں جب ان دونوں مقامات سے کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر اجماع امت کو دیکھا جائے گا کہ آیا پہلے مبارک زمانوں میں اس مسئلے پر بحث ہوئی ہے اور کچھ طے پایا ہے اگر وہ مل جائے تو فبہا ورنہ پھر شرعاً قیاس کرے.
اگر کسی بڑے عالم، اعلی درجہ کے متقی 'عابد' زاہد' ماہر' علوم کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیاس پر اس شرط سے عمل کرے کہ اگر میرے امام کی رائے اللہ کی کتاب پاک یا رسول اللہ

ﷺ کے ارشادات کے مخالف ہوئی تو اس کو چھوڑ دوں گا اور اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں گا تو اس کا نام تقلید ہے (۳۲)

ص۔ فقہ میں مختلف رسائل

شیخ التفسیر نے فقہ کے سلسلے میں چند مفید رسائل بھی تحریر کئے ہیں جن کا مختصر سا تعارف یہاں درج کیا جاتا ہے

ا) رسالہ اصلی حنفیت

فقہ کے سلسلے میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پہلا رسالہ ہے جو کل چالیس صفحات پر مشتمل ہے اس رسالے کو اس آیت مبارکہ سے شروع کیا گیا ہے!

انی وجہت وجہی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین (۳۳)

ترجمہ

بے شک میں نے اپنا منہ اس ذات پاک کی طرف پھیرا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا میں سوائے ایک خدا تعالی کے کسی کا نہیں ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

فطرت سلیم رکھنے والے انسان کے لئے رسالہ ھذا بہترین رہبر کا حکم رکھتا ہے البتہ جو طبائع سرے سے مسخ ہوچکی ہوں ان کے لئے چاہے تمام قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اقوال آئمہ کا عطر نکال کرسامنے رکھ دیا جائے جب بھی کوئی فائدہ متصور نہیں ہوسکتا مولف رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا زہد تقوی للہیت مسلم ہے اس رسالہ میں حنفی بھائیوں کو صراط مستقیم دکھانے کی جو کوشش کی ہے وہ قابل تحسین ہے۔

یہ رسالہ اصل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی آواز اور ان کے حنفی المذہب ہونے کا بین ثبوت ہے ۱۹۱۷ء میں جب موصوف پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ڈیرا لگاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہر طرف بدعات و خرافات اور رسومات جاھلیہ کا دور دورہ ہے تو اس مرد قلندر نے عوام الناس اور علماء کے سامنے قرآن وحدیث بیان کیا اور قرآن و حدیث کی روشنی میں شرک وبدعات ' خرافات اور رسوم جاھلیہ کا رد کیا تو علماء سوء اور گدی نشین پیر زادوں کو اپنی دوکانداری جو محض بدعات و خرافات اور رسوم جاھلیہ کے بل بوتے پر چل رہی تھی خطرے میں نظر آئی تو یہ حضرات حضرت لاہوریؒ کو غیر مقلد اور وھابی ہونے کا طعنہ دینے لگے ان حالات کے پیش نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات کو دعوت فکر دی اور رسالہ مذکورہ میں حنفی کی تعریف کی اصلی اور نقلی حنفی کا تعارف پیش کیا دلائل سے ثابت کیا کہ میں پکا حنفی ہوں رسالہ میں تقلید کا صحیح مفہوم بیان کیا گیا ہے دوسرے حنفی حضرات کی نقلی حنفیت کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

چنانچہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ جو بھی بدعات و رسومات ان حضرات نے گڑھ رکھی ہیں انکا قرآن وحدیث اور فقہ حنفی میں کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ تمام خرافات بعد کی پیداوار ہیں اس کے بعد حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر چند بدعات (۳۴) کا چارٹ درج کیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

اسلام پنجاب کے ضروری ارکان

نمبر شمار	نام رکن	سن ایجاد	آنحضرت کے کتنے عرصہ بعد ایجاد ہوا	سن ولادت امام ابوحنیفہ	سن وفات امام ابوحنیفہ	امام ابوحنیفہ کی وفات کے کتنا عرصہ بعد ایجاد ہوا
۱۔	قیام مجلس میلاد النبی ﷺ	۶۰۳ھ	۵۹۳ سال	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۴۵۳ سال
۲۔	نمازوں کے بعد آواز سے درود شریف پڑھنا	۷۸۱ھ	۷۷۱ سال	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۶۳۱ سال
۳۔	گیارھویں شریف	۵۰۰ھ کے بعد	۴۹۰ سال	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۳۵۰ سال
۴۔	وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ	۵۰۰ھ کے بعد	۴۹۰ سال	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۳۵۰ سال
۵۔	وظیفہ امداد کن	۵۰۰ھ کے بعد	۴۹۰ سال	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۳۵۰ سال
۶۔	رسول اللہ ﷺ کو بشر کہنے والے کافر ہیں۔	یہ عقیدہ چودھویں صدی کی ایجاد معلوم ہوتا ہے۔				
۷۔	مرنے کے بعد تیجا چالیسواں اسقاط وغیرہ	ان رسموں کی ایجاد کی کوئی صحیح تاریخ معلوم نہیں اور ان کا بے اصل ہونا واضح ہے(۳۵)				

یاد رہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی ولادت ۴۷۱ھ اور وفات ۵۶۱ ھ ہے اور یہ وظائف آپ کے زمانہ میں بھی نہ تھے بعد کو بنائے گئے ہیں لہٰذا حنفیت اور سلسلہ قادریہ میں سے کسی کا جزو نہیں اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں تمام رسوم پر بحث تو نہیں ہو سکتی لیکن مختصر تعارف عرض کئے دیتا ہوں قیام مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کئی وجوہ سے ناجائز ہے مثلاً فضول خرچی ، بے دینوں ، داڑھی منڈوں اور بے نمازوں سے نعتیں پڑھانا وغیرہ اسی طرح تیجا، ساتا اور چالیسواں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ان کی کوئی اصلیت نہیں فرماتے ہیں کہ درود شریف کے بے شمار فضائل احادیث میں آئے ہیں لیکن نماز کے بعد بلند آواز سے ثابت نہیں گیارھویں کا بھی یہی حال ہے پھر بشریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے ثابت کرتے ہیں مثلاً: قل

سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (۳۶)

ترجمہ

(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر ہوں

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد (۳۷)

ترجمہ

(اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف اس امر کی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ ہے

مزید فرمایا !

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی (۳۸)

ترجمہ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی

چوتھی آیت ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے !

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (۳۹)

ترجمہ

وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید نازل فرمایا تاکہ جہاں والوں کو ڈرائے

مزید حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبانی، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی اور مجدد الف ثانی کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ثابت کی ہے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری دلائل سے ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارا تو عقیدہ ہے !

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بعد ازاں رسالہ میں بدعت کی تعریف، نذر معین کا ذکر، ہمارے حنفی بھائیوں کی کسوٹی اسلام مجموعہ بدعات، وعید بدعت، اسلام کا صحیح راستہ، صحابہ کرام کا طرز عمل وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر حنفی بھائیوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی برادرانہ درخواست کی گئی ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ کے آخری صفحات پر علماء کی اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ !

علماء کی دو قسمیں ہیں یعنی علماء ربانی اور علماء سوء علماء ربانی کی زندگی کا مقصد اشاعت دین جبکہ علماء سوء کا مقصد حیات دنیا پرستی ہوتا ہے۔

رسالہ کے آخر پر بیس مستند علماء کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں

چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور۔

۲۔ حضرت مولانا محمد نور الحق صاحب آف اٹک۔

۳۔ حضرت مولانا کریم بخش پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

۴۔ حضرت مولانا ابو محمد احمد صاحب صوفی مسجد لاہور۔

۵۔ حضرت مولانا پروفیسر سید طلحہ صاحب آف لاہور۔

۶۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدرسہ شاہی مسجد لاہور۔

۷۔ حضرت مولانا حمید الدین صاحب آف لاہور۔

۸۔ حضرت مولانا محمد مبارک صاحب آف گوجرانوالہ۔

۹۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب آف گوجرانوالہ۔

۱۰۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب آف گوجرانوالہ۔

پروفیسر مولانا سید طلحہ صاحب اس رسالہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ!

"بے شک معیار حقیقت یہی ہے جو میرے مکرم مہربان مولانا احمد علی صاحب نے اس رسالہ میں تحریر فرمایا" (۴۰)

ii) رسالہ فلسفہ زکوۃ

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ کے سلسلے میں یہ دوسرا رسالہ ہے جو کل بتیس صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ہذا کی زبان نہایت آسان اور عام فہم ہے جس کو عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اس جگہ صرف رسالہ کے اس حصہ کا ذکر کیا جائے گا جس کا تعلق فقہ سے ہے رسالہ کے صفحہ گیارہ پر حضرت لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ آزاد، عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے پاگل، نابالغ اور کافر پر زکوٰۃ نہیں ہے زکوٰۃ چوپاؤں، کھیتی، مال تجارت، دفن شدہ خزانہ اور سونا چاندی سے لی جاتی ہے سبزی پر زکوٰۃ نہیں سونے چاندی کا نصاب یہ ہے کہ اگر سونا ہے تو ساڑھے سات تولے پر زکوٰۃ ہے اس سے کم پر نہیں چاندی ساڑھے باون تولے ہو تو زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں چالیس بکریوں پر ایک بکری، پانچ اونٹوں پر ایک بکری، گھوڑے نر اور مادہ ملے جلے ہوں تو زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں گدھے اور خچر پر زکوۃ نہیں ہے ہاں اگر مال تجارت کے ہوں تو پھر ہے اس کے بعد موصوف

نے مال تجارت معدن اور دفینہ کی زکوۃ اور زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کے مسائل بیان فرمائے ہیں

رسالہ کے آخر پر سات مستند علمائے کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں

اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ حضرت مولانا عبیداللہ معلم گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر۔

۲۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب۔

۳۔ حضرت مولانا محمد دین صاحب فارغ التحصیل از مدرسہ رحیمیہ دہلی ضلع شاہ پور۔

۴۔ حضرت مولانا محمد حیات صاحب آف ضلع جہلم۔

۵۔ حضرت مولانا محمد سلیم ہزاروی صاحب۔

۶۔ حضرت مولانا عبدالعزیز خان براری المعروف حیدر آبادی (دکن) متوطن پانڈھ کوڑا ضلع پوت محل برار۔

۷۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ۔(۴۱)

iii) رسالہ احکام شب برات

رسالہ احکام شب برات فقہ کے سلسلے میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا رسالہ ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے رسالہ میں شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ مختلف تفاسیر کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب برات کا ذکر خیر قرآن مجید میں نہیں ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اس رسالہ میں قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں مسلمانوں کی دو قبیح رسموں کا رد فرماتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان رسموں یعنی آتشبازی اور چراغاں کا

کہیں ذکر نہیں ہے ان کے کرنے سے دین ودنیا دونوں تباہ ہوتے ہیں مسلمانوں کو ان تمام قبیح رسوم سے اجتناب کرتے ہوئے پوری رات ذکر اللہ، نوافل، تلاوت قرآن وغیرہ میں گزارنی چاہئیے خاص قسم کے کھانوں اور نماز تسبیح باجماعت سے بچنا چاہئیے ہاں انفرادی طور پر نماز تسبیح پڑھی جائے کیونکہ اس کا بڑا ثواب حدیث میں آیا ہے۔

یہ رات انعامات الٰہی کی رات ہے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہئیے آئندہ یہ رات سال کے بعد نصیب ہوگی بشرطیکہ زندہ رہے تو لہذا پوری رات یاد الٰہی میں گزار دیں دن کو روزہ رکھیں اور صدقہ خیرات بھی کریں رسالہ کے آخر پر گیارہ علماء کرام کی تصدیقات بھی درج کی گئیں ہیں چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ضلع شاہ پور۔
۲۔ مولانا نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔
۳۔ مولانا اصغر علی روحی صاحب۔
۴۔ مولانا احمد علی صاحب خطیب و امام مسجد شاہی لاہور۔
۵۔ مولانا ابو محمد احمد صاحب امام مسجد صوفی بازار کشمیری لاہور۔ (۴۲)

طوالت کے خوف سے انہی اسماء گرامی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

۱۷۔ رسالہ شہادت النحاریر علی حرمت المزامیر یعنی باجوں کہ حرمت از روئے شریعت۔

فقہ کے سلسلے میں حضرت بیتھ کا یہ چوتھا رسالہ ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں باجوں کی حرمت بیان کی گئی ہے اس ضمن میں چار آیات قرآنی پانچ احادیث نبوی ﷺ اور فقہ کی معتبر کتابوں کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں مبسوط جو کہ فقہ کی معتبر کتاب ہے اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

آلات لہو (باجہ وغیرہ) اور گانا سننا سب حرام ہے اسی طرح محیط کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ گانا سننا اور تالی بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے مزید نہایہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں !

گانا سننا' تالی بجانا' طنبورا' بربط اور دف اور جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں سب کا سننا اور بجانا حرام ہے

رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۰ پر مسلمانوں سے آخری گذارش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

اے عزیز بھائیو! جب اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ اور علمائے امت کے ہاں باجہ بجانا وغیرہ قابل لعنت و ملامت و فعل شنیعہ ہے تو کیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ اس مردود فعل سے اجتناب کریں ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی حلال کمائی کو اس مردود فعل میں صرف کرنے کے باعث کہیں ہم بھی مردود نہ ہوجائیں

رسالہ کے آخر پر تیرہ علماء کرام نے تقاریظ لکھیں ہیں ان میں حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں کہ!

مزامیر اور ملاحی شرعا حرام ہیں اگر شادی والے اس محرم شرعی کو حلال سمجھیں اپنے رواج کو شریعت پر مافوق اور اعلی تصور کریں اس صورت میں اسلام سے خارج ہوجائیں گے شادی میں دف بجانا محض اعلان کے لئے جواز کی صورت ہے لیکن باجہ مروجہ بلا شکؔ اعلی قسم کے مذامیر ہیں ان کی حرمت شریعت محمدیہ ﷺ میں ثابت ہے اس کو غیر محرم کہنے والا یا تو وہ جاھل محض ہوگا یا شرعی حکم کا منکر اور محتقر ہوگا ایسی صورت میں انعقاد نکاح مشکوک ہے اگر زوجین بھی مزامیر کو لازمی سمجھتے ہوں اس وقت وہ اسلام سے خارج ہوں گے اہل اسلام کو لوگوں کے نکاح میں شرکت فضول بلکہ ناجائز ہے (۴۳)

بہر حال حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ لکھ کر ایک حرام کام کو بند کرنے کی پوری کوشش کی ہے جو قابل تحسین ہے۔

۷ ۔ رسالہ مال میراث میں حکم شریعت و اختیار

رواج کی سزا

شیخ التفسیر رحمہ اللہ کا فقہ کے سلسلے میں یہ پانچواں رسالہ ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ کے شروع میں یہ آیت مبارکہ درج کرتے ہیں!

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون (۴۴)

ترجمہ

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس اس خیال سے مت لے جاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ جان بوجھ کر گناہ کے ذریعہ سے کھا جاؤ

رسالہ ھذا میں ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے سوال یہ ہے کہ!

ترکہ میت میں شرع محمدی ﷺ سے انکار کرکے رواج کے مطابق مال تقسیم کرنے والوں کی شریعت محمدیہ ﷺ میں کیا سزا ہے؟

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سب سے پہلے رسالہ میں مذہب کی تعریف کرتے ہیں پھر بالترتیب مسلمان کون ہے کافر اور مسلمان میں فرق کیا ہے اس کے بعد سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت سے انکار کرکے رواج پر فیصلہ کرنا کفر ہے زبانی انکار کی بجائے عملی انکار ہو تو اس کا نام عصیان ہے جس کی سزا دوزخ ہے میت اگر خلاف شرع تقسیم کا فیصلہ کر گیا ہے تو ورثا کا حق ہے کہ اسے موافق شرع کردیں اور یہ کوئی جرم نہیں ہے تارکین شریعت رواجی مسلمانوں کے دیگر اعمال صالحہ کے مردود ہونے کا خطرہ ہے۔

اس کے بعد شریعت ترک کرکے رواج پر عمل کرنے کے پانچ بڑے نقائص کا تذکرہ فرماتے ہیں

جو کہ درج ذیل ہیں!

۱۔ اللہ کا مجرم ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا دشمن ہے۔

۳۔ قرآن کا مجرم ہے۔

۴۔ قانون شریعت کا مجرم ہے۔

۵۔ حقوق العباد پورے نہ کرنے کی وجہ سے تمام لوگوں کا مجرم ہے خصوصیت سے شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ مظلوم عورت کاذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

اکثر لوگ لڑکی کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے جبکہ قران مجید واضح طور پر وراثت میں لڑکی کے حصہ کا اعلان کرتا ہے ارشاد باری تعالی ہے

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثاماترک وان کانت واحدہ فلھا النصف (۴۵)

ترجمہ

اللہ تعالی تمھاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے پھر اگر دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو ان کے لئے دو تہائی اس مال میں سے ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔

ظاہر ہے اس واضح حکم ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی لڑکی کو وراثت سے محروم کرتا ہے تو وہ ظالم ہے اور اللہ کی عدالت میں مجرم ہوگا۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

لڑکی کو وراثت میں حصہ نہ دینے کی وجہ سے ازدواجی زندگی تباہ و برباد ہوجاتی ہے

رسالہ کے آخر میں فقہ حنفی کے مطابق باپ ' دادا ' ماں ' خاوند ' بیوی ' بیٹی ' بیٹا ' بھائی اور بہن کے حصص کا ذکر خیر کیا گیا ہے اور پانچ مستند علمائے کرام کی تصدیق بھی درج کی گئیں ہیں

(۴۶) مذکورہ بالا باب سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک فقیہ بھی تھے جنہوں نے قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ کی روشنی میں بھی اکثر مسائل کا حل بیان فرمایا ہے اس لحاظ سے فقہ کے سلسلے میں بھی آپ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔

حوالجات و حواشی

۱۔ مولانا فیروزالدین "فیروز اللغات" فیروز سنز لاہور (ت۔ن) ص ۹۳۵۔

۲۔ " اردو دائرہ معارف اسلامیہ" زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء جلد ۱۵ ص ۳۹۵۔

۳۔ " اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۵۔

۴۔ العلامہ الحسین بن محمد بن المفضل المقلب بالراغب الاصفہانی " المفردات فی غریب القرآن " اصح المطابع آرام باغ کراچی ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۱ء ص ۳۹۱۔

۵۔ مولانا منہاج الدین مینائی " اسلامی فقہ " اسلامک پبلیکیشنز شاہ عالم مارکیٹ لاہور (ت۔ن) ص ۳۹۔

۶۔ ڈاکٹر حمیداللہ " خطبات بھاولپور" ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۹۰ء ص ۸۵۔

۷۔ مولانا فیروزالدین " فیروز اللغات" ص ۹۳۵۔

۸۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۵۔

۹- The concisc Encyclopadia of Islam میں فقہ کی تعریف یہ کی گئی ہے!

Jurisprudence اس لفظ کے مندرجہ ذیل معنی آتے ہیں

فلسفہ قانون ، علم قانون ، علم المسائل ، قانون دانی (English to english and Urdu Dictionary Ferozsons Lahore N D P457)

The concis encyclopadia of Islam میں لفظ فقہ کا تعارف ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

The scionce which deals with the observance of Rituls(مذہبی ، ارکان عبادت ، مجموعہ قوانین)The principles of the

five pillers and social legislation) ابتدائی ' اصلی ' بنیادی

مرکزی ' ضروری ' اساسی ' کسی نظام کا اصل اصول یا قاعدہ)

(Cyril Glasse the concise Encyclopadia of Islam

London 1988 p 126)

۱۰۔ سید قاسم محمود " اسلامی انسائیکلو پیڈیا" شاہکار بک فاونڈیشن حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی اپریل ۱۹۹۳ء ص ۶۱۶۔

۱۱۔ ڈاکٹر حمید اللہ " خطبات بھاولپور" ص ۸۵۔

۱۲۔ سورہ ابراہیم آیت ۲۴ پ ۱۳۔

۱۳۔ ڈاکٹر حمید اللہ "خطبات بہاولپور" ص ۸۵۔

۱۴۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۷-۳۹۸۔

۱۵۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۸۔

۱۶۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۸۔

۱۷۔ سلیمان ابن اشعث سجستانی " سنن ابی داود" مطبع المجتبی دھلی ۱۳۴۶ھ جلد ۲ کتاب لا قضیۃ باب اجتہاد الرای فی القضاء ص ۱۴۹---محمد بن حبان بن احمد بن حبان " ابن حبان "دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء جلد اول ص ۱۸۷۔

۱۸۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۳۹۹۔

۱۹۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۵ ص ۴۰۱۔

۲۰۔ سید قاسم محمود " اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۶۱۷۔

۲۱۔ سورہ البقرہ آیت ۲۶۹ پ ۳۔

۲۲۔ سورہ التوبہ آیت ۱۲۲ پ ۱۱۔

۲۳۔ سورہ توبہ آیت ۸۷ پ ۱۰۔

۲۴۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری " صحیح بخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد اول جز اول کتاب العلم ص ۲۷۔

۲۵۔ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی " الجامع الترمذی" المکتبہ نول کشور لکھنؤ ربیع الآخر ۱۳۰۱ ھ بمطابق ۱۸۸۴ء جلد اول باب العلم ص ۴۴۱۔

۲۶۔ فقہ حنفی کے بانی امام ابو حنیفہ ہیں جن کا اصل نام نعمان بن ثابت ہے ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء کو کوفہ میں پیدا ہوئے ۔ پہلے علم کلام پڑھا ۔ پھر فقہ کی تعلیم اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان سے حاصل کی ۔ بڑے معاملہ فہم اور ذہین تھے ۱۵۰ھ میں وفات پائی (سید قاسم محمود " شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا "ص ۷۶)

۲۷۔ فقہ مالکی کے بانی ابو عبداللہ مالک بن انس ہیں جو ۹۳ ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے نو سو اساتذہ سے علم حاصل کیا ستر فقہاء کی شہادت پر فتوی دینا شروع کیا ۔ اپنے ہاتھ سے احادیث کا مجموعہ بنام " موطا" مرتب کیا اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی (سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۶۸۷)

۲۸۔ فقہ شافعی کے بانی ابو عبداللہ محمد بن ادریس ہیں جو ۱۵۰ ھ میں پیدا ہوئے ۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا ۔ پندرہ سال کی عمر میں فتوی دینا شروع کیا ۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قریشی نوجوان سے زیادہ کتاب اللہ کا فقیہ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا ۔ ۲۰۴ ھ میں وفات پائی (سید قاسم محمود "شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۴۷۹)

۲۹۔ فقہ حنبلی کے بانی احمد بن محمد بن حنبل ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ بمطابق ۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم دین ' فقیہ ' محدث ' ابن تیمیہ کے استاد اور اصلاحی تحریکوں کے محرک ' امام بغداد اور ابن حنبل کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ کے اساتذہ میں قاضی ابو یوسف ' سفیان بن ' عیینہ ' بصرے کے عبدالرحمن اور کوفے کے وکیع بن جراح زیادہ مشہور ہیں ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ خلق قرآن میں مامون الرشید کے دور حکومت میں کافی تکلیفیں کاٹیں مگر اپنے مسلک حق سے پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ نے مجموعہ احادیث کے نام سے کتاب لکھی آخر ۲۴۱ ھ بمطابق ۸۵۵ ء کو انتقال فرما گئے (سید قاسم محمود کتاب مذکورہ ص ۹۴)

۳۰۔ محمد عثمان غنی بی اے " ملفوظات طیبات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ " انجمن خدام شیرانوالہ دروازہ لاہور جنوری ۱۹۶۵ء ص ۸۷۔

۳۱۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "اصلی حنفیت" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) سلسلہ نمبر۶ ص ۳

۳۲۔ حضرت مولانا احمد علی رسالہ "اصلی حنفیت " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سلسلہ نمبر۶ (ت۔ن) ص ۴۔۵۔

۳۳۔ سورہ الانعام آیت نمبر۷۹ پ ۷۔

۳۴۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر " بدعت " کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ!

" جو چیز قرآن مجید ' حدیث ' اجماع اور قیاس شرعی سے ثابت نہ ہو اور وہ کام جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اسوہ حسنہ اور نمونہ کے خلاف ہو اور وہ کام جب دین کے اندر ایجاد کیا گیا تو یقینا بدعت ہوگا (شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر " راہ سنت" مکتبہ صفدریہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ صفر ۱۴۱۳ھ بمطابق اگست ۱۹۹۲ء ص ۷۵)

.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد یعنی جو شخص ہمارے کام یعنی دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے جو اس کا جز نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے (حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ اصلی حنفیت ص ۳۰ بحوالہ مشکوۃ)

دوسری جگہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ما احدث قوم بدعۃ الارفع مثلھا من السنۃ کسی قوم نے کبھی کوئی بدعت اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی مگر اتنی سنت اس سے اٹھا لی جاتی ہے (شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "اصلی حنفیت" ص ۳۰)

۳۵۔ اس کا فوٹو آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جارہا ہے جس کا نمبر ۵ ہے۔

۳۶۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۹۳ پ ۱۵۔

۳۷۔ سورہ کہف آیت ۱۱۰ پ ۱۶۔

۳۸۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ا پ ۱۵۔

۳۹۔ سورہ فرقان آیت ا پ ۱۸۔

۴۰۔ حضرت مولانا احمد علی " ماخوذ از رسالہ "اصلی حنفیت" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۶۔

۴۱۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ماخوذ از رسالہ " فلسفہ زکوٰۃ" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور یکم جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ۔

۴۲۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ " احکام شب برات" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ۔

۴۳۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ " شہادہ النحاریر علی حرمت المزامیر" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن)۔

۴۴۔ سورہ بقرہ آیت ۸۸ پ ۲۔

۴۵۔ سورہ النساء آیت ۱۱ پ ۴۔

۴۶۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از رسالہ "مال میراث میں حکم شریعت و اختیار رواج کی سزا" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۳۷۹ھ سلسلہ نمبر ۱۰۔

باب ششم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات علوم تصوف میں

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات علوم تصوف میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک مفسر، محدث اور فقیہ ہی تھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی بزرگ اور صاحب کرامت ولی کامل بھی تھے۔

جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، حدیث اور فقہ میں خدمات انجام دیں ہیں وہاں تصوف میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل قدر ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تصوف ہی کے اردگرد گھومتی رہی ہے۔ قبل اس کے کہ آپ کی خدمات علوم تصوف میں کا تذکرہ کیا جائے ضروری ہے کہ تاریخ تصوف، مفہوم تصوف، اسلامی تصوف اور تصوف کی ضرورت اور اہمیت پر مختصرا روشنی ڈال دی جائے۔

ا۔ تاریخ تصوف اور لغوی مفہوم

اصولی طور پر تصوف کی تاریخ اور لغوی معانی میں شدید اختلاف ہے تاریخ تصوف پر روشنی ڈالتے ہوئے امام حافظ جمال الدین ابوالفراج عبدالرحمان ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ البغدادی یوں رقمطراز ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نسبت اسلام و ایمان کی طرف ہوتی چنانچہ مسلم یا مومن کہا جاتا پھر پچھلے زمانہ میں زاہد و عابد نام پیدا ہوئے پھر کچھ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے زہد وعبادت سے تعلق کرکے دنیا سے انقطاع کرلیا اور عبادت کے واسطے علیحدہ ہوگئے اور اس میں ایک طریقہ بنا کر منفرد نام و طریقہ سے ممتاز ہوئے اور کچھ اخلاق مخصوص کرلیے جوانکے سوا دوسروں میں نہ ہوں انہوں نے دیکھا کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے لئے جو شخص سب سے اول منفرد ہوا تھا اسکا لقب صوفہ اور نام غوث بن مرتھا پس اس کی طرف منسوب ہوئے۔

یہ لوگ کیونکہ اللہ تعالی کی طرف انقطاع میں اس کے ساتھ مشابہ ہوئے تو اپنا نام صوفیہ رکھا۔

آگے ابو محمد عبدالغنی بن سعید الحافظ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں!

کہ ابو محمد عبدالغنی بن سعید الحافظ نے کہا کہ ولید بن القاسم سے پوچھا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے؟ تو

انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے الگ ہوگئے تھے اور کعبہ میں وطن کر لیا تھا تو جو لوگ ان کے مشابہ ہوئے وہ صوفیہ ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفہ کی طرف منسوب ہے (۱)

سید قاسم محمود مصنف "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" تصوف کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ!

تصوف کی ابتداء کے بارے میں واضح طور پر کچھ کہنا بڑا مشکل ہے۔

شاید اس نے سب سے پہلے فارس میں اپنا مقام بنایا زرتشتی عقائد رفتہ رفتہ دنیا بھر میں پھیلتے چلے گئے اور پھر ایک طرف تو شام اور مصر کی راہ سے یونان میں اور دوسری طرف چین اور ہندوستان میں داخل ہوئے تاہم وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ تصوف کا بنیادی ماخذ کہاں ہے مختصرا کہ اس کا ثبوت ہمیں یونانی 'چینی' عیسائی اور یہودیت میں بھی ملتا ہے(۲)

دائرہ معارف اسلامیہ لفظ الصوفی کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے کہ الصوفی کو لقب کے طور پر تاریخ میں پہلے پہل آٹھویں صدی کے نصف آخر میں کوفے کے ایک شیعہ کیمیا گر جابر بن حیان کے نام کے ساتھ جو زہد میں ایک مسلک خاص رکھتا تھا استعمال کیا گیا نیز ایک نامور صوفی ابوھاشم کوفی کے نام کے ساتھ اس کا صیغہ جمع صوفیہ پہلی دفعہ ۱۹۹ھ بمطابق ۸۱۴ء میں اسکندریہ کی ایک معمولی سی سورش کے سلسلے میں نظر آتا ہے (۳) بہرحال تاریخ تصوف میں اس بات کا سخت اختلاف ہے کہ اس کی ابتداء کب ہوئی۔

تصوف کا لغوی مفہوم

جس طرح تاریخ تصوف میں شدید اختلاف ہے اس طرح اس کے لغوی مفہوم میں بھی سخت اختلاف ہے تصوف کی کئی تعریفیں کی گئیں ہیں چند کا ذکر یہاں درج کیا جاتا ہے!

۱) سید قاسم محمود تصوف کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تصوف مسلم فکر کا ایک اہم مکتب لغوی طور پر یہ لفظ بعض کے نزدیک صوف سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں یعنی اون

پہنے والے یا گدڑی پوش صوفی (۴) کہلائے اور ان کا فکر تصوف ٹھہرا بعض نے اسے صفہ سے مشتق ٹھہرایا ہے کیونکہ اصحاب صفہ نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کررکھی تھیں بعض اسے صفا پاک سے مشتق قرار دیتے ہیں اور بعض کے خیال میں یہ یونانی لفظ سوف سے نکلا ہے جس کے معنی حکمت وغیرہ کے ہیں آخر پر سید قاسم محمود فرماتے ہیں کہ تصوف کی تعریف جامع و مانع نہیں ہے ہر صوفی کے نزدیک اس کا مفہوم ذاتی ہے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں تصوف ایک صفت ہے جس میں بندہ قائم ہے کسی نے پوچھا بندہ کی صفت ہے یا خدا کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ حقیقت میں خدا کی صفت ہے اور ظاہر میں بندے کی۔

یعنی درحقیقت تصوف بندہ کی بشری صفت کے فنا ہونے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ وہ خدا کی صفت کے ساتھ باقی رہے بقول ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ تصوف نفس کی ہر لذت کو چھوڑ دینا ہے۔ حصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تصوف مخالف کی کدورت (آلودگی) سے باطن کو پاک کرنا ہے۔

مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصوف عملی طور پر وہ طریقہ حیات ہے جس کا مقصود ذات خداوندی سے بلا واسطہ رابطہ پیدا کرنا ہے اس رابطے کے حصول کے لئے ہر شخص کو چند روحانی تجربات میں سے گزرنا پڑتا ہے جنہیں واردات قلب کہتے ہیں(۵)

ii) تصوف(۶)

اشتقاق مادہ صوف (=اون) سے باب تفعل کا مصدر ہے اور اونی لباس عادۃً پہن لینے کو ظاہر کرتا ہے لہٰذا اسلامی اصطلاح کے مطابق صوفی بن کر خود کو متصوفانہ زندگی کے لئے وقف کر دینے کو تصوف کے نام سے تعبیر کریں گے(۷) اسم صوفی کے لئے اس کے علاوہ جتنے قدیم و جدید اشتقاقات پیش کئے جاتے ہیں ان سب کو رد کیا جاسکتا ہے مثلاً یہ کہ صوفیہ منسوب بہ اہل صفہ ہیں یا بہ بنو صوفۃ (ایک بدوی قبیلہ) یا بہ صوفانۃ (ایک قسم کی ترکاری) یا بہ صفوۃ القفا (گدی پر کے بالوں کا گچھا) وغیرہ (۸)

iii) علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

صوفی منسوب ہے صوف کی طرف اور یہ ہو سکتا ہے اور صوفہ کی طرف منسوب کرنا اصح ہے باقی صوفی کی نسبت اہل الصفہ کی طرف کرنا غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان کو صفی کہا جاتا ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خود رو ساگ جو چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے تو اسی کی طرف منسوب کئے گئے کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت کرنے کو اختیار کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیوں کہ اگر اس طرف نسبت ہوتی تو صوفانی کہا جاتا (۹)

iv) شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی تعریف کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ!

تصوف قرب الٰہی کا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ اللہ اور بندے کے درمیان براہ راست اتصال پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ اذکارو اشغال سے انسان کے اندر جو انا یعنی بڑائی ہے اس کی حقیقت کو بیدار کیا جاتا ہے۔ (۱۰)

۲۔ اسلامی تصوف

اسلام میں تصوف کی اصطلاح غالباً تیسری صدی ھجری میں اہل بغداد نے رائج کی تھی امام قشیری کے بقول یہ لفظ دوسری صدی ہجری میں جاری ہوا اس کا سرچشمہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہ علم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کو ملا ان سے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے استفادہ کیا (۱۱)

مگر دائرہ معارف اسلامیہ نے تو اسلامی تصوف کی کڑیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملائی ہیں لکھتے ہیں کہ!

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تاریخی اعتبار سے تصوف کی جڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ گیری کے اس عمل میں پائی جاتی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اولین نزول وحی سے پہلے ماہ رمضان میں غار حرا میں فرمایا کرتے تھے حنفا کا سا یہ عمل جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بھی متواتر

کاربند رہے اور ان کے بعض اصحابہ بھی اس میں ان کی پیروی کرتے رہے گویا ابراہیمی تصوف اور اسلامی تصوف کے درمیان ایک رشتہ اتصال سمجھا جاسکتا ہے(۱۲)

۳۔ اسلامی تصوف (۱۳) کی حقیقت

اسلامی تصوف کی حقیقت کا تذکرہ مولانا احمد علی پنجگوری یوں کرتے ہیں کہ!

لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے الہی ہے قرآن و حدیث کے مطالعہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور آثار صحابہ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے۔

عہد رسالت اور صحابہ کرام کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر' اصول' فقہ' کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوئی تھیں ہر چند کہ ان کے اصول و کلیات موجود تھے اور ان عنوانات کے تحت یہ شعبے بعد میں مدون ہوئے اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ بھی موجود تھا کیونکہ تزکیہ باطن خود پیغمبر ﷺ کے فرائض میں شامل تھا صحابہ کی زندگی بھی اسی کا نمونہ تھی لیکن اس کی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی صحابیت کے شرف اور لقب کی موجودگی میں کسی علیحدہ اصطلاح کی ضرورت نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے لئے متکلم' مفسر' محدث' فقیہ اور صوفی کے القاب استعمال نہیں کئے گئے اس کے بعد جن لوگوں نے دین کے اس شعبہ کی خدمت کی اور اس کے حامل اور متخصص قرار پائے گئے ان کی زندگیاں زہد واتقاء اور خلوص و سادگی کا عمدہ نمونہ تھیں ان کی غذا بھی سادہ اور لباس بھی موٹا جھوٹا اکثر صوف وغیرہ کا ہوتا تھا اس وجہ سے وہ لوگوں میں صوفی کے لقب سے یاد کئے گئے اور اس نسبت سے ان سے متعلقہ شعبہ دین کو تصوف کا نام دیا گیا قرآن حکیم میں اسے تقوی تزکیہ اور خشیۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اسے احسان سے موسوم کیا گیا ہے اور اسے دین کا ماحصل قرار دیا گیا ہے مختصر یہ کہ

تصوف، احسان، سلوک اور اخلاص ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں (۱۴)

۴۔ تصوف کی ضرورت و اہمیت

قرآن عزیز کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے چار کام سپرد کئے گئے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

هوالذی بعث فی الا مین رسولا منهم یتلو اعلیهم اینه ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمـة (۱۵) ولن کانو من قبل لفی ضلل مبین (۱۶)

ترجمہ

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے چار کام

۱۔ تلاوت آیات

یتلو اعلیهم اینه

رسول اللہ ﷺ کا پہلا کام اپنی امت کے سامنے تلاوہ آیات ہوتا ہے یعنی اللہ کا کلام پہنچانا گویا رسول اللہ ﷺ کی پہلی حیثیت مبلغ اعظم کی ہوتی ہے۔

۲۔ تزکیہ نفس

ویزکیهم ۔ تزکیہ سے مراد دلوں کی صفائی ۔ رسول کا کام محض الفاظ اور احکام ظاہر کی تشریح تک محدود نہیں رہے گا بلکہ وہ اخلاق کی پاکیزگی کے فرائض بھی انجام دیں گے دوسرا فریضہ اس امر کی

نشاندھی کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی روحانی طاقت سے اہل ایمان کے دلوں کے میل کچیل دور ہوجاتے تھے ان کے فیضان صحبت سے دلوں کی دنیا بدل جاتی تھی غیر اللہ کی محبت ماسواء اللہ کا خوف اور ہر قسم کی برائی دور ہوجاتی تھی جو تصوف کی اصل تعلیم ہے۔

۳۔ تعلیم کتاب

ویعلمھم الکتاب

رسول ﷺ کا کام کتاب اللہ کی تعلیم بھی ہے اس لئے تعلیم کے اندر شرح ترجمانی تفسیر وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں گویا رسول اللہ ﷺ کی تیسری حیثیت معلم اعظم کی ہوئی ۔

۴۔ تعلیم حکمت

والحکمۃ

پھر رسول ﷺ محض کتاب اللہ ہی کی تعلیم نہ دیں گے بلکہ حکمت (حدیث) و دانائی کی تلقین بھی امت کو کریں کے احکام و مسائل دین کے قاعدے اور آداب عوام وخواص سب کو سکھائیں گے اور خواص کی رہنمائی اسرار و رموز میں بھی کریں گے گویا رسول اللہ ﷺ کی چوتھی حیثیت مرشد اعظم کی ہوئی (۱۷)

کتب احادیث میں حدیث جبرئیل کو اصول دین کے بیان میں بنیادی حیثیت حاصل ہے جس میں دین کو اسلام، ایمان اور احسان سے مرکب بیان فرمایا گیا ہے حدیث درج ذیل ہے!

عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزا یوماللناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تومن باللہ وملئکتہ وبلقآئہ ورسلہ و تومن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبداللہ ولا تشرک بہ وتقیم الصلواۃ و تودی الزکوۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبداللہ کانک

تراه فان لم تکن تراه فانه یراک (۱۸)

ترجمہ

حضرت ابوھریرہ ﷛ سے انہوں نے کہا (ایسا ہوا) کہ ایک دن آنحضرت ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا (یعنی جبرئیل)اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا اور اس سے ملنے کا اور اسکے پیغمبروں کا یقین کرے اور مرکر پھر اٹھنے کو مانے اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پوجے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک کرے اور فرض زکوٰہ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اس نے پوچھا احسان کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا احسان (۱۹) یہ ہے اللہ کو ایسا دل لگا کر پوجے جیسا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہوسکے تو خیر اتنا تو خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں علمائے اہل سنت کی اکثریت تصوف کی اہمیت کی قائل ہے جہاں چند علماء واکابرین کی آراء "متعلقہ تصوف" کا تزکرہ کیا جاتا ہے۔

الیف۔ علماء و اکابرین کی تصوف سے متعلق آراء

۱) امام مالک ﷫

امام مالک فرماتے ہیں کہ!

جو شخص صوفی ہوا اور فقیہ نہ ہوا وہ گمراہ ہوا اور جو فقیہ ہوا اور صوفی نہ ہوا وہ فاسق رہا جس نے ان دونوں چیزوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا (۲۰)

۱۱) امام غزالی

امام غزالی ﷫ تصوف کو" قرب الہی" اور ذوق یعنی راست روحانی مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں (۲۱)

iii) علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے زمانہ میں یہ نام (تصوف) موجود نہ تھا لیکن اس کی حقیقت ہر شخص میں جلوہ گر تھی (۲۲)

iv) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ سورہ التوبہ کی آیت ماکان للمومنین ان ینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذرو اقومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون (۲۳)

ترجمہ

اور ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں، کی تفسیر کے سلسلے میں تصوف کے مقام اور اہمیت کی وضاحت فرماتے ہیں کہ!

صوفیہ کرام جس علم کو لدنی کہتے ہیں اس کا حصول فرض عین ہے کیونکہ اس کا ثمرہ صفائی قلب ہے غیر اللہ کے شغل سے اور قلب کا مشغول ہونا ہے دوام حضور سے اور تزکیہ نفس ہے رزائل اخلاق سے جیسے عجب، تکبر، حسد، حب دنیا، حب جاہ، عبادات میں سستی، شہوات نفسانی، ریا، سمعہ وغیرہ اور اس کا ثمرہ فضائل اخلاق سے متصف ہونا ہے جیسے توبہ من المعاصی رضا بالقضاء شکر نعمت اور مصیبت میں صبر وغیرہ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام امور مومن کے لئے اعضاء وجوارح کے گناہوں سے بھی زیادہ شدت سے حرام ہیں اور نماز، روزہ اور زکوۃ سے زیادہ اہم فرائض ہیں کیونکہ ہر عبادت جس میں خلوص نیت نہ ہو بے فائدہ ہے اور خلوص ہی کا نام تصوف ہے (۲۴)

v) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع اور تصوف

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بھی سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ ہی کی تفسیر کے ماتحت لکھتے ہیں کہ!
علم تصوف بھی فرض عین ہے(۲۵)

vi) مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا تصوف حاصل کرنا فرض ہے، تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں ہر مسلمان کے لئے فرض ہے کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اتقو اللّٰہ حق تقاتہ (کہ اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے) اس کا دوسرا اصطلاحی نام تصوف ہے یہ صیغہ امر کا ہے جس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر بعض نے شبہ کیا ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ روایات میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت گذری اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ڈرنے کا کون ڈر سکتا ہے یہ تو طاقت سے باہر ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی فاتقو اللہ ما ستطعتم، مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت پہلی کے لئے ناسخ ہے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس سے منسوخ ہونا حسب اصطلاح اہل اصول لازم نہیں آتا کیونکہ سلف کی اصطلاح میں لفظ نسخ کا اطلاق مطلق تغیر پر آتا ہے گویا وہ بیان تفسیری ہو چنانچہ یہاں بھی یہی ہے کہ ظاہر اتقواللہ حق تقاتہ سے فورا مستفاد ہوتا تھا اور یہی صحابہ رضی اللہ عنہم پر شاق ہوا اس کی تفسیر کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی یعنی حسب استطاعت اس کا اہتمام رکھو(۲۶)

vii) شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی فرماتے ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں جس نے ایسے علماء کی صحبت ترک

کردی ہو جو صوفیاء ہیں اور انہیں کتاب و سنت میں مہارت حاصل ہو(۲۷)
اسی طرح سے اکابرین امت اور علماء ملت نے تصوف کے متعلق مذکورہ خیالات سے اختلاف بھی کیا اور تصوف کو شریعت اور دین اسلام کے خلاف قرار دیا ہے اسی وجہ سے بعض حضرات ان کو منکرین تصوف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!
اسلامی فرقوں میں تصوف سے عداوت کا اظہار سب سے پہلے خارجیوں کی طرف سے حسن بصری ؒ کے معاملے میں ہوا اس کے بعد فرقہ ہائے امامیہ (زیدی اثنا عشری اور غلاۃ) نے تیسری صدی ھجری میں تصوف کے ہر میلان کی مذمت اس بنا پر کی کہ ان کے نزدیک تصوف مومنین کے سامنے ایک طرح کی غیر معمولی زندگی (صوف خانقاہ) کی کیفیات پیش کرتا ہے اور ائمہ دوازدہ سے توسل جوئی اور تمسک با امامت کے بجائے حالت رضا تسلیم کی جستجو میں لگ جاتے ہیں (۲۸)
سنیوں کے صرف دو گروہوں نے تصوف کو ھدف ملامت بنایا ہے ایک تو قدامت پسند حشویہ نے، امام احمد بن حنبل ؒ نے اس وجہ سے تصوف کو مورد الزام ٹھہرایا کہ تصوف ظاہر عبادات کے مقابلے میں مراقبے پر زور دیتا ہے اور روح کے لئے ذات خداوندی سے براہ راست ذاتی تقرب (خلتہ) کی راہیں نکالتا ہے اور اس کے اسے شرعی فرائض کی پابندی سے آزاد کردیتا ہے ان کے خاص شاگرد خشیش ؒ اور ابو زرعۃ نے تصوف کو زنادقہ کے کفر والحاد کی ایک شاخ (الروحانیتہ) میں شامل کیا ہے (۲۹)
مخالفین کا دوسرا گروہ جو معتزلہ اور ظاہریوں پر مشتمل تھا عشق کے ذریعے خالق و مخلوق کو ایک ہی رشتے میں منسلک کرنے کے خیال کو لایعنی سمجھتا ہے کیونکہ یہ عقیدہ نظریاتی طور پر تشبیہ اور عملاً ملا مستہ اور حلول کے مراد ف ہے(۳۰)
منکرین تصوف درج ذیل حدیث کو پیش کرتے ہیں
لا تشددو اعلی انفسکم فیشد دعلیکم فان قوما شددو اعلی انفسھم فشدداللہ علیھم فتلک بقایا ہم فی الصوامع والدیار ورھبانیۃ ابتدعواھاما کتبنا ھا

علیہم (۳۱)

ترجمہ

اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تعالی بھی تم پر سختی کرے گا ایک قوم نے اپنے اوپر ناروا سختی کی تو اللہ تعالی نے بھی ان پر سختی کی راہب خانوں اور خانقاہوں میں ان کے باقی ماندہ لوگ موجود ہیں انہیں دیکھ لو اس کو ہم نے فرض نہیں کیا بلکہ علماء یہود نے اسے خود گھڑلیا ہے (۳۲)

لغت میں رہبانیت کے معنی ترک دنیا کے آتے ہیں (۳۳)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رہبانیۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

صحیح بات یہ ہے کہ لفظ رہبانیت کا عام اطلاق ترک لذات و ترک مباحات کے لئے ہوتا ہے اس کے چند درجے ہیں!

پہلا درجہ

پہلا درجہ یہ ہے کہ کسی مباح و حلال چیز کو اعتقادا یا عملاً حرام قرار دے یہ تو دین کی تحریف و تغیر ہے اس معنی کے اعتبار سے رہبانیت قطعا حرام ہے۔

دوسرا درجہ

دوسرا درجہ یہ ہے کہ مباح کے کرنے کو اعتقادا یا عملاً حرام قرار نہیں دیتا مگر کسی دنیوی یا دینی ضرورت کی وجہ سے اس کو چھوڑنے کی پابندی کرتا ہے دنیوی ضرورت جیسے کسی بیماری کے خطرہ سے کسی مباح چیز سے پرہیز کرے اور دینی ضرورت یہ کہ یہ محسوس کرے کہ میں نے اس مباح کو اختیار کیا تو انجام کار میں کسی گناہ میں مبتلا ہو جاؤں گا جیسے جھوٹ، غیبت وغیرہ سے بچنے کے لئے کوئی آدمی لوگوں سے اختلاط ہی چھوڑ دے یا کسی نفسانی رذیلہ کے علاج کے لئے چند روز بعض مباحات کو ترک کردے اور اس ترک کی پابندی بطور علاج و دوا کے اس وقت تک کرے جب تک یہ رذیلہ

اور نہ ہو جائے جیسے صوفیائے کرام مبتدی کو کم کھانے کم سونے کم اختلاط کی تاکید کرتے ہیں کہ یہ ایک مجاہدہ ہوتا ہے نفس کو اعتدال پر لانے کا جب نفس پر قابو ہوجاتا ہے کہ ناجائز تک پہنچے کا خطرہ نہ رہے یہ پرہیز چھوڑ دیا جاتا ہے یہ درحقیقت رہبانیت نہیں تقوی ہے جو مطلوب فی الدین اور اسلاف کرام صحابہ و تابعین اورائمہ دین سے ثابت ہے۔

تیسرا درجہ

تیسرا درجہ یہ ہے کہ کسی مباح کو حرام تو قرار نہیں دیتا مگر اس کا استعمال جس طرح سنت سے ثابت ہے اس طرح کے استعمال کو بھی چھوڑنا ثواب اور افضل جان کر اس سے پرہیز کرتا ہے یہ ایک قسم کا غلو ہے جس سے احادیث کثیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جس حدیث میں" لا رھبانیہ فی الاسلام"

آیا ہے یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں اس سے مراد ایسا ہی ترک مباحات ہے کہ ان کے ترک کو افضل و ثواب سمجھے بنی اسرائیل میں جو رہبانیت اول شروع ہوئی وہ اگر حفاظت دین کے ضرورت سے تھی تو دوسری قسم یعنی تقوی میں داخل ہے لیکن اہل کتاب میں غلوفی الدین کی آفت بہت تھی وہ اس غلو میں پہلے درجہ میں تحریم حلال تک پہنچے توحرام کے مرتکب ہوئے اور تیسرے درجے تک رہے تو بھی ایک مذموم فعل کے مجرم بنے (۳۴)

حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ رہبانیت کا ذکر کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ!

"لا رھبانیۃ فی الاسلام"

یہ مسئلہ جمہور علماء کے نزدیک مسلم ہے کہ مذہب اسلام میں رہبانیت نہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا ترک کر بیٹھنا نکاح نہ کرنا فقیری کا لباس اور قلندرانہ وضع اختیار نہ کرنا چاہیئے کس لئے کہ ان باتوں میں خدا نہیں ملتا اور نیز منشاء الہی کے خلاف ہے نبی کریم نے خود بھی نکاح کئے اور نکاح کرنے کی ترغیب دی عمدہ لباس بھی پہنا عمدہ کھانا بھی جب مل گیا تناول فرمایا دنیا کے سب کاروبار

لو نوکری ' تجارت ' زراعت 'بال بچوں کی پرورش اقارب و ہمسائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ' خدا دے تو اچھا پیو پہنو مگر ہر کار میں اللہ کو نہ بھولو اس کے احکام کو ملحوظ رکھو مگر نہ ایسی بھی کہ لذائذ و شہوات کے بندے بن جاؤ رات دن اسی دھندے میں پڑے رہو اور آرائش و تجملات کے حاصل کرنے میں عمر گراں مایہ برباد کرو دین کو خیر باد کہہ بیٹھو نفس کو موٹا کرو کس لئے کہ گو اسلام میں رہبانیت تو نہیں مگر زہد ضرور محمود ہے اور بزرگان دین نے زہد و تقوی اختیار کیا ہے زہد دنیا سے بے رغبتی کا نام ہے نہ بالا التزام مباحات ولذائذ و طیبات کو حرام کرلینا ہاں زاہد کو ان چیزوں کی طرف چنداں التفات نہیں ہوتا نہ وہ ان چیزوں کے طالب و جویاں ہوتے ہیں اگر اتفاقا میسر آگئیں تو کچھ انکار بھی نہیں برخلاف راہب کے زاہد وراہب میں یہ فرق ہے اور بڑا فرق ہے۔ (۳۵)

یہی وجہ ہے کہ تصوف اسلامی میں جب بھی غلو کی راہ اختیار کی گئی تو وقتا فوقتا اس کی اصلاح کے لئے مصلح اٹھتے رہے اور اس کی اصلاح کرتے رہے مثلاً علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ' ابن تیمیہ ' ابن قیمیم وغیرہ

viii علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۳۶)

علامہ ابن جوزی تصوف میں اسی غلو کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں کہ !

جنید بن محمد سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیاتو فرمایا کہ ہر برے اخلاق سے نکلنا او رنیک خلق میں داخل ہونا رویم فرماتے ہیں کہ کل مخلوق تو رسوم پر بیٹھ رہی اور یہ گروہ صوفیہ حقائق پر بیٹھا سب خلق نے اپنے نفس سے ظواہر شرع کی درستی چاہی اور اس گروہ نے اپنے نفس سے حقیقت تقوی و مداومت صدق چاہا۔

اس کے بعد علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ!

اوائل قوم کا یہی حال تھا پھر ابلیس نے ان پر چند چیزوں میں تلبیس کی پھر ان کے بعد والوں پر

تلبیس کی اسی طرح جب کوئی زمانہ گزرا تو دوسرے زمانہ والوں پر ابلیس کی طمع بڑھی اور اس نے تلبیس زیادہ کی یہاں تک کہ متاخرین میں اس نے پورا قابو حاصل کر لیا اور اصل تلبیس یہ کہ ان کو علم سے روکا اور یہ دکھلایا کہ عمل اصلی مقصود ہے تو جب علم کا چراغ گل ہوا تو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے بعض صوفیہ وہ ہیں جنکو شیطان نے یہ بات دکھلادی کہ مقصود اصل دنیا کو بالکل ترک کردینا ہے لہٰذا انہوں نے بدن کی اصلاح والی چیزیں چھوڑ دیں اور مال کو سانپ اور بچھو سے تشبیہ دی اور یہ نہ یاد رکھا کہ مال مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اپنے نفسوں پر بار ڈالنے اور حملہ کرنے میں مبالغہ کیا حتیٰ کہ بعض ایسے ہیں جو لیٹتے نہیں۔

ان لوگوں کے مقاصد واقعی اچھے تھے مگر افسوس کہ طریق شرع کے خلاف ہیں (۳۷)

المختصرا کہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

اوائل صوفیہ کا اعتماد کتاب و سنت پر تھا مگر بعد میں صوفیا کی تصانیف میں بے سند باتیں جمع کردی گئیں شیطان نے صوفیہ کی نماز، طہارت، مال و دولت میں، لباس، وجد، نکاح، زاد راہ وغیرہ میں تلبیس کی اس طرح وہ تصوف کی روح کو چھوڑ کر خرافات میں پڑ گئے۔

ix) ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۸)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غلط عقائد کی پرزور مذمت کی خصوصا ابن عربی کے عقیدہ وحدہ الوجود کو آپ نے قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی (۳۹) اور ان کے متبعین کا مسلک ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں!

ابن عربی اور ان کے متبعین ۔کا مسلک یہ ہے کہ وجود ایک ہی ہے مخلوق کا وجود خالق کا وجود ہے وہ دو متغائر موجودوں کے قائل نہیں جن میں سے ایک دوسرے کا خالق ہو بلکہ کہتے ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے وجود میں رب و عبد میں فرق نہیں وہاں نہ کوئی خالق ہے نہ کوئی مخلوق نہ کوئی داعی نہ کوئی مجیب وجود کا جب اعیان پر فیضان ہوا اور اس نے ان کے اندر ظہور کیا تو

اعیان کی حیثیت سے اس میں تنوع اور تفریق پیدا ہوئی جیسے کہ روشنی مختلف الالوان شیشوں میں مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے اس بنا پر وہ کہتے ہیں کہ گو سالہ پرستوں نے درحقیقت خدا ہی کی پرستش کی تھی موسی علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو جوٹوکا تھاتواس بات پر کہ انہوں نے اس لوسالہ پرستی کی (جو دراصل خدا پرستی تھی اس لئے کہ موجود تو ایک ہی ہے) مخالفت کیوں کی؟ ان کے نزدیک موسی علیہ اسلام ان عارفین میں سے تھے جو ہر چیز میں حق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس کو ہر چیز کا عین سمجھتے ہیں ان کے نزدیک فرعون اپنے اس دعوی میں برسر حق تھا کہ انا ربکم الا ملی بلکہ وہ عین حق تھا(۴۰)

سیدابوالحسن علی ندوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ!

معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ کے زمانہ میں وحدت الوجود کے عقیدہ میں حد درجہ کا غلو (۴۱) پیدا ہوگیا تھا اور لوگ اس سلسلہ میں شریعت عقل و اخلاق کے حدود پھلانگ گئے تھے اور ایک بحرانی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔

ابن تیمیمہ لکھتے ہیں کہ!

اس سلسلہ میں ایک جماعت جس کو تصوف، علم کلام اور فلسفہ سے واقفیت تھی بہت زیادہ گمراہ ہوئی ان میں سے ابن سبعین صدر الدین قونوی (تلمیز ابن عربی) اور بلیانی اور تلمسانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں تلمسانی اس مسئلہ کے علم و معرفت میں سب سے بڑھا ہوا تھا وہ مذہب وحدہ الوجود کا صرف قائل ہی نہیں تھا بلکہ اس پر عامل بھی تھاچنانچہ شراب پیتا تھا اور محرمات کا ارتکاب کرتا تھا (کہ جب موجود ایک ہے تو حلال و حرام کی تفریق کیسی ؟(۴۲)

X **ابن قیم** رحمۃ اللہ علیہ (۴۳)

حافظ ابن قیم ابن تیمیہ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ایک ہیں آپ نے مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبدو ایاک نستعین

کتاب لکھی یہ کتاب شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی کی منازل السائرین کی شرح ہے اور تصوف و

سلوک کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے(۴۴)

آپ نے بھی ابن تیمیہ کی طرح غیر اسلامی تصوف کی پر زور مذمت کی ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اہل سنت و الجماعت میں سے کوئی بھی اسلامی تصوف کا انکار نہیں کرتا ہاں غیر اسلامی تصورات جو تصوف میں داخل کردیئے گئے ہیں ان کی ہر اہل علم پر زور مذمت کرتا ہے مولانا امین احسن اصلاحی پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب " اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش" کی تقریظ لکھتے ہوئے اسی طرح اشارہ کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ!

میں خود اس مقالہ (اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش) سے غایت درجہ متاثر ہوا ہوں ارباب تصوف کی چیزیں پڑھتے ہوئے مجھے ہمیشہ ان کی کتاب و سنت سے ہٹی ہوئی باتوں سے وحشت ہوتی تھی میں ان چیزوں کو خود تصوف کی خرابی پر محمول کرتا تھا لیکن پروفیسر صاحب کے اس مقالے سے مجھ پر پہلی مرتبہ یہ بات بدلائل واضح ہوئی کہ ہمارے تصوف میں بھی انہی چور دروازوں سے بہت سے فتنے داخل ہوئے ہیں جن سے تاریخ، حدیث، فقہ، تفسیر، ادب اور فلسفہ میں داخل ہوئے ہیں اس حقیقت کے واضح ہونے سے نفس تصوف سے میری بیزاری کم ہوئی ہے۔

اب میں زیادہ قصور ان لوگوں کا سمجھتا ہوں جو اپنی سادگی اور عامیانہ تقلید کے سبب سے روافض اور سبائیوں کی دسیسہ کاریوں سے آگاہ نہ ہوسکے اور تصوف کے چشمہ صافی کو انہوں نے ایک جوہڑ بنا کر رکھ دیا(۴۵)

اسی سلسلہ میں آخر پر پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب کی کتاب "اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش " سے چند اقتباسات یہاں درج کئے جاتے ہیں یاد رہے کہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی تصوف کے مخالفین میں سے نہیں بلکہ قائلین میں سے ہیں اور بیعت کا تعلق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ!

اسلامی تصوف قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اور اس کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں

-۱- توحید خالص

-۲- تبلیغ دین

-۳- اتباع شریعت

-۴- خدمت خلق

-۵- جہاد

لیکن اس میں شک نہیں کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں غیر اسلامی تصوف بھی راہ پاگیا اور یہ تصوف چونکہ عجمی یا غیر اسلامی تھا اسلئے اس کے اجزائے ترکیبی اسلامی تصوف کی ضد تھے یعنی ۱۔ شرک)حلول و اتحاد انسان پرستی و تجسیم و ناسخ ارواح)-۲- رہبانیت (ترک دنیا)-۳- تخریب دین -۴- اباحت مطلقہ -۵- نفاق و مداہنت (۴۶)

اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات (۴۷) کی آمیزش کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی سب سے پہلی وجہ اور سبب عبداللہ ابن سبا ہے

مسلمانوں کے ہاتھوں یہود کو جو ذلت نصیب ہوئی اس کی خلش ان کے دل سے کبھی محو نہ ہو سکی چنانچہ مسلمانوں کی طاقت کو ضعف پہنچانے اور اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لئے حضرت عثمان ؓ کی خلافت کے آخری دور میں یمن کے ایک یہودی عبداللہ ابن سبا نے مدینے میں آکر منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا کسی یہودی کے لئے مسلک نفاق اختیار کرنا کوئی نئی یا دشوار بات نہیں تھی خود حضور ﷺ کے عہد مبارک میں عبداللہ ابن ابی نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرلیا تھا وہ جب تک زندہ رہا فتنہ پردازی میں مشغول رہا لیکن حضور ﷺ نے حیات مبارکہ میں دین حق میں کسی قسم کے باطل کی آمیزش نہ کرسکا اسکے برعکس عبداللہ ابن سبا کو عقائد باطلہ کی تبلیغ کا خوب موقعہ ملا اور مسلمانوں میں غلط عقائد پھیلا دیئے چند درج ذیل ہیں۔

۱- حضرت علی ؓ کی الوہیت کا عقیدہ۔

۲۔ حضرت علی ؓ کو انت انت کہہ کر پکارتا اس جملہ سے مراد یہ تھی کہ تو خدا ہے جس کی وجہ سے حضرت علی ؓ نے اسے جلاوطن کردیا ۔ مگر عبداللہ ابن سبا کے پیروکاروں میں یہ عقیدہ رچ گیا۔

۳۔ حضرت علی ؓ دوبارہ اس دنیامیں آئیں گے۔

۴۔ فی الحال حضرت علی ؓ آنحضور کے وصی وارث یا جانشین ہیں۔

۵۔ حضرت عثمان ؓ (نعوذ باللہ) غاصب ہیں ۔

۶۔ کہتا یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عیسیٰ تو دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضور ﷺ نہیں لائیں گے مسلمان اس کا انکار کیوں کرتا ہے۔

گویہ کہ حضرت علی ؓ نے عبداللہ ابن سبا کو قتل کروا دیا مگر اس نے ایک ایسی جماعت تیار کر لی تھی اور جس قسم کے غیر اسلامی عقائد اس جماعت میں راسخ کردیئے تھے ان باتوں کا خاتمہ نہ ہوسکا بلکہ اس کی وفات کے بعد اس کی جماعت کو ایران میں قبول عام کی سند حاصل ہوگئی کیونکہ یہودیوں کی طرح ایرانی بھی عرب مسلمانوں سے شدید نفرت کا جذبہ دل میں پوشیدہ رکھتے تھے اور جن عقائد کی ابن سبا نے تبلیغ کی تھی وہ ان کے لئے قابل قبول تھے خصوصا حلول کا عقیدہ جو ان میں پہلے ہی سے موجود تھا۔

عبداللہ ابن سبا کے عقائد کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس نے ایک تیر سے دوشکار کئیے۔

۱۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں غیر اسلامی اور مشرکانہ عقائد داخل کردیئے۔

۲۔ مسلمانوں کی وحدت ملی اور یک جہتی ویکرنگی اور یک نگاہی کو پارہ پارہ کردیا بالفاظ دیگر وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوگیا یعنی انے حضرت علی ؓ کو خدا بناکر مسلمانوں میں انسان پرستی کا عقیدہ راسخ کردیا اور تفرقہ پیدا کرکے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف صف آرا کردیا انسان کی یہ فطرت ہے کہ اگر وہ کسی شخصیت کواپنا مقصود بنالے اور اس کے لئے اپنی زندگی بسر کرنے

لگے تو رفتہ رفتہ وہ خدا پرستی سے بیگانہ ہو جاتا ہے کیونکہ جب غیر اللہ مطمع نظر اور مقصود حیات بن گیا تو اللہ خود بخود نگاہ اور دل و دماغ سب سے اوجھل ہو جائے گا اور شخصیت پرستی چونکہ شرک عظیم ہے اس لئے مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا مشرک ہوجائے گا ویسا ہی مشرک جیسا کہ عیسی علیہ السلام یا کرشن یا لات و ہبل کا پرستار.

بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی شیعت اسماعیلی اور قرامطی بھی اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کا سبب بنے قرامطہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں قرامطہ نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کیں مسلمانوں میں تصوف کا آغاز ہوچکا تھا اور مختلف سلسلے قائم ہوچکے تھے قرامطہ نے صوفیوں کے حلقوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو صوفی ظاہر کیا یعنی تصوف کے لباس میں صوفیوں کو گمراہ کرنا شروع کیا اور اسلامی تصوف میں غیر اسلامی عقائد کی آمیزش کرکے ایران میں اس غیر اسلامی تصوف کی بنیاد رکھ دی جو رفتہ رفتہ تمام مسلمانوں میں شائع ہوگیا اور اسلامی تصوف کے ساتھ اس طرح مخلوط ہوگیا کہ اسلامی اور غیر اسلامی تصوف میں امتیاز کرنا عوام کے لئے ناممکن ہوگیا کیونکہ جاہل عوام ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں دین اسلام کی حقیقت سے بیگانہ رہے ہیں یعنی غیر اللہ کو دستگیر مشکل کشا اور حاجت روا مانتے رہے ہیں اور آج بھی مانتے ہیں.

اسلامی تصوف میں آمیزش کی ایک وجہ یہ بھی بنی کہ اسلام دشمن عناصر نے مسلمان صوفیوں کی تصانیف میں نہایت چابکدستی کے ساتھ اپنے عقائد داخل کردیئے پروفیسر صاحب امام عبدالوہاب شعرانی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام عبدالواہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر ص ۷ پر لکھا ہے کہ!

باطنیہ ملاحدہ اور زنادقہ نے سب سے پہلے امام احمد بن حنبل پھر امام غزالی کی تصانیف میں اپنی طرف سے آمیزش کی نیز فرقہ باطنیہ نے ایک کتاب جس میں اپنے عقائد کی تبلیغ تھی میری زندگی میں میری طرف منسوب کردی اور میری انتہائی کوشش کے باوجود یہ کتاب تین سال تک متداول رہی

پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب اپنی اسی کتاب اسلامی تصوف کے ص ٦٨ میں لکھتے ہیں کہ سبائیہ اور قرامطہ نے محی الدین ابن عربی کی کتب میں بھی اپنے عقائد داخل کردیے ہیں۔

گمراہی کے دروازوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک اور مضرت رساں دروازہ باطنیہ نے کھولا وہ یہ کہ ہر ایک لفظ کے ایک ظاہری معنی اور ایک باطنی معنی ہوتے ہیں اسی وجہ سے اسماعیلیہ نام کی بجائے ان کا باطنیہ ہی پڑگیا انہوں نے کہا کہ قرآن و حدیث کے بھی ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی جہلاء صرف ظاہری معنی سے اگاہ ہیں باطنی معنی صرف اہل اسرار جانتے ہیں

توجو شخص ظواہر میں گرفتار ہے وہ شریعت کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے اور دین کی نہایت نیچی سطح پر ہے اور جو شخص اہل باطن کی صحبت میں رہ کر حقائق سے آشنا ہوجاتا ہے وہ شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے چنانچہ قرآن کی اس آیت کا یہی مفہوم ہے

ویضع عنهم اصراهم والاغلل التی کانت علیهم (٤٨)

یعنی رسول ﷺ اس بوجھ سے نجات دلاتا ہے جس کے تلے وہ (عوام) دبے ہوئے تھے اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے۔

باطنیہ نے اپنی اس بنیادی تعلیم کو عوام کے سامنے صوفی بن کر پیش کیا رفتہ رفتہ جاہل صوفیوں نے پہلے ظاہر اور باطن کی تفریق کا اصول اختیار کیا پھر اس کے منطقی نتیجے کو بھی قبول کرلیا یعنی انہوں نے شریعت (٤٩) اور طریقت میں تفریق کردی اور کہنے لگے کہ شریعت کا حکم کچھ اور ہے اور طریقت کا علم کچھ اور ہے آخر کار انہوں نے باطنیہ کی اس تعلیم کو بھی تسلیم کرلیا کہ جب سالک کو معرفت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ قید شریعت سے آزاد ہوجاتا ہے اور اپنے اس باطل عقیدے پر اس آیت سے استدلال کیا!

واعبدربک حتی یاتیک الیقین (٥٠)

اور اس کا ترجمہ اس طرح کیا کہ صرف اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کر جب تک تجھے یقین حاصل نہ ہو جب معرفت یا یقین حاصل ہوجائے تو اتباع شریعت کی حاجت نہیں ہے۔

باطنیہ نے اس طرح لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کردیا عوام کے پاس کوئی آلہ یا معیار نہ اس وقت تک تھا نہ اب ہے نہ آئندہ کبھی ہوگا جس کی مدد سے وہ یہ معلوم کرسکتے کہ یہ شخص جو ظاہر میں صوفیوں کا لباس پہنے ہوئے بیٹھا تصوف کے اسرار و رموز بیان کر رہا ہے باطن میں کیا ہے؟ اگر کسی عاصی نے اعتراض بھی کیا کہ یہ قول قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو معتقدین نے اسے گستاخ قرار دے کر مجلس سے باہر نکال دیا۔

جناب پروفیسر اسی کتاب کے ص ۸۲ پر لکھتے ہیں کہ!

میں نے یہ صراحت اس لئے کی کہ آج بیسویں صدی میں بھی سنی عوام کے دلوں میں جو یہ تفریق بالزین ہے اور وہ اپنے بزرگوں کی خلاف شرع باتوں پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ ان کو از قبیل رموز و اسرار طریقت سمجھتے ہیں یہ تفریق عبداللہ ابن سبا (یہودی) کے متبعین کی پیدا کردہ ہے اور بیس سال کے مطالعہ کے بعد میرا پختہ عقیدہ یہ ہے کہ سبائیت اور اس کی نکھری ہوئی صورت یعنی باطنیہ دراصل نبوت و رسالت محمدی ﷺ کے خلاف ایک بغاوت یا باغیانہ تحریک تھی (۵۱)

پروفیسر صاحب اسی کتاب کے ص۹ پر لکھتے ہیں کہ!

بہرکیف جس طرح بعض مسلمانوں کی گمراہی سے اسلام پر کوئی حرف نہیں آسکتا اسی طرح بعض صوفیوں کی گمراہی سے اسلامی تصوف مورد طعن نہیں بن سکتا (۵۲)

حقیقت میں اہل السنت والجماعت نے معتدل تصوف کو کبھی اسلام سے خارج نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عملی اخلاق اور عبادات کے معاملے میں ابن ابی الدنیا (م ۲۸۱ھ) کے چھوٹے چھوٹے مقبول رسائل اور ابو طالب مکی (م ۳۸۶ھ) کی قوت القلوب اور خاص کر امام غزالی کی احیاء جیسی شاہکار تصانیف سے رہنمائی اور ھدایت طلب کرتے رہے ہیں.

تصوف (۵۳) کی مخالفت کے باوجود بڑے بڑے سنی علماء مثلاً ابن الجوزی ' ابن تیمیہ اور ابن قیم اخلاقیات میں غزالی کے بلند مرتبے کا احترام کرتے ہیں اور انہیں اخلاقیات میں حجت تسلیم کرتے

ہیں البتہ بعد میں شیخ اکبر ابن عربی کے مقلدین کے عقیدہ وحدہ الوجود کے خلاف بعض سنی فقہاء نے غیض و غضب کا اظہار کیا ہے گو انہیں زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی (۵۴)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری بھی معتدل تصوف کے قائل ہیں مطلق تصوف کے قائل نہیں ہیں اور آمیزش شدہ تصوف کی پرزور الفاظ میں تردید و مذمت کرتے ہیں آپ ؒ فرماتے ہیں کہ!

ہم مطلق تصوف کے قائل نہیں ہم تو اس تصوف کے حامی ہیں جس کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہو جو صوفی یا عالم اللہ اور رسول ﷺ کے راستہ کی طرف دوڑتا نظر آئے گا ہم تو اس کے پیچھے دوڑیں گے بعض مسلمانوں کو پیر ایسے مل جاتے ہیں جو پاؤں میں گھنگرو باندھ کر اپنے مریدوں کو نچاتے ہیں اس قسم کے پیروں کی صحبت میں عبادت کی توفیق بھی نہیں ہوتی (۵۵)

اسی طرح بعض لوگ دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہوکر راہبوں کی شکل اختیار کرلیتے ہیں اور اسی کو تصوف کا نام دے دیتے ہیں اس نظریہ کی بھی شیخ التفسیر نے تردید فرمائی ارشاد فرماتے ہیں کہ!

دنیا ومافیہا سے قطع تعلق کرکے کسی علیحدہ جگہ پر جا بیٹھنا جائز نہیں اسلام اس کی قطعا اجازت نہیں دیتا یہ کوئی درجہ کمال نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر علیحدہ جگہ پر جابیٹھے کمال تو یہ ہے کہ سب میں رہے اور پھر تعلق باللہ میں خلل بھی نہ آنے پائے (۵۶)

آ

اس ضروری وضاحت کے بعد " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی خدمات علوم تصوف میں " کا تفصیلی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ب۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ اکابرین اہل تصوف سے کسب فیض کیا تھا اس لئے تصوف سے گہرا تعلق تھا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

یہ منکرین تصوف چور' ڈاکو اور رہزن ہیں جو دین کا ایک اہم جزو دین سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ (۵۷)

اس جہان میں ہر کھری چیز کے ساتھ کھوٹی موجود ہے ' اصل کے مقابلے میں نقل ' نور کے مقابلے میں ظلمت ' حق کے مقابلے میں باطل موجود ہے تصوف کے بھیس میں بھی بعض کھرے اور بعض کھوٹے ہوتے ہیں(۵۸)

میں کہا کرتا ہوں کہ صوفی آسمانوں پر اڑتا آئے لاکھوں مریدوں کا لشکر پیچھے لائے قبلہ عالم کہلائے اگر اس کا ایک عمل کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے اس کی بیعت کرنا حرام ہے اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے ورنہ خود جہنم میں جائے گا اور تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا(۵۹)

میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جاہل صوفی کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھنا ایک عالم صوفی کی مثال ایک ملاح کی سی ہے جو ہزاروں کو اپنی کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار پہنچا دیتا ہے(۶۰)

میں جتنا اولیاء کرام کا ادب کرتا ہوں بہت کم لوگ ان کا ادب کرتے ہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے نہیں ہوتے نہیں ہوتے یہ موتی قبر میں بھی ساتھ جائیں گے اور میدان حشر میں بھی (۶۱)

i) حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت (۶۲)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا تعلق قادریہ سلسلہ سے ہے جیسا کہ موصوف خود بیان فرماتے ہیں کہ!

میں فقہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور طریقت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تبع ہوں گویا کہ میں حنفی بھی ہوں اور قادری بھی ہوں اگر ہمارے بھائی غلط رسموں کو امام ابوحنیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت کردیں تو میں ان رسموں کی مخالفت چھوڑ دوں گا(۶۳)

ii) حضرت مولانا احمد علی کا واقعہ بیعت

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھوٹی عمر کے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے آپ کو حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہہ کر اپنا بچہ ان کے حوالے کردیا کہ مولانا یہ بچہ میں نے دین کے لئے وقف کیا ہے اس کو قبول کیجئے یہ بچہ مولانا مرحوم کی سرپرستی میں آگیا مولانا مرحوم نے اپنے مرشد حضرت غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کردیا حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقبل کے اس مفسر قرآن اور ولی کامل کے مخفی جوہروں کو فوراً اپنی بصیرت روحانی کے ذریعے معلوم کرلیا شفقت سے سرپر ہاتھ پھیرا اور اللہ کے نام کی تلقین فرما کر سلسلہ قادریہ میں بیعت کرلیا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس وقت نو دس برس کی تھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیعت ۱۸۹۵ء کا ہے (۶۴)

iii) خلافت (۶۵)

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دو روحانی مربی تھے ایک حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ (آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دونوں مربیوں کا تفصیلی

تذکرہ پہلے باب میں شیوخ روحانی کے تحت ہو چکا ہے) حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود ان کے ہاں حاضر ہو کر ان سے روحانی اسباق کی تکمیل کرتے رہے تکمیل کے بعد حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکو اجازت بیعت وارشاد سے نوازا اور حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خلافت کی تصدیق کی کچھ عرصہ بعد حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا ۔ یہ خلافت اس لحاظ سے نہایت اونچا مقام رکھتی ہے کہ حضرت مولانا عبدالہادی جانشین حضرت دین پوری بیان فرماتے ہیں کہ!

"حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی کو خلافت نہیں دی (٦٦)

اسی سلسلہ بیعت کے بارے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ!

میری عمر تقریباً نو سال کی تھی جب میں نے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور ۱۱۰ سال کی عمر میں وصال پایا حضرت امروٹی بھی میری تربیت فرماتے رہے دونوں نے مجھے اللہ کا نام بتلایا اور دوسروں کو اللہ کا نام بتلانے کی اجازت مرحمت فرمائی مگر جب تک یہ حضرات زندہ رہے جو شخص میرے پاس بیعت کے لئے آتا اگر اس میں استطاعت ہوتی تو میں اس کو ان کے پاس بھیج دیتا (٦٧)

آخر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۲٦ء میں حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ ! احمد علی بیٹا! تم خلق خدا کو بیعت کے لئے دور دراز کا سفر طے کرنیکی تکلیف نہ دیا کرو آئندہ خود لاہور ہی میں بیعت کر لیا کرو چنانچہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد بیعت لینا شروع کردیا (٦٨)

١٧) طریقہ بیعت

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیعت لیتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنے خلفاء مجاز کو بھی یہی ہدایت فرمائی تھی توبہ کی میں نے شرک سے کفر سے تیری نافرمانی سے اے اللہ میں تیرے دروازے پر آیا ہوں تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما اپنا نام نصیب فرما مجھ سے وہ کام کروا جس سے تو راضی ہو میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ ﷺ کا جو حکم آپ بتائیں گے اس پر صدق دل سے عمل کروں گا اور اس بات پر میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت کرنے والے (مردوں) کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیتے اور لطیفہ قلبی (۶۹) پر اللہ کے نام پر تلقین فرماتے پھر مندرجہ ذیل روحانی لطائف سلسلہ راشدیہ قادریہ کی تکمیل کرواتے

۱۔ ذکر قلبی

۲۔ ذکر روحی

۳۔ ذکر سری

۴۔ ذکر نفسی

۵۔ ذکر خفی

۶۔ پاس انفاس

۷۔ ذکر ارہ

۸۔ ذکر سبع صفات

۱۰۔ سلطان الاذکار

۱۱۔ نفی اثبات

۱۲۔ مراقبہ صفات سبعہ

۱۳۔ مراقبہ اسم ذات نورانی (۷۰)

بیعت کرنا اور لوگوں سے بیعت لینا سنت رسول ﷺ ہے

چنانچہ حدیث میں ہے!

عن عوف بن مالک اشجعی قال کنا عندالنبی صص تسعۃ اوثمانیۃ او سبعۃ فقال الا تبایعون رسول اللہ ﷺ فبسطنا ایدینا وقلنا علی مانبایعک یا رسول اللہ قال علی لن نعبدو اللہ ولا تشرکوابہ شیئا و تصلوا الصلوٰۃ الخمس و تسمعوا وتطیعوا (۷۱)

ترجمہ

حضرت عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے نو آدمی تھے یا آٹھ یاسات آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ ﷺ کی بیعت کریں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا ان امور پر کہ!

اللہ تعالی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرواور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔

حضرت مولانا محمد دین صاحب حنفی چشتی اشرفی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ!

حضرات صوفیائے کرام میں جو بیعت معمول ہے جس کا حاصل التزام احکام یعنی اعمال ظاہری و باطنی پر استقامت اور اہتمام کا معاہدہ ہے جس کو ان کے عرف میں بیعت طریقت کہتے ہیں بعض اہل ظواہر اس کو اس بناپر بدعت کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے منقول نہیں صرف کافروں کو بیعت اسلام اور مسلمانوں کو بیعت جہاد کرنا معمول تھا مگر اس حدیث میں اس کا صریح اثبات موجود ہے کہ یہ مخاطبین چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اس لئے بیعت اسلام یقیناً نہیں کہ تحصیلِ حاصل لازم آتا ہے اور مضمون بیعت سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہیں بلکہ بدلالت الفاظ معلوم ہے کہ التزام واہتمام اعمال کے لئے ہے پس اس کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں (۷۲)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مردوں کے علاوہ عورتوں سے بھی بیعت لیتے تھے لیکن کسی

عورت کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے بلکہ صرف زبانی بیعت کرتے تھے چنانچہ حدیث میں اسی طریق کار کا ذکر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا البتہ صرف زبانی بیعت لے لیتے تھے جب زبانی عہد لینے پر وہ عہد دے دیتی تو فرماتے کہ جاؤ میں نے تم کو بیعت کر لیا(۷۳)

بعض ناواقف اور بے احتیاط پیر عورتوں سے دست بدست بیعت لیتے ہیں یہ عمل بالکل ناجائز ہے اجنبی عورت کے بدن کو ہاتھ لگانا گناہ ہے جب رسول اللہ ﷺ نے خود احتیاط فرمائی ہے تو کسی پیر کو باپ یا فرشتہ سمجھ کر ایسی غیر شرعی رسم کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور شیخ طریقت ہزاروں افراد کو بھی توبہ کروائی اتباع سنت پر ڈالا اور عقیدہ توحید دل و دماغ میں پیوست کردیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کام کی وجہ سے بجا طور پر قطب الارشاد والتکوین کہا گیا ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر دو مشائخ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری اور حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ طریقت کی حیثیت سے خلق اللہ کی خدمت کی (۷۴)

یہاں پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو کہ درج ذیل ہے

الم ترکیف ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء(۷۵)

ترجمہ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاک درخت ہے کہ جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ

الٰہی بحرمت شمس الضحیٰ نور الہدیٰ احمد مجتبیٰ محمد ﷺ روضہ اطہر مدینہ منورہ۔

الٰہی بحرمت باب العلوم اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ۔
الہی بحرمت حضرت داود طائی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ۔
الہی بحرمت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ طرطوس۔
الہی بحرمت ابوالحسن ہنکاری قریشی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی اول رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید صفی الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف۔
الہی بحرمت حضرت مسعود رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف۔
الہی بحرمت شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ حلب شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید شمس الدین جیلانی حلبی اول حلب شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید محمد غوث گیلانی الحسنی حلبی اچی رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔

الٰہی بحرمت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید حامد گنج بخش کلاں رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر رابع رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت حامد گنج ثانی رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ اچ شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی خامس رحمۃ اللہ علیہ پیر کوٹ سرھانہ۔
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ پیر گوٹھ پگاڑا۔
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ پیر گوٹھ پگاڑا۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ مسوئی شریف۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھرچونڈی شریف۔

الٰہی بحرمت حضرت خلیفہ غلام محمد مزار دین پور ضلع خانپور

الٰہی بحرمت حضرت مولانا تاج محمود مزار امروٹ (۷۶) شریف ضلع سکھر

الٰہی بحرمت حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷) میانی صاحب لاہور (۷۸)

۷) حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مجاز

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مجاز کے مختصرا حالات زندگی اسی مقالہ کے باب نمبر ۲ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی و روحانی مقام کے تحت لکھے جاچکے ہیں

یہاں صرف خلفاء کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں

۱۔ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد حبیب اللہ خلف اکبر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

متوفی ۹ جمادی الاخری ۱۳۹۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ء مدینہ منورہ۔

۲۔ حضرت مولانا الحاج عبدالهادی رحمۃ اللہ علیہ جانشین حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ خانپور۔

۳۔ حضرت مولانا الحاج ابوالحسن علی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

۴۔ حضرت مولانا الحاج عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب متوفی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء ساہیوال۔

۵۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ پسروری ضلع سیالکوٹ۔

۶۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ شیرانوالہ دروازہ لاہور متوفی ۹ شعبان ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء۔

۷۔ حضرت الحاج حافظ حمیداللہ رحمۃ اللہ علیہ شیرانوالہ دروازہ لاہور متوفی ۱۳۹۰ھ۔

۸۔ حضرت مولانا محمد شعیب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ضلع شیخوپورہ۔

۹۔ حضرت الحاج مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ جامع مدنیہ اٹک۔

۱۰۔ حضرت الحاج مولانا عرض محمد رحمۃ اللہ علیہ مطلع العلوم کوئٹہ متوفی ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء۔

۱۱۔ حضرت الحاج سید احمد شاہ چوکیرہ ضلع سرگودھا متوفی ۵ محرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۹ء۔

۱۲۔ حضرت مولانا محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ تھر بچانی ضلع سکھر متوفی مئی ۱۹۹۰ء۔

۱۳۔ حضرت مولانا گل محمد صاحب ایرانی۔

۱۴۔ حضرت الحاج مولانا محمد حسن صاحب خانیوال۔

۱۵۔ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مسجد گنبد والی جہلم۔

۱۶۔ حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول صاحب مسجد حجاماں والی ڈیرہ اسماعیل خان۔

۱۷۔ حضرت الحاج محمد علی کھیڑہ گھروٹ ضلع سرگودھا۔

۱۸۔ حضرت مولانا عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ ضلع رحیم یار خان۔

۱۹۔ حضرت مولانا الحاج قاری عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ ترکستانی۔

۲۰۔ حضرت مولانا احمد شاہ دیوانی رحمۃ اللہ علیہ سندھ۔

۲۱۔ حضرت الحاج میر محمد صاحب جونگل ضلع جیکب آباد۔

۲۲۔ حضرت الحاج علامہ رفیق الحق رحمۃ اللہ علیہ سابق صوبائی خطیب محکمہ اوقاف پنجاب۔

۲۳۔ حضرت مولانا غلام قادر صاحب جامع فاروقیہ ملتان۔

۲۴۔ حضرت الحاج مولانا محمد حسن صاحب شاہ پور چاکر سندھ۔ (۷۹)

۲۵۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب کبیر والوی۔

۲۶۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شکار پور سندھ۔ (۸۰)

vi) حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی عمومی تعلیمات۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہر بیعت ہونے والے سے تین باتوں کا خصوصی طور پر اقرار لیتے تھے۔

۱۔ روزانہ کم از کم ایک ہزار بار ذکر اسم ذات اللہ جل جلالہ کروں گا۔

۲۔ نماز پنجگانہ کی پابندی کروں گا۔

۳۔ کسی کو دکھ نہ دوں گا۔

یہ تعلیمات بظاہر سادہ اور معمولی نظر آتی ہیں مگر سارے تصوف کا نچوڑ اور اصلاح انسانیت کا مکمل نسخہ ہیں

حضرت لاہوری کی ساری تعلیمات کا خلاصہ دراصل اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے اس لئے کہ دین اسلام دو چیزوں سے عبارت ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ کی تعلیم میں ذکر اللہ اور نماز کی تعلیم شامل ہے اور حقوق العباد میں کسی کو دکھ نہ دینا (۸۱)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی کو اپنی بیعت میں لیتے تو ہر مرید کو ایک کارڈ عطا فرمایا کرتے تھے جس پر مندرجہ ذیل وظائف نقل ہوتے تھے

۱۔ سبحن اللہ وبحمدہ سبحن اللہ العظیم

۲۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الاھو الحی القیوم واتوب الیہ

۳۔ اللھم صلی علی سیدنا محمدن النبی الامحی والہ وبارک وسلم

پہلے وظیفے کے متعلق ارشاد فرماتے تھے کہ کم از کم دن میں ایک سو دفعہ پڑھا جائے دوسرے کی تعداد کم از کم دو سو اور تیسرے کی تعداد تین سو ارشاد فرمایا کرتے تھے علاوہ ازیں کئی قسم کے اور وظائف بھی تھے جو اہل استفسار حضرات کو ارشاد فرمائے جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تعلیم کا ایسا اعمال و اشغال سے بھی تعلق تھا جن سے لوگ اپنی حوائج و مشکلات کو اپنے رب کے سامنے پیش کرتے تھے مرد و زن ایسے وظائف آپ سے سیکھتے تھے جن سے ان کی زندگی کے مختلف مصائب اور مسائل باذن اللہ حل ہوجاتے تھے یہ وظائف ایک طرف تو عبادت الہٰی کا کام دیتے تھے اور دوسری طرف بفضل ایزد متعال اسائش حیات کا باعث بنتے تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بہت سے خوش نصیب لوگوں کو بدعتی اور لٹیرے پیروں سے مکمل نجات مل گئی تھی (۸۲)

vii) مجلس ذکر کا اہتمام (۸۳)

بعثت انبیاء علیہم السلام اس لئے ہوئی کہ انسانوں کا تعلق خداوند قدوس سے قائم کردیا جائے ہر نبی علیہ السلام نے یہی پیغام حق اپنی قوم تک پہنچایا اعبدوا اللہ اللہ کی عبادت کرو

عبادت اور اطاعت کے سلسلے میں اللہ کے ذکر کو بڑا دخل اور بلند مقام حاصل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (۸۴)

اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

چنانچہ تمام بزرگان دین نے ذکر اللہ کو بنیادی تعلیم قرار دیا ذکر اللہ کے طریقے مختلف ہیں مگر مقصود سب کا اللہ کا ذکر ہی ہے (۸۵)

ملفوظات طیبات میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری عصر حاضر میں روحانیت کے آفتاب اور صدیق دوراں تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے وہ خورشید جہانتاب تھے کہ جس کی شعاعوں سے ایک عالم نے اکتساب فیض کیا اور اپنے قلوب کو ذکر و فکر کے انوار سے منور کیا ہر جمعرات کی شام کو نماز مغرب کے بعد جامع شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد ہوا کرتی تھی جس کے اختتام پر حضرت لاہوری متوسلین کی ہدایت اور امراض روحانی کے لاکھوں مریضوں کے لئے دعا فرماتے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کے دلوں کی دنیا بدل گئی اور وہ امراض روحانی سے شفایاب ہوکر آسمان ہدایت پر ماہ و انجم بن کر چمکے اللہ والوں کے الفاظ دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں اور دلوں پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں یہ فصل جو مجلس ذکر کے متعلق ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے ہی الفاظ کا مجموعہ اور امراض روحانی کے نسخہ جات کا ذخیرہ ہے۔

ذکر جہر کا جو طریقہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا وہ یہ ہے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اول گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھی جائے پھر ہاتھ اٹھا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچایا جائے اس کے بعد مندرجہ ذیل تین دعائیں کی جائیں

۱۔ اے اللہ تو مجھے اپنا شوق نصیب فرما

۲۔ اے اللہ تو مجھے اپنا نام نصیب فرما

۳۔ اے اللہ تو مجھ سے وہ کام کروا جن سے تو راضی ہو

اس کے بعد ذکر شروع کیا جائے اور ساتھ ہی تسبیح کے دانے پھیرنے شروع کردیئے جائیں افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تین دفعہ پورا کلمہ پڑھنے کے بعد الا اللہ کی دس تسبیحیں پھیری جائیں بعد ازاں اللہ کا ذکر کیا جائے پہلی تین مرتبہ جل شانہ کا لفظ بھی پڑھا جائے بعد ہ فقط اللہ کافی ہے اس کے بعد ہو کا

ذکر کیا جائے اس کی بھی دس تسبیحیں پھیری جائیں اس کے بعد مراقبہ کریں ۳ یا ۵ یا ۷ یا ۹ مرتبہ لفظ اللہ کہ کر لطیفہ قلبی پر ضرب لگائیں اور بعد میں دعا پڑھیں (۸۶)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا طریقہ تھا کہ ذکر کے بعد تقریر فرمایا کرتے تھے جو اسی وقت قلمبند کر لی جاتی تھی اس تقریر میں خالص روحانی اور دینی ارشادات ہوا کرتے تھے۔

یہاں صرف بطور نمونہ دو تقاریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے!

۱۔ انسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے علم دین یعنی اسلام کیا ہے علم دین کے مطابق عمل اور عمل میں اخلاص علم دین کا اصل منبع قرآن مجید ہے اسکی شرح احادیث ہیں دونوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے!

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ دو چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول ﷺ کی سنت قرآن کی تعلیم سے انسان انسان بنتا ہے اسی لئے میں (حضرت رحمۃ اللہ علیہ) کہا کرتا ہوں کہ جو متبع قرآن نہیں وہ سب کچھ ہوگا مگر انسان نہیں ہوگا اخلاص اللہ والوں کی صحبت میں پیدا ہوتا ہے (۸۷)

۲۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے رہبانیت کے معنی ہیں دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کرکے کسی علیحدہ جگہ پر جا بیٹھنا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا یہ کوئی درجہ کمال نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر علیحدہ جگہ پر جا بیٹھے کمال تو یہ ہے کہ سب میں رہے اور پھر تعلق باللہ میں خلل بھی نہ آنے پائے (۸۸)

حضرت مولانا احمد علی لاہوری تصوف کی باقاعدہ کلاسز چلانا چاہتے تھے اور اس کے لئے تربیت گاہ کا بھی منصوبہ تھا مگر افسوس کہ پورا نہ ہوسکا۔

viii) تربیت گاہ کا منصوبہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

میرا دل چاہتا تھا کہ لاہور سے کچھ فاصلہ پر ایک تربیت گاہ بنائی جائے جس کے چاروں طرف قد آدم دیوار ہو اس دیوار میں فقط ایک دروازہ ہو اندر رہنے کے کمرے ہوں جو احباب اپنی تربیت کروانا چاہیں ان کو اس میں رکھا جائے ان کے کھانے کے لئے گندم ٹیسٹ کرکے اندر بھیجی جائے وہ ۲۴ گھنٹے باوضو رہیں اپنے ہاتھ سے گندم کو چکی میں پیسیں اندر ہی خود سبزی بوئیں میں وقتاً فوقتاً جاکر ان کو ذکر الٰہی کا پروگرام بتلا آؤں وہ اس کو نبھائیں اس طرح ۲۱ دن تک خالص حلال اور طیب رزق ان کو کھلایا جائے اور ذکر الٰہی کرایا جائے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان کو نور باطن نصیب فرمائے گا پھر عبادت میں وہ لذت آئے گی کہ اس کے مقابلے میں دنیا کی سب نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔

چند احباب اچھرہ لاہور کے پاس ایک ٹکڑا زمین دیکھنے کیلئے بھی گئے تھے ان میں خواجہ عبدالوحید اور مولوی علامہ علاو الدین صدیقی (سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور) کے نام تو مجھے یاد ہیں مگر خواجہ صاحب کراچی چلے گئے اور صدیقی صاحب دوسری طرف لگ گئے اور یہ سکیم ختم ہوگئی (۸۹)

ج۔ تصوف کے سلسلہ میں رسائل کی تصنیف و تالیف

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے تصوف کے سلسلہ میں چند رسائل بھی تصنیف فرمائے ہیں جن کا مختصرا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے!

۱) رسالہ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یہ رسالہ اسماء الحسنیٰ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا تصوف کے سلسلے میں پہلا رسالہ ہے اور مجموعہ رسالہ جات میں ۱۸ نمبر پر ہے جو کہ کل چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ہذا کو اس آیت مبارکہ سے شروع کیا گیا ہے

ولله الاسماء الحسنی فادعوہ بہا (۹۰)

ترجمہ

اور اللہ (۹۱) تعالی کے نام بڑے عمدہ ہیں لہٰذا اللہ تعالی کو ان ناموں سے پکارو اس مختصر مگر جامع رسالہ کے مطالعہ سے پروردگار عالم کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ الاسلام الامام ابی حامد الغزالی کی تصنیف المقصدالاسنی شرح اسماء اللہ الحسنی (۹۲) اور حضرت مولانا عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح مشکوہ شریف کو اپنے اس رسالہ کے ماخذ قرار دیا ہے۔
سب سے پہلے اسماء اللہ الحسنی کی شرح کی گئی ہے ازاں بعد بتایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بنا چاہتا ہے تو کس طرح اپنے آپ کو ان خصوصیات سے متخلق بنائے اور اپنے مالک حقیقی کو اس صفت کے سامنے حق عبودیت ادا کرنا چاہے تو کس طرح ادا کرے جن بزرگوں کی کتب سے شرح لکھنے میں استفادہ کیا جارہا ہے حتی الوسع اس کے تتبع کا التزام کیا گیا ہے لہٰذا جہاں انہوں نے تخلق و تعبد ذکر کیا ہے اتنا ہی احباب کے سامنے پیش کردیا گیا ہے البتہ کہیں اشد ضرورت کے خیال سے چند کلمات اپنی طرف سے یعنی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھ دیئے ہیں (۹۳)

اس جگہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا رسالہ سے چند اسمائے گرامی اور بندوں کا ان سے تخلق و تعبد درج کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں صرف تخلق و تعبد کی تشریعی مقام کو ہی پیش کرنا ہے

۱۔ الرحمن۔ الرحیم۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا

تخلق۔ ان دو اسموں سے تخلق کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے بندوں پر رحم کھائے اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف ہوتا دیکھے تو اس کے دور کرنے کی سعی کرے جہاں تک ہوسکے محتاجوں کی حاجت روائی کرے اور اس خدمت میں سوائے نیکی کے ارادے کے کوئی غرض اور کسی معاوضہ کا خیال نہ کرے اگرچہ صحیح طور پر اس منزل تک پہنچنا انسان کے لئے بے حد دشوار

ہو۔

۲۔ الملک ۔ بادشاہ

تخلق

جو شخص اس اسم کا رنگ اپنے اندر لینا چاہے تو اپنے نفس کی مملکت اور قلب و قالب پر قبضہ جمائے اپنے اعضاء اور سب قوتوں پر غلبہ حاصل کرے اور ان سب کو طاعت حق اور شریعت کے تابع بنائے تاکہ اپنے وجود کا بادشاہ بن جائے۔

۳۔ القدوس ۔ ہر نقصان سے پاک

بے حد پاک اور ہر نقصان سے بری ہر خیال ووہم و گمان سے بالاتر اور انسان کے ہر فکر سے سر بلند۔

ہرچہ اندیش پذیرائی فنا است

وآنچہ در اندیشہ نادید آں خدا است

قدس علمی ۔

انسان علمی تقدس تب حاصل کرسکتا ہے کہ محسوسات اور متخیلات سے اپنے علم کو بالاتر بنائے اس علم کا دلدادہ و شیدائی بنے کہ جب اس کے حواس سلب کر لئے جائیں اور قوت متخیلہ پر بھی زوال آجائے تب بھی اس کا رشتہ عشق علمی علوم الٰہیہ ازلیہ ابدیہ کے ساتھ وابستہ رہے۔

قدس ارادی

ارادہ کی پاکیزگی یہ ہے کہ کھانے' پینے' پہننے 'نکاح کرنے اور خواہشات انسانی وغیرہ سے بالاتر ہوجائے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی اس کی کوئی مراد نہ ہو سوائے محبت الٰہی کے اور کسی چیز میں لذت نہ آئے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے سوا اور کسی چیز سے راحت نہ ہو۔

۴۔ السلام

ہر عیب سے سلامت

تخلق

جس شخص کا دل حسد کینہ بغض اور شرارت سے پاک ہوگیا گناہ کرنے سے اس کے اعضاء بچے رہے شہوت اور غضب پر عقل غالب رہی یہی وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کے ہاں قلب سلیم لے کر آئے گا یہ شخص بندوں میں سلام کہلانے کا مستحق ہے اور اپنی خوبیوں کے باعث سب سے زیادہ قرب الہی میں جگہ پائے گا۔

۵۔ الغفور۔ گناہ بخشنے والا

بندہ کا فرض ہے کہ اللہ تعالی کے بندوں سے بے اعتدالیوں پر اس قدر عفو کرے کہ بندوں میں غفار کہلانے کا مستحق ہوجائے (۹۴)

مذکورہ بالا رسالہ کا ایک ایک حرف نقل کرنے کے قابل ہے مگر بنظر انحصار اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۱) رسالہ پیر اور مرید کے فرائض

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف کے سلسلہ میں یہ دوسرا رسالہ ہے اور مجموعہ رسالہ جات میں ۲۵ نمبر پر ہے جو کل بائیس صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ہذا میں ایک سوال کا مفصل جواب دیا گیا ہے سوال یہ ہے کہ پیر اور مرید کے کیا کیا فرائض ہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حضور سرور کائنات کی بعثت کے چار اہم فرائض قرآن کی روشنی میں بیان کئیے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں قرآن مجید کی تعلیم دینا قرآنی آیات پڑھ کر سنانا حکمت و دانائی سکھانا اور تذکیہ نفس کرنا شامل ہیں

تذکیہ نفس کو آج کی اصطلاح میں تصوف کا نام دیا جاتا ہے پھر موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایک غلط فہمی کا

ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صوفیاء کی بیعت کا ثبوت نبی کریم ﷺ کے عمل سے ہمیں ملتا ہے۔

چنانچہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے پابند رہنے زکواۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی (۹۵)

اس کے ساتھ ساتھ رسالہ میں دنیا پرست، قبر پرست، بدعتی اور لالچی پیروں پر سخت تنقید کی گئی ہے اس کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام اور صوفیاء عظام کی اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ان کی چار اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں!

۱۔ علمائے ربانی

علمائے ربانی کی زندگی کا مقصد رضائے الہی کا حصول ہوتا ہے ان کو دیکھ کر فکر آخرت دنیا سے بے رغبتی اور عمل صالح کی توفیق ہوتی ہے (۹۶)

۲۔ صوفیائے ربانی

صوفیائے ربانی کی صحبت میں بیٹھنے سے انانیت غرور تکبر جاہ طلبی اور زر پرستی کا جذبہ فنا ہوجاتا ہے (۹۷)

۳۔ علماء سوء

علماء سوء کی زندگی کا مقصد دین الہی کی تبلیغ نہیں ہوتا ان کی زندگی کا نصب العین محض روٹی کمانا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا اور مسلمانوں کو لڑا کر اپنے حلوے مانڈے کی خیر منانا ہوتا ہے (۹۸)

۴۔ جعلی صوفی

جعلی صوفی کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور شریعت اور طریقت کو دوالگ الگ چیزیں تصور کرتے ہیں ان کا مقصد بھی صرف جاہل عوام سے اپنی تجوریاں بھرنا ہوتا ہے خود جہنم کا ایندھن بنتے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو بھی جہنم کی طرف لے جارہے ہیں (۹۹)

اس کے بعد رسالہ ہذا میں سچے پیر کی شرائط کا تذکرہ کیاگیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں!

وہ عالم دین ہو

متقی و پرہیزگار ہو

دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا طالب ہو

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والا ہو

طویل عرصہ کسی کامل مرشد کی صحبت میں رہ چکا ہو

پیر کا فرض ہے کہ مذکورہ بالا شرائط پوری کرے تب اس مسند پر جانشین ہو ورنہ خطرہ ہے کہ اپنی نالائقی کے باعث اپنی اور مریدوں کی عاقبت برباد کردے

مرید کے فرائض کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید اپنے پیر کو اپنا ہادی جانے اس کی ہر بات میں اطاعت بجالائے بشرطیکہ وہ قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو

۲۔ ہر پیر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے بلکہ اس کو کچھ دنوں تک پرکھے اس کی صحبت میں رہے کسی مشرک اور بدعتی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے

۳۔ مرید کا فرض ہے کہ پیر کو خطا سے پاک تصور نہ کرے اس کی اطاعت صرف نیکی میں کرے

رسالہ کے آخر پر تین علماء کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

۱۔ حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں ضلع میانوالی.

۲۔ حضرت مولانا ابو محمد احمد بنچہ امام مسجد صوفی لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا عبید اللہ فاضل دیوبند پروفیسر گورنمنٹ کالج شاہ پور (۱۰۰)

اس تمام تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری ایک مفسر قرآن محدث فقیہ کے ساتھ ساتھ بلند پایہ کے صوفی بزرگ تھے جن سے ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔

حوالجات و حواشی

۱۔ امام حافظ جمال الدین ابوالفراج عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ " تلبیس ابلیس " اردو ترجمہ از علامہ ابو محمد عبدالحق اعظم گڑھی ، میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی (ت۔ن) ص ۲۲۵ تا ۲۲۷۔

۲۔ سید قاسم محمود " اسلامی انسائیکلو پیڈیا " شاہکار بک فاونڈیشن حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی یکم جنوری ۱۹۸۴ء ص ۵۰۴۔

۳۔ "اردو دائرہ " معارف اسلامیہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور جلد نمبر ۶ - ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ص ۴۱۹۔

۴۔ علی مہدی خان لفظ " صوفی اور صوفی ازم " کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ !

Sufism is the name given to Islamic mysticism and sufi doctrines and practices are generally akin to the views and activities of mystics in different countries)(Ali mahdi khan the elements of Islamic philosphy Kashmiri bazar Lahore 1973 p 107)

۵۔ سید قاسم محمود " اسلامی انسائیکلو پیڈیا " ص ۵۰۲.

۶۔ خواجہ خان صاحب بی اے کہتے ہیں کہ تصوف کا کام ہے کسی عمل کو اچھا ، خالص اور خوبصورت کرکے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اور یہی چیز اللہ کو پسند ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ !

God is beautiful and he loves beauty (Khaja Khan B.A the philosophy of Islam Kashmiri Bazar Lahore 1977 p 118)

اسی طرح احسان کا مطلب بھی یہی ہے کہ کسی کام کو اچھی طرح کرنا چنانچہ

Thomas patrick Hughes لکھتے ہیں کہ ۔

Ihsan, to confer favoursor to perform an action

in a perfect maner (thomas patrick hughes

Dictionary of Islam Premier Book House

Anar Kali Lahore 1694 p 196)

جی این جالبانی تصوف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

Tasawwuf deals with the inner aspect of religion

(G.N. Jalbani "Teachings of shah waliyullah of Dehli"

Kashmiri Bazar Lahore 1979 p 82)

۷۔ "اردو انسائیکلوپیڈیا" فیروز سنز لاہور ۱۹۸۶ء ص ۳۲۲۔

۸۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۶ ص ۳۱۸۔

۹۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "تلبیس ابلیس" ص ۲۲۷۔

۱۰۔ سید قاسم محمود "شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا" ص ۵۰۵۔

۱۱۔ مولانا احمد علی پنجگوری "حجتہ القاطعہ" المکتبہ الحبیب کراچی شوال ۱۴۰۶ھ ص ۵۱۔

۱۲۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۶ ص ۳۲۹

۱۳۔ حضرت مولانا شاہ محمد (خلیفہ مجاز مولانا اشرف علی تھانوی) لکھتے ہیں کہ!

"تصوف دین کی روح ہے جس کا کام باطن کو رزائل اخلاق زمیمہ شہوت ' حسد، حب دنیا ' بخل ' حرص ' ریا اور غرور سے پاک کرنا اور اخلاق حمیدہ ' توبہ ' صبر' شکر' خوف ' زہد' توحید' توکل اور اخلاص پیدا کرنا ہے جو مقصود حیات ہے

(مولانا شاہ محمد مسیح اللہ" شریعت و تصوف " ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان' ربیع الاول

۱۴۰۲ھ بمطابق جنوری ۱۹۸۳ء ص ۹۲)

۱۴۔ مولانا احمد علی پنجگوری " حجتہ القاطعہ یعنی دلائل السلوک " شوال ۱۳۰۶ھ ص ۸۰۔

۱۵۔ سورہ جمعہ آیت ۲ پ ۲۸۔

۱۶۔ ان ہی الفاظ کے ساتھ دعائے ابراہیمی پ ۱ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۲۹ اور سورہ آل عمران پ ۴ آیت نمبر ۱۶۴ آیات بھی دلالت کرتی ہیں۔

۱۷۔ ہفت روزہ " خدام الدین حضرت لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء صاحب مضمون مناظر حسین نظر ص ۸۵۔

۱۸۔ ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری "صحیح بخاری" مکتبہ دارالجیل بیروت ۱۳۳۰ھ جلد اول جز اول کتاب الایمان ص ۱۹۔۔۔۔ احمد بن علی حجر العسقلانی " فتح الباری شرح صحیح البخاری" دارالمعرفہ بیروت (لبنان) ۲۱ شعبان ۱۳۷۹ھ جلد اول کتاب الایمان ص ۱۱۴

۱۹۔ مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ اور Cyril Glasse احسان کا تزکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

You should worship God as if you saw him for if you do not see hin never the less he see you (Maulana Allah yar Khan "An objective appraisal on the sublime sufi pat" Idarah -e- Naqshbandiah awaisiah chakwal 25 October 1965 p 26 ---cyril Glasse "The concise encyclopadia of Islam" Londan 1988 p 182)

۲۰۔ پروفیسر محمد سرور " مولانا عبیداللہ سندھی ' حالات زندگی ' تعلیمات اور سیاسی افکار " سند ساگر اکادمی لاہور مئی ۱۹۶۷ء ص ۱۶۶۔

۲۱۔ مولانا احمد علی پنجگوری "حجتہ القاطعہ" ص ۸۹۔

۲۲۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۶ ص ۳۲۹---Shahidullah

Faridi کے نزدیک تصوف کو اسلام کی جڑ بنیاد اور اصل کا نام دیا جاسکتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ!

Tasawwuf can be called the inwardness of Islam

(Shahidullah Faridi "Inner as espects of faith"

May 1986 P 51)

۲۳۔ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۲ پ ۱۱۔

۲۴۔ مولانا احمد علی پنجگوری "حجتہ القاطعہ" شوال ۱۳۰۶ ص ۱۷۹۔

۲۵۔ مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ " معارف القرآن" جلد چہارم ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۴ پاکستان ربیع الاول ۱۴۰۵ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۴ ص ۴۸۹۔

۲۶۔ ڈاکٹر عبدالحی " معارف حکیم الامت " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی (ت۔ن) ص ۱۵۶۔

۲۷۔ پروفیسر محمد سرور "مولانا عبیداللہ سندھی ' حالات زندگی تعلیمات اور سیاسی افکار " سند ساگر اکادمی لاہور مئی ۱۹۶۷ء ص ۱۶۶۔

۲۸۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد نمبر ۷ ص ۴۲۱۔

۲۹۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد نمبر ۷ ص ۴۲۲۔

۳۰۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۷ ص ۴۲۲۔

۳۱۔ سلیمان بن اشعث سجستانی سنن ابی داود مطبع المجتبی دھلی ۱۳۴۶ھ جلد

ثانی ص ۳۲۴۔

۳۲۔ پیر محمد کرم شاہ صاحب "رہبانیت" کی ابتداء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

" بنی اسرائیل پر جب جابر لوگ قابض ہو گئے تو انہوں نے ان کے مقابلہ میں متواتر تین جنگوں میں شکست کھائی اور تھوڑے سے انسان باقی بچے انہوں نے اس اندیشہ سے غاروں کی راہ لی کہ یہ جابر لوگ ہمیں ختم کر ڈالیں گے اس طرح انہوں نے اپنا ایمان اور جان بچائی مگر بعض لوگوں نے بعد میں کفر کا راستہ اختیار کیا آج بھی اگر کلیسائی نظام کا پورا مطالعہ کریں تو یہ ثابت ہوگا کہ ان لوگوں نے جائز خواہشات کو بھی حرام کیا ہوا ہے۔ سینٹ جیرون جیسا ممتاز مسیح عالم کہتا ہے کہ جو عورت مسیح کی خاطر راہبہ بن کر ساری عمر کنواری رہے وہ مسیح کی دلہن ہے اور اس عورت کی ماں کو خدا یعنی مسیح کی ساس ہونے کا شرف حاصل ہے انسانی فطرت کے تقاضوں کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو مسیح خانقاہیں کنواری راہبات کے لئے مختص تھیں حرام کاری کے اڈوں میں تبدیل ہوگئیں (پیر محمد کرم شاہ صاحب "ضیاء القرآن" ضیا القرآن پبلیکیشنز لاہور ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ جلد ۵ ص ۱۲۸-۱۲۹۔

۳۳۔ الحاج مولوی فیروز الدین " فیروز اللغات " فیروز سنز لاہور (ت-ن) ص ۷۳۱۔

۳۴۔ مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان " معارف القرآن " جلد نمبر ۸ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۴ پاکستان ستمبر ۱۹۸۳ء ص ۳۲۹۔

۳۵۔ علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر حقانی" میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی جلد ۴ (ت-ن) ص ۴۵۸۔

۳۶۔ علامہ ابن جوزی بلند پایہ عالم باعمل تھے۔ آپ کا نام عبدالرحمن، لقب جمال الدین، کنیت ابوالفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور ہوگئے آپ ۵۱۰ بمطابق ۱۱۱۶ کو بغداد میں پیدا ہوئے تحصیل علم کے بعد ہزاروں کتب لکھیں آخر اس دار فانی سے ۵۹۷ھ

بمطابق ۱۲۰۰ء میں کوچ کرگئے ۔
("اردو دائرہ معارف اسلامیہ" دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء جلد ۱ ص ۴۶۷ --- "اردو انسائیکلوپیڈیا" فیروز سنز لاہور جنوری ۱۹۸۴ء ص ۳۹ --- جمال الدین ابی الفراج بن جوزی "صفۃ الصفوہ" دار المعرفہ بیروت ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء جلد اول ص ۸ --- علامہ عبدالحق محدث دھلوی اشعۃ اللمعات نول کشور لکھنؤ شوال ۱۳۱۱ھ بمطابق اپریل ۱۸۹۴ء جلد اول ص ۲۴)

۳۷۔ علامہ ابن جوزی "تلبیس ابلیس" میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی (ت۔ن) ۲۲۷۔۲۲۸ اردو ترجمہ از مولانا ابو محمد عبدالحق اعظم گڑھی ۔

۳۸۔ امام ابن تیمیہ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۱۲۶۳ء کو جناب عبدالحلیم کے گھر پیر کے دن حران (موجودہ ترکی) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حران میں ہی پائی ۔ اللہ تعالی نے آپ کو سرعت حفظ کی دولت سے نوازا ہوا تھا آپ نے دمشق کے دو مشہور مدارس دارالحدیث السکریہ جو قصاعین کے محلے میں تھا دوسرا مدرسہ مدرسۃ الحنبلیہ تھا جو سفح قاسیون دمشق میں تھا آپ کے اساتذہ کرام کی تعداد بے شمار ہے ۔ مولانا محمد یوسف کوکن عمری مدراس یونیورسٹی نے اپنی کتاب امام ابن تیمیہ میں ابن تیمیہ کے اساتذہ کی تعداد چوالیس لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ اور بھی بہت اساتذہ ہیں مگر اسماء گرامی معلوم نہیں ہوسکے۔ امام ابن تیمیہ نے شرک و بدعات ' تاتاریوں اور شیعوں کے خلاف جہاد کیا یقیناً آپ مجدد وقت تھے ۔ ابن تیمیہ کے ہم عصر بزرگ شیخ عماد الدین بیلنجہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج آسمان کے نیچے ابن تیمیہ کا مثل و نظیر دکھائی نہیں دیتا۔ نہ علم میں نہ عمل میں نہ اخلاق میں نہ اتباع حق میں نہ شہرہ کرم میں نہ کمال علم میں اور نہ اللہ اور اس کے شعائر کے حفظ وقیام میں ابن تیمیہ کے سوا اس زمانے میں کوئی اور ایسا شخص نہ دیکھا جس کے اقوال و اعمال

سے نبوت محمدی ﷺ کے انوار اور سنت کی روشنیاں یوں چھن چھن کر نکلتی ہوں کہ ان کو دیکھ کر ہم بے اختیار بول اٹھیں کہ محمد رسول ﷺ اور صحابہ کرام کا حقیقی اتباع اسے کہتے ہیں آخر یہ مجاہد اسلام ۲۲ ذی القعدہ ۷۲۸ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۱۳۲۸ء کو اس دارفانی سے رحلت فرماگئے آپ ؒ کو ماں کے پہلوں دمشق میں دفن کیا گیا (مولانا محمد یوسف کوکن عمری امام ابن تیمیہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء ص ۳ ــ ۵۵-- "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۹۶۴ء جلد ۱ ص ۴۴۸-- "اردو انسائیکلوپیڈیا" فیروز سنز لاہور جنوری ۱۹۸۴ء ص ۳۹ --- سید ابوالحسن علی ندوی "تاریخ دعوت و عزیمت" مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی ۱۷ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ حصہ دوم ص ۳۴ - ۱۲۴ــ

H.A.R Gibb "Shorter Encyclopadia of Islam" 1953 Page 151)

۳۹۔ شیخ محی الدین بن عربی کا نام محمد کنیت ابو عبداللہ لقب محی الدین اور عرف ابن عربی ہے ابن عربی ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ کو اندلس کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ آشبیلیہ (اندلس) میں ابتدائی تعلیم حاصل کی جوانی ہی سے ریاضتیں شروع کردی تھیں تصوف کی دنیا میں ایک مقام حاصل کیا۔
عقیدہ واحدہ الوجود کے بانی تھے۔ کافی کتب تصنیف کیں ابن عربی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ظاہری تھے اور ابن حزم کے پیرو تھے مگر خود ابن عربی نے اس الزام کی تردید کی ہے آخر آپ ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ھ کو دمشق میں وفات پاگئے اور جبل قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے (مولانا محمد یوسف کوکن عمری امام "ابن تیمیہ" ص ۲۸۱-۲۸۳ --- سید ابوالحسن علی ندوی تاریخ "دعوت و عزیمت" حصہ دوم ص ۶۸)

۴۰۔ ابوالحسن علی ندوی " تاریخ دعوت و عزیمت " مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نمبر ۱ کراچی نمبر ۱۸ جلد دوم ۱۷ محرم ۱۳۷۶ھ ص ۶۹۔

۴۱۔ پروفیسر محمد سرور سابق استاذ جامعہ ملیہ دھلی بھی اس غلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وحدہ الوجود کی غلط عملی تعبیر سے اکبر کے عہد میں بے اعتدالیاں پیدا ہوئیں اور بد قسمتی سے شریعت اور شعائر کا استہزاء درباری مسلک میں داخل ہوگیا۔ امام ربانی (ابن تیمیہ) اس کی اصلاح کے لئے اٹھے ان کے والد (یعنی ابن تیمیہ) ابن عربی کے طریقے پر تھے۔ شروع میں خود امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی وحدت الوجود کے قائل تھے لیکن بعد میں آپ نے ابن عربی کے اس تصور وحدت الوجود کے خلاف آواز اٹھائی (پروفیسر محمد سرور "مولانا عبیداللہ سندھی، حالات زندگی اور سیاسی افکار" ص ۱۶۹۔۱۷۰) پروفیسر محمد سرور مولانا عبیداللہ سندھی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مولانا فرماتے ہیں کہ وحدہ الوجود کا تصور اپنی جگہ بالکل صحیح ہے اور اس سے لازمی طور پر وحدت ادیان ان معنوں میں کہ چونکہ سب دین اصلاً ایک ہی ہیں اس لئے کسی ایک دین کا ماننا اور اس کے قانون پر چلنا ضروری نہیں غلط چیز ہے (پروفیسر محمد سرور کتاب مذکورہ ص ۱۶۸) اسی طرح پروفیسر محمد سرور صاحب شاہ ولی اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی ابن عربی اور امام ربانی دونوں سے مستفید ہوئے شاہ ولی اللہ کے نزدیک امام ربانی جس کو وحدت الشھود کہتے ہیں یہ تصور توحید خود ابن عربی کے ہاں موجود ہے بے شک ابن عربی کے تصور سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں امام ربانی نے اس کی اصلاح فرمادی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابن عربی کا تصور وحدت الوجود غلط تھا پروفیسر محمد سرور "مولانا عبیداللہ سندھی کے حالات زندگی اور سیاسی افکار" ص ۱۷۱۔

۴۲۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی "تاریخ دعوت و عزیمت" حصہ دوم ص ۷۰۔

۴۳۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی "تاریخ دعوت و عزیمت" حصہ دوئم ص ۳۴۸۔

۴۴۔ امام ابن قیم کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب شمس الدین ہے۔ آپ ۷ صفر ۶۹۱ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مدرسہ جوزیہ کے مہتمم اور منتظم تھے۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ ' ابوبکر بن عبدالائم ' عیسی المطعم ' ابن الشیرازی '
اسماعیل ' بن مکتوم ' الشہاب النابلیسی ' قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان ' فاطمہ بنت جوہر
وغیرہ اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ جوزیہ میں مدرس اور
امام مقرر ہوئے ۔ خدا تعالیٰ نے بے بہا صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا اپنے استاد محترم ابن
تیمیہ کے صحیح جانشین واقع ہوئے عبدالعظیم عبدالسلام شرف الدین استاد جامعہ القاہرہ
ابن قیم کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں !
امام ابن قیم الجوزیہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید اور مورخ کبیر علامہ
ابن کثیر کے باعث فخر استاد تھے ابن قیم اپنے وقت ہی کے نہیں بلکہ تاریخ علم و فضل کے
نمایاں ترین عالم ' متکلم ' فقیہ اور فلسفی تھے ۔ امام ابن قیم نے بدعات و خرافات کے
خلاف بہت کام کیا ہے ' سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے پابندی کرتے تھے ۔آپ نے کثیر کتب
لکھیں اہم کتب کی تعداد ستر تک پہنچتی ہے اس کے علاوہ اپنے استاد ابن تمیمہ کی تقریبا
تیس کتب کے تراجم، ترتیب اور ان کو یکجا کیا ہے علمی دنیا میں ایک خاص مقام کے حامل
تھے ۔امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ساٹھ سال کی عمر میں ۱۳ رجب ۷۵۱ ھ کو وفات پائی
(عبدالعظیم عبدالسلام شرف الدین استاد جامع القاہرہ "حیات امام ابن قیم" نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی ۱۹۸۴ء ص ۳-۷۹)

۴۵۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی "اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش" مرکزی
انجمن خدام القرآن لاہور ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء ص ۵-۶

۴۶۔ پروفیسر یوسف مسلم چشتی "کتاب مذکور" ص ۹۔

۴۷۔ مولانا عبدالباری ندوی انہی غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کے بارے میں لکھتے
ہیں کہ!
لیکن دوسری طرف تصوف کے متعلق اور تصوف کی راہ سے جتنی غلط فہمیاں بلکہ طرح

طرح کی گمراہیاں امت میں پھیلی ہیں فرق اسلامیہ اور علوم اسلامیہ میں شاید ہی کسی فرقہ اور کسی علم وفن کی راہ سے یا اس کے متعلق پھیلی ہوں بدعات و خرافات ' باحت والحاد کفر و شرک تک کی کوئی شکل مشکل ہی سے بچی ہوگی جس کا کوئی نہ کوئی داخل تصوف بلکہ عین تصوف نہ جانتا ہو - اسی بناپر بہت سے اکابر اسلام تصوف کے سرے سے منکر ہوگئے یا اس کو سراپا ضلالت قرار دیدیا" مولانا عبدالباری "ندوی تجدید تصوف و سلوک" نفیس اکیڈمی کراچی جون ۱۹۶۲ء ص ۱۵) مولانا محمد یحییٰ صاحب گوندلوی استاذ جامعہ رحمانیہ اہل حدیث قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ!

صوفیاء کی ابتداء جس طرح داستان جھوٹ پر مبنی ہے اسی طرح ان کے وہ تمام عقائد جو کتاب و سنت کے خلاف ہیں سبھی جھوٹ پر مبنی ہیں (ماہنامہ "تعمیر انسانیت" لاہور جون ۱۹۸۵ء ص ۵۹)

۴۸- سورہ اعراف پ ۹ آیت نمبر ۱۵۷-

۴۹- محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ!

ہر حقیقت جو خلاف شریعت ہو گمراہی ہے اور ہر شریعت جو حقیقت سے خالی ہو وہ اپنے عمل کرنے والے کے لئے ایک معطل چیز ہے (پروفیسر محمد سرور مولانا عبیداللہ سندھی کے حالات زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار ص ۱۶۶ بحوالہ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ) مولانا محمد دین صاحب حنفی چشتی شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت کی تعریف اور ان کا باہمی تعلق درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں کہ!

شریعت احکام تکلیفیہ کے مجموعہ کا نام ہے اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آگئے اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس امر کا مرادف (یعنی ہم معنی) سمجھا جاتا ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف منقول ہے معرفۃ النفس مالھا وما علیھا (یعنی نفس کے نفع اور نقصان کی چیزوں کو پہچاننا) پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت جزو متعلق

باعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہوگیا اور دوسرے جزو متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہوگیا اور ان اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں ۔ پھر ان اعمال کی درستی سے قلب میں جو جلا اور صفاء پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کو نیہ متعلقہ اعیان و اعراض (حقائق و لوازمات) بالخصوص اعمال حسنہ وسیئہ و حقائق الٰہیہ صفاتیہ و فصلیہ بالخصوص معاملات بین اللہ و بین العبد (یعنی جو معاملات اللہ اور بندے کے درمیان ہیں وہ منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں اور اس صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہتے ہیں پس یہ سب امور متعلق شریعت کے ہی ہیں اور عوام میں جو یہ شائع ہوگیا ہے شریعت صرف جزو متعلق باحکام ظاہرہ کو کہتے ہیں یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہیں اور عوام کے اعتبار سے اس کا منشا بھی صحیح نہیں ہے کہ وہ ظاہر اور باطن میں اعتقاد تنافی یعنی ظاہر اور باطن میں اختلاف کا قائل ہونا ہے (مولانا محمد دین صاحب حنفی چشتی " شریعت اور طریقت " از افادات حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۵)

۵۰ - سورہ حجر آیت ۹۹ پ ۱۴-

۵۱- پروفیسر یوسف سلیم چشتی " تلخیص اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش " مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ بمطابق اگست ۱۹۸۳ء

۵۲- پروفیسر یوسف سلیم چشتی "کتاب مذکورہ ص ۹-

۵۳- مخالفت صرف تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش کی وجہ سے ہوئی ورنہ معتدل تصوف میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے اس حقیقت کی طرف ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ الفاظ اشارہ کرتے ہیں جن کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے کہ!

" اس گروہ (صوفی) نے اپنے نفس سے حقیقت تقوی و مداومت صدق چاہا اوائل قوم کا

یہی حال تھا پھر ابلیس نے (بعد میں آنے والوں میں) ان میں تلبیس کی (ابن الجوزی " تلبیس ابلیس " ص ۲۲۸)...... اسی حقیقت کی طرف پروفیسر محمد سرور استاد جامعہ ملیہ دہلی اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن عربی کے وحدہ الوجود کے عقیدہ نے مسلمانوں کی فکری زندگی میں ایک ہلچل پیدا کردی - اس کا اثر قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑا اور تصوف تو سارے کا سارا اسی رنگ میں رنگا گیا صوفیاء نے ابن عربی کو اپنا امام مانا ' اور وحدہ الوجود کو تصوف کی عمارت کا سنگ بنیاد قرار دیا ہر شاعر نے یہی راگ الاپا - ہر محفل میں اسی پر تھاپ پڑی - صوفی اسی دھن میں مست ہوگئے یہ عقیدہ خواص تک محدود رہتا تو اس کی اور بات تھی لیکن جب عوام کو بھی اس کی مجلس میں بار مل گیا تو نئے نئے شگوفے نکلنے لگے اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ کو وحدہ الوجود کے عقیدہ پر کفر اور ابن عربی کے متعلق کافر کا فتوی دینا پڑا محمد سرور سابق استاد جامعہ ملیہ دھلی" مولانا عبیداللہ سندھی،حالات زندگی،تعلیمات اور سیاسی افکار" سندھ ساگر اکادمی لاہور مئی ۱۹۶۷ء مئی ص ۱۶۱)

۵۴- "اردو دائرہ معارف اسلامیہ"دانش گاہ پنجاب لاہور جلد ۶ ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ء ص ۴۲۲۔

۵۵- محمد عثمان بی اے "ملفوظات طیبات حضرت لاہوری" انجمن " خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور جنوری ۱۹۶۵ء ص ۷۹-

۵۶- مولانا احمد علی لاہوری ہفت روزہ " خدام الدین " مجلس ذکر ۳ جولائی ۱۹۵۸ء شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۱ جولائی ۱۹۵۸ء ص ۹-

۵۷- مولانا احمد علی پنجگوری" حجۃ القاطعۃ" المکتبہ الحبیب کراچی شوال ۱۳۰۶ھ ص ۸۴-

۵۸- محمد عثمان غنی ہفت روزہ " خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۲ فروری

۱۹۶۳ء ص ۳۹ - ۴۰۔

۵۹۔ محمد عثمان غنی ہفت روزہ " خدام الدین " حوالہ مذکورہ ص ۳۹ ' ۴۰۔

۶۰۔ محمد عثمان غنی بی - اے ہفت روزہ " خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۳۹۔

۶۱۔ محمد عثمان غنی بی - اے ہفت روزہ " خدام الدین " ص ۳۹۔

۶۲۔ ایچ اے آر گب لفظ طریقہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

Tarika, This Arabic term meaning road, way, path has acquired (حاصل کرنا) two successive technical meanings in muslim mysticism (علم باطن ' تصوف) (H.A.R Gibb and J.H kramers "shorter encyclopdia of Islam" 1953 p 573) مولانا فیروز الدین طریقہ، طریقت کا

مفہوم یہ لکھتے ہیں -

طریقہ طرز ' ڈھنگ ' روش اور طریقت کا مطلب ہے راستہ ' تصوف کی اصطلاح میں تذکیہ باطن ' صوفیوں کا طریقہ جس سے روحانی کمال حاصل ہوتا ہے (مولوی فیروزالدین "فیروز اللغات" فیروز سنز لاہور (ت - ن) ص ۸۷۸) اسی طرح مولانا تاج محمد دھلوی ". لغات القرآن" میں طریقہ کا لغوی مفہوم لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب راستہ ' روشن راہ ' مذہب اور قاعدہ ہے (مولوی تاج محمد دھلوی لغات القرآن مکتبہ خیر کثیر کراچی (ت - ن) ص ۲۰۳)

۶۳۔ محمد عثمان غنی بی اے " ملفوظات طیبات حضرت مولانا احمد علی لاہوری " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۸۷۔

۶۴۔ ہفت روزہ "خدام الدین " شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۷ اگست ۱۹۷۹ء ص آخری۔

٦٥۔ خلیفہ کا لغوی مفہوم نائب اور وارث ہے (تاج محمد دھلوی " لغات القرآن "مکتبہ خیر کثیر کراچی (ت۔ن) ص ۱۴۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کسی نظام کے تابع ہوتا ہے وہ دیئے ہوئے نظام کو چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اسی چیز کا تذکرہ ڈاکٹر ایس اے کیو حسینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

The Khalifa was the supreme head of the state his chif functions was temporal. He could not change or modify any essential Islamic law or tenet (Dr S.A. Q Husaini "Arab administration" kashmiri Bazar Lahore 1970 p 33) اسی طرح ایک خلیفہ اپنے روحانی مرشد کے دیئے ہوئے نظام کو چلاتا ہے۔

٦٦۔ حافظ ڈاکٹر فیوض الرحمن " شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء " پاکستان بک سینٹر ۲۲ اکتوبر ۱۹۷٦ء ص ۲٦۔

٦٧۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۴۔

٦٨۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۴۔

٦٩۔ لطیفہ قلبی کے بارے میں ابوعبدالرحمن ریاض الحسن قادری جھنگوی فرماتے ہیں کہ!

لطیفہ قلبی سلسلہ قادریہ راشدیہ کا پہلا ذکر ہے۔ اس ذکر میں زبان سے اللہ کا ورد ہوتا ہے مگر چوٹ دل پر لگائی جاتی ہے (مؤلف کو یہ تعریف ابوعبدالرحمن ریاض الحسن جھنگوی سرکولیشن مینجر ہفت روزہ "خدام الدین" (مرید حضرت مولانا عبیداللہ انور) سے یکم شوال ۱۴۱٦ھ بمطابق ۱۲ فروری ۱۹۹٦ء کو لاہور سے معلوم ہوئی)

۷۰۔ عبدالحمید خان " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۴-۹۵۔

۷۱۔ امام احمد بن حنبل "مسند احمد" مکتبہ ادارہ احیاء السنہ شارح گرجاکھ گوجرانوالہ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ جلد ۷ ص ۲۷۴۔

۷۲۔ حضرت مولانا محمد دین صاحب حنفی چشتی اشرفی " شریعت اور طریقت " ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ۱۹۸۶ء ص ۴۷

۷۳۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری " صحیح بخاری" مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۵ء جلد ۲ ص ۱۰۳۰۔

۷۴۔ عبدالحمید خان " مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۸۔

۷۵۔ سورہ ابراہیم آیت ۲۴ پ ۱۳۔

۷۶۔ اگرچہ حضرت امروٹی کی مزار امروٹ شریف ضلع سکھر میں ہے لیکن کتاب میں مذکور نہیں راقم نے خود امروٹ جاکر حضرت کی مزار کو دیکھا ہے۔

۷۷۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۰۳-۱۰۴---- حامی عبیدی دین پوری "ید بیضا" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور جون ۱۹۷۶ء ص ۳۹ تا ۴۱ --- ڈاکٹر لال دین اخگر "کتاب الحسنات " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۴۴۴---- محمد عثمان غنی "ملفوظات طیبات " حضرت لاہوری انجمن خدام الدین لاہور جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱'۲'۳۔

۷۸۔ شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ کا فوٹو آخر میں بطور ضمیمہ منسلک کیا جارہا ہے جس کا نمبر ۶ ہے۔

۷۹۔ عبدالحمید " مرد مومن " فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۰۵----ڈاکٹر لال دین اخگر " کتاب الحسنات " انجمن خدام الدین لاہور ۱۹۸۵ء ص ۴۴۵ ----ڈاکٹر فیوض الرحمن شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی اور ان کے خلفاء ت-ن ص ۱۶۱----

ہفت روزہ "خدام الدین لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۵۵۳۔

۸۰۔ محمد عثمان غنی بی اے "ملفوظات طیبات شیخ التفسیر" حضرت مولانا احمد علی لاہوری انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۶۵ ص ۳۔

۸۱۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۰۶۔

۸۲۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "مقامات ولایت یعنی انوار ولایت" پنجاب پریس لاہور (ت۔ن) حصہ دوم ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

۸۳۔ ذکر کا مطلب یاد کرنا ہے جیسا کہ Thomas Patrick لکھتے ہیں!

Zikr Remombering Zakhar the religious

ceromony or act of decotion which is Practised

by the various religious orders of Faqirs or

Darwashes (Thomas Patrick Hughes "Dictionary of

Islam" Premier Book House Anarkali Lahore 1964p 703)

۸۴۔ سورہ جمعہ آیت ۱۰ پ ۲۸۔

۸۵۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" ص ۱۵۴

۸۶۔ ڈاکٹر لال دین اخگر "مقامات ولایت" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) ص ۱۷۷۔۔۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۵۸۔

۸۷۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء ص ۵۔۶۔

۸۸۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۱ جولائی ۱۹۵۸ء ص ۹۔

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقاریر " مجلس ذکر " کے نام سے دس حصوں میں شائع ہوئی تھیں جو اہل تصوف کے لئے بڑی اہمیت و افادیت کا موجب ہیں۔

۸۹۔ محمد عثمان غنی بی اے " ملفوظات طیبات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۲۵-۱۲۶

۹۰۔ سورہ اعراف آیت ۱۸۰ پ ۹

۹۱۔ لفظ اللہ کی تعریف کرتے ہوئے E. VANDONZEL لکھتے ہیں

Allah (A.Allah) God the Unique one the greator and Lord of the judgement (E. Vandonzel "Islamaic Desk reference" New york 1994 P 31)

۹۲۔ الاسماء الحسنیٰ ' نہایت اچھے اسماء اللہ تعالیٰ کے نام ' جنہیں قرآن پاک میں حسنیٰ کہا گیا ہے اس لئے کہ ان ناموں پر جس پہلو سے غور کیجئیے۔ علم و حکمت کی رو سے باعتبار عقل و فکر یا باعتبار جذبات قلب --- ان میں حسن ہی حسن نظر آئے گا۔ وہ ہر لحاظ سے اچھے مرغوب اور دل پسند ہوں گے کہ یہی معنی ہیں حسن کے ("اردو دائرہ معارف اسلامیہ " دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۶ء ج ۲ ص ۷۱۰)

۹۳۔ حضرت مولانا احمد علی رسالہ " اسماء اللہ الحسنیٰ " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۱۸ ص ۳،۴۔

۹۴۔ حضرت مولانا احمد علی " ماخوذ از رسالہ " اسماء اللہ الحسنیٰ " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۱۸

۹۵۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) ص ۶ بحوالہ بخاری و مسلم۔

۹۶۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " ص ۱۰۔

۹۷۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " ص ۱۲۔
۹۸۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " ص ۱۲۔
۹۹۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " ص ۱۴۔
۱۰۰۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رسالہ " پیر اور مرید کے فرائض " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) ص ۴۔۲۱۔

باب ہفتم

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری
کی خدمات دیگر علوم میں

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دیگر علوم میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے نہ صرف قرآن و حدیث، فقہ اور تصوف میں بے بہا خدمات انجام دیں بلکہ ان علوم کے علاوہ دیگر مروجہ علوم میں بھی خدمات انجام دیں مثلاً علم الکلام، علم عقائد، فلسفہ و اخلاق، تاریخ، علم الاقتصاد و سیاسیات اور فنی تعلیم و تربیت وغیرہ

مذکورہ بالا علوم کے سلسلے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے استفادہ کیا ہے یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد و بے نظیر ہے جس میں اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار بیان کئے گئے ہیں اور جو علم کلام کی روح ہے یہ کتاب حدیث، فقہ، فلسفہ و اخلاق زبان و ادب اصول و فروع اسلام غرض تمام علوم پر محیط ہے اور اپنی تصنیف کے وقت سے ہی مقبول عوام و خواص ہے اور عالمگیر شہرت کی حامل ہے اور بے شمار اسلامی مدارس اور کالجز و یونیورسٹیوں میں داخل نصاب ہے (۱)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا درس قرآن مجید برائے عوام و علماء کرام ایک مشہور چیز ہے درس قرآن برائے عوام ہر روز صبح کو ہوتا تھا درس قرآن مجید برائے علماء کرام ہر سال شعبان میں شروع ہوتا تھا اور تین ماہ تک جاری رہتا تھا جو علماء کرام پاس ہوتے انہیں سند عطا کی جاتی تھی حضرت لاہوری کے یہ دروس کئی سالوں تک جاری رہے اور ان سے بے شمار حضرات مستفید ہوتے رہے ان حضرات میں سے جو اعلیٰ استعداد کے مالک ہوتے انہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ پڑھائی جاتی اس کتاب میں شاہ صاحب نے فلسفہ شریعت اسلامیہ بیان فرمایا ہے اور حکمت اسلامیہ کو منضبط کیا ہے اس سے ایک تو احکام شرعیہ کی حکمتوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے بصیرت ملتی ہے اور ان قواعد کا پتہ چلتا ہے جنہیں پیش نظر رکھ کر موجودہ صنعتی اجتماعی دور کے نئے نئے اور پیچیدہ مسائل کے متعلق صحیح اجتہاد کیا جاسکتا ہے لیکن اس کتاب کے مطالب کو سمجھنے کے لئے پہلے علوم دینیہ کی تحصیل ضروری ہے اور عربی زبان سے خوب اچھی طرح واقف ہونا لازم ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ماہر استاد کے بغیر حل بھی

نہیں کیا جاسکتا حضرت مولانا احمد علی نے اس کتاب کو ماہر علوم ولی اللھی مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے ہجرت کابل سے پہلے پڑھا تھا اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمودالحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تھا(۲) یہ سلسلہ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی سندیوں بیان کی جاتی ہے!

عن عبیداللہ بن الاسلام (نام مولانا عبیداللہ سندھی) قال اخبرنا شیخ الھند مولانا محمود الحسن الدیوبندی عن حکیم عصرہ مولانا محمد قاسم الدیوبندی عن الشیخ عبدالغنی الدھلوی عن الصدرالحمید مولانا محمد اسحاق الدھلوی عن جدہ الامام عبدالعزیز الدھلوی عن ابیہ الامام ولی اللہ بن عبدالرحیم الدھلوی بکتابہ حجتہ اللہ البالغہ (۳)

ترجمہ

عبیداللہ بن الاسلام (مولانا عبیداللہ سندھی) سے روایت ہے کہ ہمیں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی نے خبر دی انہوں نے نقل کیا ہے مولانا محمد قاسم دیوبندی سے جو اپنے وقت کے حکیم تھے انہوں نے روایت کیا ہے شیخ عبدالغنی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے روایت کیا ہے صدرالحمید سے جو مولانا محمد اسحاق دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں انہوں نے اپنے دادا امام عبدالعزیز دھلوی سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے باپ امام ولی اللہ بن عبدالرحیم دھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اپنی کتاب میں جو حجتہ اللہ البالغہ ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ درس حجتہ اللہ البالغہ کو بھی جاری رکھا اس سلسلے میں جناب محمد مقبول عالم (شاگرد حضرت لاہوری) بیان فرماتے ہیں کہ ہم چند دوست حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا درس عام و خواص ایک عرصہ سے سنتے آئے تھے اور مولانا نے ہمیں بکمال مہربانی مشکوہ شریف کے درس سے بھی نوازا پھر ہم سب نے درخواست کی کہ ہمیں حجتہ اللہ البالغہ بھی پڑھائی جائے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے ہماری درخواست منظور فرمائی اور

فرمایا کہ اگرچہ تم نے باقاعدہ علماء کرام کا نصاب نہیں پڑھا اور عربی زبان کی بھی بہت مہارت نہیں رکھتے لیکن چونکہ تم نے میرا درس قرآن کئی سال سے سنا ہے اور حضرت ولی اللہ کے افکار سے کسی حد تک تم واقف ہو چکے ہو اور پھر تم سب گریجویٹ ہو اس لئے عربی عبارتوں کا ترجمہ میں کردیا کروں گا اور مطالب سمجھا دیا کروں گا ان مطالب کا سمجھنا تمہارے لئے مشکل نہیں ہوگا چنانچہ ہم سب نے کتابوں کا بندوبست کیا کچھ نسخے دھلی سے منگوائے جو مصر کے چھپے ہوئے تھے ایک نسخہ کم تھا اس لئے قرعہ اندازی ہوئی تو راقم الحروف (مقبول عالم) کے نام قرعہ نکلا اور اسے بھی ایک نسخہ مل گیا اور اسے اتنی خوشی ہوئی کہ کبھی کسی قیمتی سے قیمتی شے کے ملنے سے بھی نہ ہوئی تھی۔

حجتہ اللہ البالغہ کا یہ درس ۲۷ جنوری ۱۹۴۰ء کو شروع ہوا اس سے پہلے مشکوہ شریف کا درس ہم ۱۶ جولائی ۱۹۳۸ء کو شروع کرچکے تھے اور وہ درس بھی جاری تھا قاعدہ یہ تھا کہ پہلے قرآن حکیم کا درس عام سنتے پھر مشکوہ شریف پڑھتے اور پھر حجتہ اللہ البالغہ کا درس ہوتا تھا حجتہ اللہ البالغہ کی پہلی جلد ۲۱ جنوری ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی ہم باقاعدہ نوٹ لکھتے تھے اور ان کو ایک جلد میں جمع کر لیتے تھے جب ۲۱ جنوری ۱۹۴۵ کو حجتہ اللہ البالغہ کی پہلی جلد مکمل ہوگئی تو ہم سب ساتھیوں نے حضرت لاہوری سے دوسری جلد شروع کی جو ۱۵ جنوری ۱۹۴۷ء کو مکمل ہوئی اس درس حجتہ اللہ البالغہ جو ۲۷ جنوری ۱۹۴۰ء کو شروع ہوا تھا اور ۱۵ جنوری ۱۹۴۷ء کو اختتام پذیر ہوا اس میں درج ذیل حضرات شریک ہوئے!

۱۔ حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل دیوبند خلف اکبر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۔

۲۔ علامہ علاؤ الدین صدیقی سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔

۳۔ چوہدری عبدالرحمان خان ایم اے ایل ایل بی ۔

۴۔ مولانا بشیر احمد بی اے۔

۵۔ چوہدری عطا اللہ خان صاحب بی اے۔

۶۔ حافظ فضل الٰہی صاحب ایم اے۔

۷۔ مولانا غازی خدا بخش صاحب منشی فاضل۔

۸۔ مولانا عبدالعزیز صاحب۔

۹۔ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب ایم بی بی ایس۔

۱۰۔ مولانا سیف الدین بہاری صاحب فاضل امروہہ۔

۱۱۔ محمد اقبال عالم بی اے و منشی فاضل ۔(۴)

اب یہاں چند دیگر علوم کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے

الف ۔ علم الکلام

علم الکلام اسلام کے دینی علوم میں سے ایک علم ہے جس کا مقصد عقائد دینیہ کو دلائل عقلیہ کے ذریعے پایہ ثبوت تک پہنچانا اور مخالفین کے شکوک و شبہات کا دور کرنا ہے۔

علم الکلام کو علم الکلام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے سے اہل بدعت سے عقائد پر مناظرے کئے جاتے ہیں اس کلام کی وجہ سے عقائد کو کلام کہنے لگے۔

آنحضرت ﷺ اور صحابہ ؓ کے زمانے تک لوگ عقائد کے سلسلے میں آپ ﷺ سے براہ راست رجوع یا صحابہ کرام سے مشورے کی سہولت کے باعث مطمئن ہوجاتے تھے اور اختلافات کم سے کم ظہور میں آتے تھے لیکن بعد میں فتنوں کا ظہور ہوا اور عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات اور اعتراضات پیدا ہوگئے اس طرح اس علم کی ضرورت محسوس ہونے لگی لہٰذا بقول احمد امین مصری علم الکلام کی اصطلاح سب سے پہلے عہد بنو عباس المامون کے عہد میں رائج ہوئی اور یہ نام معتزلہ کی ایجاد ہے جس طرح باقی بلاد اسلامیہ میں اس علم کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کیا گیا اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں بھی علماء کرام نے اس علم کو خاص اہمیت دی یہی وجہ ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ و تصوف کے علاوہ علم الکلام پر بھی یہاں کے علماء کی تصانیف کثیر تعداد میں منصہ شہود پر آئیں جن کی

اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا یہ کتابیں نہ صرف اسلامی ہند کی سرگرم دینی زندگی کو سمجھنے کے لئے لازی پس منظر کا کام دیتی ہیں بلکہ ان کے اثرات بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر باقی اسلامی دنیا پر بھی محسوس کئے گئے چنانچہ ان کے مصنفین کے نام آج بھی اسلامی ممالک میں عزت سے لئے جاتے ہیں (۵)

ان مصنفین میں شاہ ولی اللہ کا نام سر فہرست ہے اور آپ کی کتاب حجتہ اللہ البالغہ ایک خاص اہمیت کی حامل ہے جو کہ تمام علوم اسلامیہ کا مجموعہ ہے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا درس دے کر علم الکلام کی بہت خدمت کی ہے۔

ب۔ علم العقائد (٦)

علم الکلام کی طرح حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم العقائد کی بھی بہت بڑی خدمت کی ہے جس کا تفصیلی تذکرہ آگے باب یازدہم "مولانا احمد علی اور اصلاح رسوم و عقائد" کے تحت آرہا ہے۔

ج۔ فلسفہ و اخلاق (٧)

فلسفہ و اخلاق کے سلسلہ میں بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل قدر ہیں فلسفہ (علوم عقلی) وہ علم ہے جس کے ذریعے قدرت کو سمجھنے اور کائنات کے ساتھ انسانی تعلق کی تہ تک پہنچنے کی سعی و کوشش کی گئی ہو ادب میں فلسفے کا استعمال سب سے پہلے حکیم افلاطون نے کیا جس نے اسے اپنے استاد سقراط سے منسوب کیا ہے۔

سقراط اپنے آپ کو عاشق عقل کہا کرتا تھا یونان میں فلسفے کا یہی مفہوم تھا کئی صدیوں تک علم کا تمام میلان فلسفہ کی حدود میں شمار ہوتا رہا لیکن اٹھارویں صدی میں فلسفہ اور سائنس کے علوم کی حد بندی غیر واضح طور پر شروع ہوئی آج کل وہ تمام علوم جو ثابت اور تجرباتی ہیں کسی نہ کسی عنوان کے تحت سائنس میں شمار ہوتے ہیں فلسفہ عام طور پر ان مضامین کے لئے استعمال ہوتا ہے جو

تجربات یا اکتشافات کی صورت میں نمایاں نہیں ہیں یا ابھی اس صورت میں سامنے نہیں آئے۔
بعض روایات کے مطابق علوم عقلی کا موسس تھیلس ہے جس نے چھ سو سال قبل مسیح جنم لیا اس کے بعد پینھا گوراس اور ہرکولس مفکر پیدا ہوئے ازاں بعد سقراط 'افلاطون ' ارسطو قدیم یونانی فلسفیوں میں شمار ہوتے ہیں یونانیوں کی فلسفیانہ تحریروں کا ترجمہ عربوں نے ہارون اور مامون عباسی کے زمانے میں کیا اور اسی زمانے سے مسلمانوں میں فلسفے کا شوق پیدا ہوا اسی ذوق و شوق کا نتیجہ اسلامی دنیا کے عظیم فلسفی فارابی، ابن سینا، ابن رشد وغیرہ ہیں (۸)
حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی عظیم مفکرین میں ہوتا ہے آپ نے پہلے فلسفہ کی حقیقت کو سمجھا اور پھر مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرمائی ایک طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیا تو دوسری طرف اسلامی عبادات کے فلسفہ کو سمجھانے کے لئے مختلف رسائل بھی تحریر فرمائے یہاں مختصراً ان رسائل کا تذکر کیا جاتا ہے۔

د۔ فلسفہ میں رسائل

ا) رسالہ فلسفہ عید قربان

حضرت لاہوری کا فلسفہ(۹) کے سلسلہ میں یہ پہلا رسالہ ہے اور مجموعہ رسالہ جات میں سولھویں نمبر پر ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ کو اس آیت مبارکہ سے شروع کیا گیا ہے

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم(۱۰)

ترجمہ

اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمھاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے۔

شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد علی عید قربان کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اصل

میں عید قربان میں پیغام فتح اسلام ہے۔

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یاد قرار دیں اور ہر سال شمع رضاء الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان ظاہر و باطن سے تیار رہیں تو مالک الملک ذوالجلال والا کرام انکا پشت و پناہ ہوگا پھر ایسے سرفروش فدائیان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی خدا تعالی انکی حمایت کے لئے زمین و آسمان کے لشکر بھیج دے گا پھر یہ دنیا میں چالیس کروڑ نہیں چالیس سو بھی ہوں گے تو ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر ہوگا دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکے گی جو قوم مقابلہ میں آئے گی منہ کی کھا کر جائے گی۔

رسالہ کے آخر میں ۵ علماء کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں

اسماء گرامی درج ذیل ہیں!

۱۔ حضرت مولانا نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۲۔ حضرت مولانا محمد نور الحق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا حاجی کریم بخش پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔

۴۔ حضرت مولانا افضل احمد محلہ کھڈہ کراچی۔

۵۔ حضرت مولانا عبدالعزیز امام و خطیب مسجد شاہی لاہور۔(۱۱)

ii) رسالہ فلسفہ نماز

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ کے سلسلے میں یہ دوسرا رسالہ ہے اور مجموعہ رسالہ جات میں ۱۹ نمبر پر ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ہذا کی ابتداء اس آیت مبارکہ سے کی گئی ہے

ان الصلواۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (۱۲)

ترجمہ

بے شک نماز تمام بے حیائیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔

حضرت لاہوری نماز کا فلسفہ اور اسرار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز کا مقصد حقیقی مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا بہترین آدمی کا انتخاب کرکے صدر بنانا امام کے ماتحت چلنا امام کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بن جانا اور کھانا 'پینا' بولنا یا ضروریات زندگی سے بھی اجتناب کرنا اپنے آپ کو منظم کرکے امام کی آواز پر نقل و حرکت کرنا اور ان ساری پابندیوں میں امام پر احسان نہ دھرنا کسی اجرت کا خواہاں نہ ہونا مساوات کا جذبہ پیدا کرنا اور ایثار کا جذبہ پیدا کرتا ہے.

جب اس خدا پرست منظم جماعت کی صدا ایک 'سردار ایک' مرکز ایک 'مقصد ایک 'قبلہ ایک ' قول ایک ' فعل ایک ' صورت ایک ' اور ان ساری وحدتوں میں مقصد ایک رضائے الٰہی ہو تو دنیا کی کوئی قوم اس جماعت کا مقابلہ نہیں کرسکے گی اور یہ خدا پرست جماعت ہر میدان میں کامیاب و کامران ہوگی.

اسلام کے پانچ ارکان کے اندر آج بھی وہی پیغام حیات موجود ہے

جو پہلے تھا آب حیات مسلمانوں کے گھر میں موجود ہے انہیں دوسروں کے دروازوں پر جانے کی مطلق ضرورت نہیں.

رسالہ کے آخر پر دس علماء کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں چند کے اسماء گرامی یہ ہیں

۱۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ۔

۲۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب مدرس مدرسہ انوارالعلوم گوجرانوالہ۔

۳۔ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب آف گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالستار شاہی مسجد لاہور۔

۵۔ حضرت مولانا احمد علی آف گوجرانوالہ۔ (۱۳)

iii) رسالہ فلسفہ روزہ

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فلسفہ کے سلسلے میں یہ تیسرا رسالہ ہے اور مجموعی رسالہ جات میں نمبر ۲۰ پر

ہے جو کل سولہ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ کو اس آیت مبارکہ سے شروع کیا گیا ہے

یا یھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۱۴)

ترجمہ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار ہو۔

رسالہ ہذا میں روح روزہ کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ!

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہوں صفات حمیدہ سے آراستہ ہو بداخلاقی سے اسے نفرت ہو خواہشات نفسانی پر قابو پائے ضبط نفس اور تحمل کا خوگر ہو فتنہ انگیزی سے باز آئے شرارت نہ کرنے پائے ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔

قوت حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوت حیوانی کو کمزور کردیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رک جائے گا چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہوجاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے روزہ کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے

رسالہ کے آخر پر چار علماء کرام کی تصدیقات درج کی گئیں ہیں نام یہ ہیں

۱۔ حضرت مولانا ابو محمد احمد امام مسجد صوفی کشمیری بازار لاہور۔

۲۔ حضرت مولانا نجم الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا محمد نورالحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شاہی مسجد لاہور۔ (۱۵)

iv) رسالہ فلسفہ زکوٰۃ

فلسفہ کے سلسلے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ چوتھا رسالہ ہے اور مجموعہ رسالہ جات میں ۲۷ نمبر پر ہے جو کل ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے رسالہ ھذا کی ابتداء اس آیت مبارکہ سے کی گئی ہے

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الرکعین (۱۶)

ترجمہ

اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور (خدا کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔

رسالہ ھذا میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل زکوۃ اور مصارف زکواۃ پر تفصیلی بحث کی ہے اس کے ساتھ ساتھ فلسفہ زکوۃ کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ زکوۃ دینے والے کے اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے زکوۃ دینے والے کو دنیاوی لحاظ سے بھی برکات حاصل ہوتی ہیں زکوۃ دینے والے کے لئے اللہ نے آخرت کی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ زکواۃ لینے والوں کی بھی اخلاقی اصلاح ہوتی ہے۔

زکوٰۃ لینے والوں کی معاشرتی اصلاح ہوتی ہے زکوۃ لینے والوں کی اقتصادی اصلاح بھی ہوتی ہے ' اور زکوۃ سے بے شمار سیاسی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زکوٰۃ کے نظام کو صحیح نافذ کردیا جائے تو ملک پاکستان میں بھوک اور تنگدسی ختم ہو جائے گی چوری ڈاکہ وغیرہ بدامنی کی تمام قسمیں مفقود ہو جائیں گی اور سرحدات اسلامی بھی اسی سرمایہ سے اتنے بڑے بڑے استحکامات کردیئے جائیں گے کہ دشمن آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات بھی نہ کرسکے گا۔

زکوۃ سے درست نظام سے مسلمان کفار کے تسلط سے آزاد ہوگا

اسلام آزاد' قرآن آزاد ' ایمان آزاد 'ہوگا رسالہ کے آخر پر چھ علماء کرام کی تصدیقات موجود ہیں اسماء گرامی درج ذیل ہیں !

۱۔ حضرت مولانا عبیداللہ معلم گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر۔

۲۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب۔

۳۔ حضرت مولانا محمد دین آف ضلع شاہ پور۔

۴۔ حضرت مولانا محمد حیات آف جہلم۔

۵۔ حضرت مولانا محمد سلیمان ہزاروی۔

۶۔ حضرت مولانا عبدالحق ڈیرہ اسماعیل خان۔(۱۷)

فلسفہ کے ساتھ ساتھ حضرت لاہوری اخلاقیات کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور ایک رسالہ بنام خلق محمدی ﷺ بھی تحریر فرمایا ہے یہاں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

رسالہ ہذا میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں اس لئے ہمیں اخلاق و عادات معاملات دین نکاح ' طلاق' شادی ' وغم ' نشست و برخاست ' خوراک و پوشاک غرضیکہ اپنی زندگی کے ہر کام میں ہرقدم پر رسول اللہ ﷺ کے مقدس نمونہ کو سامنے رکھنا چاہئے (۱۸)

ذ۔ علم تاریخ

علم تاریخ کے سلسلے میں بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل تحسین ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہر خطبہ میں قرآن و حدیث کے ساتھ سابقہ امم کے واقعات اور مسلمانوں کی تاریخ کے حالات بیان کئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی رسائل بھی تالیف کئے جو تاریخ کی اہم خدمت ہے مثلا شہادت حسین ' مختلف رسوم کی ایجاد کی تاریخ وغیرہ جن کا تفصیلی تذکرہ مختلف ابواب میں کیا گیا ہے۔

ر۔ علم الاقتصاد اور سیاست

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم الاقتصاد اور سیاست کو خاص اہمیت دی ہے کیونکہ کسی قوم کے عروج و زوال کے زیادہ تر دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں جو قومیں اپنے خون پسینہ کی کمائی فضول رسموں میں

پانی کی طرح بہادیتے ہیں اور ملک کی بھاگ دوڑ نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے وہ زندگی کے کسی میدان میں بھی ترقی نہیں کرسکتیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری اقتصادی بدحالی میں زیادہ تر دو چیزوں کا دخل ہے ایک ہندوانہ رسم و رواج اور دوسری تمدن یورپ کی دل دادگی

۔

مسلمان آج نام کا مسلمان ہے اور ایسی ایسی رسوم کا پابند ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر ڈھولک بجانا تیل لگانا باجے بجانا وغیرہ اسی طرح مرنے کی رسمیں تیجا، ساتا، چالیسواں، عرس (۱۹) منانا وغیرہ ان رسوم پر فضول خرچی کی جاتی ہے ان تمام رسوم کی تفصیل اسی مقالہ کے باب یازدہم " حضرت مولانا احمد علی اور اصلاح رسوم و عقائد " میں دیکھی جاسکتی ہے سیاسی لحاظ سے بھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل قدر ہیں قیام پاکستان سے قبل آپ جمعیت علماء ہند کے ممبر اور پنجاب میں جمعیت کے صدر تھے قیام پاکستان کے بعد جمعیت علماء اسلام کے ساتھ منسلک ہوئے آخر کار جمعیت علماء اسلام کے مرکزی صدر منتخب ہوئے اور تاحیات ۱۹۶۲ء تک صدر کی حیثیت سے اپنی سیاسی خدمات سرانجام دیں پاکستان کے لئے ایک اسلامی قانون تیار کیا جو آپ ہی کا حصہ ہے آپ کی سیاسی خدمات کا تفصیلی مطالعہ اسی مقالہ کے باب تیرھواں " مولانا احمد علی اور سیاسی و ملی تحریکات " کے ضمن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم سیاستدان تھے اور ہر سیاسی لیڈر کو اسلام کا حقیقی مجاہد دیکھنا چاہتے تھے سیاسی راہنماؤں کے لئے صحیح راہ عمل کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ !

یہ نظریہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص میں سیاسی راہنمائی کی قابلیت نہیں پائی جاتی اس لئے یہ ضروری ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کے قابل ہو اسے کسی طریقہ سے منتخب کیا جائے لیکن موجودہ طریقہ انتخاب جو ہمارے ہاں رائج ہے وہ غلط ہے کیونکہ بعض اوقات امیدوار اپنی برادری کا واسطہ دے کر ووٹ لیتا ہے اور برادری اس کی قابلیت اور عدم قابلیت کو نہیں دیکھتی بلکہ وہ لوگ صرف اس بناء پر ووٹ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا بھائی ہے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امیدوار روپیہ خرج

کرکے ووٹ خرید لیتا ہے ووٹ کی قیمت بعض دفعہ ایک دو وقت کا پر تکلف لذیز کھانا ہی ہوتا ہے بعض دفعہ علاوہ کھانے کے نقد بھی دینا پڑتا ہے اس روپیہ کی مقدار ووٹ بیچنے والے کی حیثیت پر ہوتی ہے بعض اوقات پانچ دس روپے بعض اوقات چالیس پچاس روپے بعض اوقات دوسو روپیہ (۲۰) (قبل از ۱۹۶۲ء) اس کے علاوہ امیدوار کے خرچ پر مختلف اوقات میں جلسے کرائے جاتے ہیں اور جلسہ کی آرائش کا سارا سامان امیدوار کی گرہ سے ہوتا ہے اس غلط طریقہ انتخاب سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ بھی ضائع ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قابل آدمی بھی منتخب ہوکر سیاسی پلیٹ فارم پر نہیں آتے ایسے لیڈر اپنی ناقابلیت کے باعث مسلمانوں کے حق میں بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتے ہیں.

غلط طریقہ انتخاب سے روپیہ برباد' وقت ضائع ' ووٹروں میں باہمی منافرت 'اپنے مد مقابل کے امیدوار کو ناقابل برداشت کرنے کے لئے اس کی عیب جوئی اور سب سے بڑھ کر بڑی چیز یہ ہے کہ ایسے امیدواروں کی اللہ تعالی کوئی مدد نہیں کرتا جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں کوئی عہدہ مانگ کرلے تو اللہ تعالی اس کی مدد چھوڑ دیتا ہے (۲۱)

درست طریقہ انتخاب کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ؒ فرماتے ہیں کہ!

ہمیں قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئیے جو طریقہ قرآن مجید ہمیں سمجھائے وہی اصل' صحیح ' سچا اور انصاف پر مبنی ہوگا۔

بنی اسرائیل کو ایک سیاسی راہنما کی ضرورت تھی جس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں!

الم ترا الی الملا من بنی اسرائیل من بعد موسی اذ قالو النبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ(۲۲)

ترجمہ

آپ نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت نہیں دیکھی جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا

ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیاسی راہنما خود اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کرتا بلکہ قوم اسے انتخاب کرتی ہے

اس کے بعد سیاسی راہنما کا انتخاب نبی کرتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا(۲۳)

ترجمہ

ان کے نبی نے ان سے کہا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قوم مل کر یا قوم کے نمائندہ جماعت سیاسی راہنما کا انتخاب کرے

جب امیر کا چناؤ ہوگیا تو سرمایہ داروں وڈیروں وغیرہ نے اعتراض کیا کہ غیر سرمایہ دار لیڈر نہیں ہوسکتا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

قالوا انى يكون له الملك علينا ونحن احق بالملك منه ولم يؤت سعة من المال(۲۴)

ترجمہ

انہوں نے کہا یہ ہم پر بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے اس سے تو سلطنت کے ہم زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اسے مال میں وسعت نہیں دی گئی (یعنی دولت مند نہیں ہے)

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ سرمایہ داروں کی نظر میں راہنما کے لئے قابلیت کوئی شرط نہیں ہے ان کے ہاں لیڈر کے لئے سرمایہ دار ہونا ضروری ہے چنانچہ آجکل بھی سرمایا داروں کا یہی نظریہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ راہنما کے لئے قابلیت کا ہونا ضروری ہے نہ کہ سرمایہ داری کا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال ان الله اصطفه عليكم و زاده بسطة فى العلم والجسم (۲۵)

ترجمہ

نبی نے کہا تحقیق اللہ نے اسے (طالوت کو) ہی تم پر چن لیا ہے اللہ نے اسے عقل اور بدن میں کشائش دی ہے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ حاصل ہوا کہ نبی نے کہا کہ طالوت اگرچہ غریب ہے مگر تمہارا بادشاہ یہی رہے گا کیونکہ اللہ تعالی نے اسے تم سے زیادہ عقل عطا فرمائی ہے اور ایک قوی ہیکل (بہادر) جوان ہے یعنی راہنما کے لئے سب سے زیادہ عقل مند' ہوشیار' معاملہ فہم 'دور اندیش ہونا ضروری ہے اس کے بعد وہ بہادر ہونا چاہئیے کہ جس بات کو صحیح سمجھ لے پھر خدا داد جرات اور شجاعت کے سبب سے کوہ وقار ہو کر ڈٹ کر میدان میں کھڑا ہوجائے باطل کے لشکر اس کے مقابلہ میں آئیں اور اس قوت ارادی کے مضبوط پہاڑسے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور آخری فتح کا سہرا اللہ تعالی اس کے سر بندھوائیں قرآن مجید کی مذکورہ بالا ہدایات کے مطابق لوکل بورڈوں میونسپل کیٹیوں اسمبلیوں وغیرہ کے موقعوں پر اپنے نمائندے اور راہنما ایسے انتخاب کریں جو اعلی درجہ کے عقلمند معاملہ فہم دور اندیش شطرنج سیاست کے کھلاڑی اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو سمجھنے والے ہوں اس کے ساتھ ہی وہ دلیر، بہادرہ شمع اسلام کے جانباز سپاہی، ناموس نبوی ﷺ کے جان نثار فدائی ہوں پھر دیکھئے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے یا نہیں (۲۶)

ایک سیاسی راہنما کے لئے بہترین راہ یہی ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں کیا ہے

یایھاالذین امنوا اذاتناجیتم فلا تتناجو ابالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجو ابالبر و التقوی واتقوالله الذی الیه تحشرون(۲۷)

ترجمہ

اے ایمان والو جب ایک دوسرے سے کان میں بات کرو (یعنی الگ ہو کر بیٹھو) تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کرو اور خدا سے ڈرو جس کی

طرف جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیت مبارکہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

مسلمانوں کے سیاسی راہنما آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں فیصلہ کریں جدھر چاہیں ووٹ دیں بلکہ وہ اس امر کے پابند ہیں کہ کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو جس میں گناہ ہو یا اللہ تعالی کے قانون کی حدود سے تجاوز ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو ان کا فرض ہے کہ ایسے فیصلے کریں جن میں نیکی اور پرہیز گاری پائی جائے جس خدا تعالی نے انہیں یہ عزت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے اس سے ڈرتے رہیں(۲۸)

ز۔ فنی اور عسکری تعلیم و تربیت

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فنی اور عسکری تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی کیونکہ حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق کی تلاش کرنا فرض ہے اسلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے اللہ تعالی کے نبیوں اور رسولوں اور نیک بندوں نے حلال طریقے سے روزی کمائی ہے حلال کمائی میں دین و دنیا کی سعادت پوشیدہ ہے حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب تصور کیا جاتا ہے حلال کمائی سے کھانے والے جو عبادت کرتے ہیں اللہ تعالی اس کی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضہ (۲۹)

ترجمہ

اللہ تعالی کے فرض کے بعد حلال روزی طلب کرنا فرض ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بزازی کا کام کرتے تھے (۳۰)

حضرت شعیب علیہ السلام کپڑا بن کر تجارت کرتے حضرت اسماعیل تیر بناتے اور فروخت کرتے حضرت لقمان رسیاں بناتے اور فروخت کرتے (۳۱) حضرت صالح تھیلوں کی تجارت کرتے تھے حضرت یحیٰ علیہ السلام جوتے سیتے اور تجارت کرتے تھے حضرت زکریا بڑھئی گری کرکے معاش پیدا

کرتے تھے ہمارے نبی ﷺ کی ذات گرامی تمام صفات کمالیہ کی جامع تھی بکریاں چرائیں تجارت وغیرہ بھی کی (۳۲)

چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ جب طلباء دینی تعلیم سے فارغ ہوں تو وہ معاش کے معاملے میں کسی کے محتاج نہ بنیں بلکہ اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمائیں اور دین کی فی سبیل اللہ خدمت کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روزی خود کمائی ہے کسی سے کبھی اپنی ذات کے لئے سوال نہیں کیا اس سلسلے میں قاضی محمد عدیل صاحب کا بیان ہے کہ!

حضرت مولانا احمد علی ہفتے میں ڈیڑھ دن اپنی معاش کا بندوبست کیا کرتے تھے کبھی صابن بناتے اور کبھی عربی کتابوں کی کتابت کی تصیح فرماتے تھے میں نے (یعنی قاضی عدیل صاحب) آپ کو صابن بناتے تو نہیں دیکھا اس کا اہتمام گھر کے اندر ہوتا تھا لیکن کتابت کی اصلاح میں مشغول دیکھا ہے (۳۳)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ فی سبیل اللہ کے دین کی تبلیغ کی اور اپنے تلامذہ سے بھی یہی توقعات رکھتے تھے ڈاکٹر لال دین اخگر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا نجم الدین صاحب کے مشورے سے حضرت لاہوری پرائمری پاس طلبا کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں داخل کرتے تھے ان طلباء کے لئے جو نصاب ترتیب دیا گیا تھا وہ یہ ہے!

چھ سال کے عرصہ میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ، مشکوۃ شریف، کنزالدقائق اور منطق میں قطبی تک تعلیم شامل تھی علوم کی تدریس نصف دن تک ہوتی اور باقی نصف وقت صنعت و حرفت پر لگایا جاتا لکڑی لوہا اور کتابت کاکام سکھایا جاتا تھا طلباء کے والدین کو اختیار دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو جونسا کام چاہیں سکھینے کے لئے تجویز کریں بعض طلباء کو دوکانوں پر تجارت کی مہارت کے لئے بھیجا جاتا تھا اراکین انجمن خدام الدین نے صنعت و حرفت و فنون کے اساتذہ سے تاکیدا استدعا کی کہ وہ طلباء کو چھ سال کے اندر اندر اپنی روزی کمانے کے قابل بنا دیں لہٰذا ایسا ہی ہوا۔

مگر اس کا نتیجہ دینی لحاظ سے اچھا نہ نکلا لوگوں نے جب اپنے ہونہار لڑکوں کو کمانے کے قابل دیکھا

تو ان کو مدرسے سے ہٹاکر اپنے کاروبار پر لگا دیا اس وقت ان کو بڑا سمجھایا گیا مگر بعض حرص کے بندوں نے اپنی ضد کو نہ چھوڑا دینی تعلیم کو ادھورا ہی چھوڑ کر صنعت کاری کے پیچھے ہولئے آخر کار انجمن کو اس تجویز سے دستبردار ہونا پڑا (۳۴)

اسی طرح لڑکیوں کے لئے بھی جو نصاب ترتیب دیا گیا تھا اس میں امور خانہ اور کشیدہ کاری بھی شامل تھی (۳۵)

فنی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت لاہوری نے عسکری تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ دی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے کہ جہاد ہی دین کی روح ہے چنانچہ حضرت لاہوری فوجی تعلیم و تربیت کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرماتے ہیں ارشاد باری تعالی ہے!

واعدوالهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدو كم وآخرين من دونهم لا تعلمو نهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيئ فى سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون(۳۶)

ترجمہ

اور اپنے دشمنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کرسکو تیار رکھو اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر انکے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملے گا تم کو اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔

اسی طرح جہاد کی تیاری کا حکم احادیث میں بھی ہے چنانچہ حدیث میں ہے

عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتبس فرسا فى سبيل الله ايمانا بالله وتصديقا بوعده فان شبعه وريه وروثه وبوله فى ميزانه يوم القيامة (رواه بخارى)

ترجمہ

حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالی کی راہ (یعنی جہاد وغیرہ) میں گھوڑا باندھ رکھا اللہ تعالی پر ایمان رکھنے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرنے کے خیال سے پس تحقیق اس کا کھانا اور پانی اور لید اور پیشاب اس پالنے والے کے ترازو (اعمال صالحہ) میں قیامت کے دن شمار کئے جائیں گے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرماتے ہیں کہ!

ہر مسلمان کو اپنی حفاظت کا سامان تیار رکھنا ضروری ہے اور جب بھی باطل کے لئے مقابلہ کے لئے اسے بلایا جائے تو فورا حاضر ہوجائے اور اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لئے جان و مال دونوں چیزیں راہ خدا میں خرچ کردے جو لوگ جہاد کی یعنی عسکری تعلیم و تربیت حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی کبھی جہاد کی تمنا کرتے ہیں وہ خسارے میں ہیں کیونکہ ملت اسلامیہ کی حفاظت سے جی چرانا علامت نفاق ہے۔

حضرت لاہوری فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن مجید میں دوسرے فرائض کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مثلا اقیموا الصلوٰۃ ۔ نماز پڑھو اتواالزکوہ ۔ زکواۃ دو بعینہ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اعدو الھم ما استطعم من قوہ

جہاں تک ممکن ہوسکے اعداء اسلام کے مقابلے کے لئے آلات جنگ اور ان کا علم اور مشق تیار رکھو۔

لہذا مسلمان کا فرض ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکواۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھے ہر قوم کے لئے ہتھیار پر وانہ امن ہے جس قدر کوئی قوم کیل کانٹے سے لیس ہوگی اس قدر اس کا رعب ہوگا اور دوسری قوموں کی غاصبانہ نگاہوں سے محفوظ اور انکی دستبرد سے مامون رہے گی ۔(۳۷)

اس باب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لاہوری کی خدمات ہر قسم کے علم و ہنر میں قابل تحسین ہیں۔

حوالجات و حواشی

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی بیجو " حجۃ اللہ البالغہ "دارلاشاعت اردو بازار کراچی (ت۔ن) ص ۱۱۔۱۲۔

۲۔ محمد متبول عالم بی ۔اے ہفت روزہ "خدام الدین حضرت لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۵۰۳۔

۳۔ ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر" ص ۵۰۴۔

۴۔ محمد متبول عالم بی ۔اے ہفت روزہ " خدام الدین حضرت لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۵۰۵۔

۵۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء جلد ۱۴ار۱ ص ۸۱۔۱۰۳۔

۶۔ علم العقائد ایک اہم دینی عالم عقائد جمع ہے عقیدہ کی جس کے معنیٰ ہیں وہ قلبی تصدیق جو کسی تصور میں یقین کی کیفیت پیدا کرتی ہے ("اردو دائرہ معارف اسلامیہ" دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء ج ۱۴ار۱ ص ۴۲)

۷۔ فلسفہ کے لغوی معنی حکمت ، دانائی ، علم وحکمت اور علم موجودات کے ہیں (مولوی فیروز الدین فیروز اللغات " فیروز سنز لاہور (ت۔ن) ص ۹۳۷)

اسی طرح Dictionary of Islam میں بھی Falsafa کے معنیٰ Ilmul hikmah ۔علم الحکمتہ لکھا ہے (Thomas Patrick Hughes B.D.M.R A.S "Dictionary of Islam" Premier Book House Anarkali Lahore 1964 P 453)

۸۔ "اردو انسائیکلو پیڈیا" فیروز سنز لاہور جنوری ۱۹۸۴ء ص ۷۳۷--- سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" شاہکار بک فاونڈیشن حاجی بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ کراچی یکم جنوری ۱۹۸۴ء ص ۱۱۷۴۔

۹۔ ڈاکٹر میرولی الدین لفظ فلسفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ !

لفظ فلسفہ یونانی الاصل ہے یہ یونانی الفافیلوس (محبت) اور سوفیا (حکمت) سے مرکب ہے لہٰذا اس کے لفظی معنی محبت و حکمت کے ہیں، فلسفی وہ شخص ہے جو حکمت یا دانشمندی سے نہایت شغف رکھتا ہو، فلسفی جو یونانی لفظ ہے روایت اس کا موجد فیثاغورث کو قرار دیتی ہے۔ جس نے اپنے آپ کو حکیم کہنے سے عاشق حکمت کہنا بہتر سمجھا تھا (ڈاکٹر میرولی الدین "مقدمہ فسلفہ جدید" سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۵ء ص ۲۵)

۱۰۔ سورہ الحج آیت ۳۷ پ ۱۷۔

۱۱۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "فلسفہ عید قربان" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) سلسلہ نمبر ۱۶۔

۱۲۔ سورہ العنکبوت آیت ۴۵ پ ۲۱۔

۱۳۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "فلسفہ نماز" شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) سلسلہ نمبر ۱۹۔

۱۴۔ سورہ البقرہ آیت ۱۸۳ پ ۲۔

۱۵۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "فلسفہ روزہ" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) سلسلہ نمبر ۲۰۔

۱۶۔ سورہ البقرہ آیت ۴۳ پ ۱۔

۱۷۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "فلسفہ زکوٰہ" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۳۵۴ھ سلسلہ نمبر ۲۷۔

۱۸۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "خلق محمدی" ﷺ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت۔ن) ص ۳۔۴۔

۱۹۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "نجات دارین کا پروگرام" انجمن خدام

الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۲۲ ص ۳۱۔

۲۰۔ آجکل تو ووٹ کی قیمت ہزاروں بلکہ بعض اوقات لاکھوں تک ہوتی ہے۔

۲۱۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ "نجات دارین کا پروگرام" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۲۲ ص ۴۳-۴۴۔

۲۲۔ سورہ البقرہ آیت ۲۴۶۔

۲۳۔ سورہ البقرہ آیت ۲۴۷ پ ۲۔

۲۴۔ سورہ بقرہ آیت ۲۴۷ پ ۲۔

۲۵۔ سورہ البقرہ آیت ۲۴۷ پ ۲۔

۲۶۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ" نجات دارین کا پروگرام" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) سلسلہ نمبر ۲۲ ص ۴۶-۴۷۔

۲۷۔ سورہ مجادلہ آیت ۹ پ ۲۸۔

۲۸۔ حضرت مولانا احمد علی ماخوذ از رسالہ " نجات دارین کا پروگرام" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور (ت-ن) ص ۴۸۔

۲۹۔ الشیخ ولی الدین محمد بن خطیب امری تبریزی " مشکوۃ المصابیح" مکتبہ مجتبائی دھلی ۱۳۴۴ھ ص ۲۳۲۔

۳۰۔ حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ "اسلامی خطبات " شیش محل روڈ مکتبہ سلفیہ لاہور جمادی الاخری ۱۴۰۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۸۴ء جلد اول ص ۵۲۸۔

۳۱۔ حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ "اسلامی خطبات " جلد اول ص ۵۲۹۔

۳۲۔ حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ " اسلامی خطبات " شیش محل روڈ لاہور مکتبہ سلفیہ جمادی الاخری ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء جلد اول ص ۵۲۹۔

۳۳۔ عبدالحمید خان "مرد مومن" فیروز سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۵۷۔

۳۴۔ ڈاکٹر لال دین اخگر " انوار ولایت " انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۷ شعبان ۱۳۸۳ھ جلد اول ص ۱۳۳۔

۳۵۔ حافظ ریاض احمد اشرفی ہفت روزہ "خدام الدین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت لاہوری نمبر" شیرانوالہ دروازہ لاہور ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ مطابق مارچ ۱۹۷۹ء ص ۴۰۔

۳۶۔ سورہ انفال آیت ۶۰ پ ۱۰۔

۳۷۔ حضرت مولانا احمد علی رسالہ "اسلام کا فوجی نظام" انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور ۱۴۰۰ھ ص ۱۲۔۱۳۔

CRITICAL ANALYSIS OF EDUCATIONAL & RELIGIOUS CONTRIBUTIONS OF SHAIKH-UL-TAFSIR HAZRAT MAULANA AHMAD ALI LAHORI (SINDHI)

RAHMAT ALLAH ALEH

Ph. D Thesis

RESEARCH LIBRARY

by

MOHAMMAD ASLAM KHOKHAR

Under the Supervision of
PROFESSOR DR. ABDUL WAHID J. HALIPOTA
PROFESSOR EMERITUS DEPARTMENT OF COMPARATIVE
Religion and Islamic Culture
University of Sindh Jamshoro

Under the Co-Supervision of
PROFESSOR DR. ABDUL SATTAR ANSARI
Department of Muslim History
University of Sindh Jamshoro

DEPARTMENT OF COMPARATIVE RELIGION AND ISLAMIC CULTURE UNIVERSITY OF SINDH JAMSHORO

1996 / 1417